بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

ASSEMBLY DEBATES

Wednesday, the 16th June, 2004

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 9:20 a.m. with Mr. Speaker (Ch. Amir Hussain) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ
وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا
عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢﴾

(سورۃ المائدۃ ۲)

[ترجمہ: مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے مہینہ کی اور نہ قربانی کے
جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور جن کے گلوں
میں پٹے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر یعنی بیت اللہ کو جا رہے ہوں
اور اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہوں اور جب احرام اتار
دو تو پھر اختیار ہے کہ شکار کرو اور لوگوں کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تم کو عزت

والی مسجد سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرنے لگو اور
دیکھو نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی
باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور خدا سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں ہے کہ خدا کا عذاب سخت ہے]۔

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

Right of Franchise to Pakistanis Abroad

321. ***Dr. Farid Ahmad Paracha:** Will the Minister for Parliamentary Affairs be pleased to state the steps taken or proposed to be taken by the Government to grant the right of franchise to foreign resident Pakistanis and the time by which it will be implemented?

Minister for Parliamentary Affairs: Since 15-11-1993, the matter remained under consideration at different levels of Ministry of Parliamentary Affairs, Labour, Foreign Affairs, Interior and the Election Commission. On 30-10-1997, the Election Commission submitted proposal to work out modalities of the matter to the Prime Minister. Resultantly, the Prime Minister constituted a committee of Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis, Minister for Law, Justice and Human Rights and Minister for Interior. Based on the recommendation of the committee, a comprehensive summary was moved to the Cabinet by the Ministry of Parliamentary Affairs on 19-5-1999; which was placed on the Agenda of the Cabinet thrice but could not be considered and finally returned to this Ministry on October 21, 1999. By this time the Election Commission of Pakistan had become fully independent, as such the draft summary forwarded by Election Commission and amended summary submitted to the Cabinet were returned to Election Commission on 18-5-2001 for reconsideration and to decide the future course of action.

Mr. Speaker: Answer No. 321 Supplementary! Mr. Farid Ahmad Piracha.

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر یہ میرا سوال بیرون ملک پاکستانیوں کو ووٹ کے حق
دینے سے متعلق ہے جواب میں بتایا گیا ہے کہ ۱۱ سال سے اس معاملہ پر غور ہو رہا ہے۔ اور اب

اسے الیکشن کمیشن کو بھیج دیا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ ایک policy matter ہے تو الیکشن کمیشن نے طریقہ کار طے کرنا ہے کیا وزیر متعلقہ یہ بتائیں گے کہ انہوں نے پالیسی سے اتفاق کر لیا ہے کہ بیرون ملک پاکستانیوں کو ووٹ کا حق دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ کون جواب دیں گے۔ چیف وہپ سردار نصر اللہ دریشک صاحب۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: سر! منسٹر صاحب کو اطلاع کرائی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کو پتہ ہے، اگر ان کا سوال ہے تو ان کو ۹ بجے آنا چاہیئے تھا۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: جی سر۔ اگر اس کو pend کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے کل بھی observation دی تھی تو اس کا کیا حل ہے۔ میں اس کا کیا کر سکتا ہوں بتائیں۔ منسٹرز کو اگر منسٹر بننے کا شوق ہے تو پھر ہاؤس میں بھی آنا چاہیئے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک: سر! ابھی تشریف لے آتے ہیں۔ اس کو اگر مہربانی کر کے pend کر دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ان کو بلوائیں۔ میں اس کو ڈیفر کرتا ہوں اور during question hour اس کو پھر دوبارہ لونگا۔ جناب انور علی چیمہ صاحب۔

چوہدری انور علی چیمہ: اگر منسٹر صاحبان تشریف نہ لائیں تو پھر چیف وہپ جواب دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: منسٹر کو چاہیئے کہ اگر وہ نہیں آسکتے تو کسی کولیگ کو یا چیف وہپ کو یا پارلیمانی سیکرٹری کو وہ فائل دے کر جائیں، بریف کریں تاکہ ان کی جگہ جواب دیا جا سکے۔ جی خورشید احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید خورشید احمد شاہ: جناب سپیکر پہلی بات تو یہ ہے کہ چیف وہپ سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔ جس کے اوپر responsibility ہوتی ہے چاہے وہ پارلیمانی سیکرٹری ہو یا کوئی اور دوسرا

منسٹر ہو وہ دے سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رولز کے مطابق Ordinary member اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ آپ نے کافی مرتبہ observations دی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے مگر اس کے باوجود realisation نہیں ہے۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں ابھی ہاؤس کی پوزیشن کیا ہے، میں سمجھتا ہوں دو منسٹر بیٹھے ہیں ان کی منسٹریوں کے سوالات لے لیں اس کے بعد پھر آگے دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے میں اس کو ڈیفر کرتا ہوں وہ during question hour آئیں اور آکر جواب دیں۔ Next question Answer taken as read

CONSTRUCTION OF ROADS IN RAILWAY SCHEMES

22. ***Mr. Muhammad Safdar Shakir** (Put by Dr. Far d Piracha): Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) whether the roads have been constructed in Railway Schemes in Rawalpindi; if so, the detail of each scheme;

(b) whether it is a fact that the roads have not been constructed in Scheme No. 4, so far; if so, the time by which the same will be constructed; if not, the reason thereof; and

(c) the number of plots in all Railway Schemes in Rawalpindi allotted to the railway employees through ballot alongwith the number and names of persons to whom plots were allotted without balloting and the name of the Authority which allotted the same?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Maher): It is to carlify that Rawalpindi Railway Employees Housing Societies Ltd. (RIRECHS) is not working under the Administrative control of Pakistan Railways and, likewise the other Societies, it is functioning independently under the control of Registrar

Cooperative Housing Societies Lahore. However the desired information, collected from RIRECHS, is as under:—

(a) It is correct that the roads in all the schemes have been provided/developed by the RIRECHS.

(b) It is also correct that roads in Scheme No. 4 have already been provided in the year 1990 and necessary repair have been carried out as and when it was required.

(c) (i) There are 2040 numbers of plots allotted to the railway employees through balloting.

(ii) There are 196 numbers of plots allotted by the Managing Committee without balloting under the specified quota of 5% and 1%. The list of such allottees and authorities which allotted the same can be called for from the proper forum that is Registrar Cooperative Housing Societies Lahore.

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ بہت ساری سکیمیں جس میں یہ ریلوے سکیم ہے یہ تاثر دیتی ہے کہ یہ سرکاری سکیمیں ہیں، جیسا کہ ڈیفنس ہے، بحریہ ہے، فضائیہ ہے، اسی طرح سے ریلوے سکیم ہے اور جواب میں بتایا گیا ہے کہ یہ ریلوے کے زیر انتظام نہیں ہے۔ اس کی اجازت کیوں دی گئی ہے کہ یہ تاثر بنے کہ یہ ایک سرکاری سکیم ہے اور اس کے مطابق لوگ بھی اس میں investment کریں۔ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے یا وزیر ریلوے۔

وزیر ریلوے (جناب غوث بخش خان مہر): گذارش یہ ہے کہ یہ جتنی بھی سوسائٹیاں ہیں، ریلوے کا یہ ہاتھ ہے کہ ریلوے نے اپنی زمین ان کوآپریٹو سوسائٹیوں کو دی ہے، they are being run under the rules of Pakistan, Provincial Cooperative Housing Authorities. So, it is their business, their job to look after

it, maintain it and do what is required there. Railway has nothing to do whatsoever with it. سرکاری سکیم ہے اور اس کے مطابق لوگ بھی اس میں

جناب سپیکر: ضمنی سوال لیاقت بلوچ صاحب۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ریلوے کے زیر انتظام جو رجسٹرڈ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیاں ہیں اس کے متعلق جن حضرات نے پلاٹ الاٹ کرنے کے لئے درخواستیں دی تھیں انہوں نے قرعہ اندازی پر بھی اعتراض کیا ہے پھر اسی طریقہ سے جن حضرات کا قرعہ اندازی میں نام نکلا ہے ان کو بھی پلاٹوں کی الاٹمنٹ نہیں ہو سکی اور قبضہ نہیں مل سکا۔ مجموعی طور پر کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے بارے میں بہت سے شکائتیں ہیں اور جن کو شکایات ہیں انہوں نے منسٹری کو بھی بار بار اور ریلوے بورڈ کو بھی اپنی شکایات بھیجی ہیں تو کیا وزیر صاحب ان تمام شکایات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اگر اس وقت جائزہ نہیں لیا جا سکا تو کیا از سر نو ان شکایات کے ازالہ کے لئے منسٹری کوئی اقدامات کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر فار ریلوے۔

جناب غوث بخش خان مہر: میں بلوچ صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ کیونکہ یہ صوبوں کو دیا گیا تھا، ابھی ریلوے بورڈ نے اپنی میٹنگ میں یہ پاس کیا ہے، ہمیں اس میں مداخات کرنے کا اختیار دیا جائے کیونکہ پہلے جو by laws بنے تھے اس میں ریلوے کو کچھ اختیار تھا تو بیچ میں ۲۰۰۰ء میں ریلوے نے یہ فیصلہ کیا کہ ہمارا جو کوئی اس میں آفیسر ہے اس کو withdraw کیا جائے، تو سارے آفیسرز جو سروِنگ تھے ان کو withdraw کیا گیا۔ ابھی بورڈ نے پاس کیا کہ ہمیں جو پہلے کچھ مداخلت تھی وہ دینی چاہئیے اور اگر وہ مل گئی تو پھر اس میں ضرور مداخات کریں گے۔ اور آپ سے بھی مشورہ کریں گے اور جو آپ گائیڈ کریں گے ہم کوشش کریں کہ ہم اس چیز کو دیکھیں۔

جناب سپیکر: جناب زاہد حامد خان صاحب۔ آپ نے بٹن push کیا ہے۔

جناب زاہد حامد: نہیں سر۔

جناب سپیکر: کنٹرول والے دیکھیں۔ عمران خان صاحب بھی اپنی سیٹ پر نہیں ہیں اور ان کا نام بھی یہاں آیا ہوا ہے۔ یہ سسٹم میں اگر کوئی خرابی ہے تو اس کو درست کریں۔ کسی نے push نہیں کیا زاہد حامد خان صاحب نے بھی push نہیں کیا اور ان کا بھی نام آیا ہوا ہے تو اس کو دیکھیں ذرا۔ سارے نام غلط آرہے ہیں ان کو دیکھیں ذرا۔ جی اسد اللہ بھٹو صاحب جی فوزیہ وہاب صاحبہ

بیگم فوزیہ وہاب: میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہونگی کہ ریلوے ٹریکس کے اطراف میں جو پلاٹوں پر یا زمین پر جو قبضہ ہوا ہوا ہے اس کا کیا انتظام کیا ہے اس کو vacate کرنے کا کوئی پروگرام ہے اور اگر ایسا پروگرام ہے تو ان کو کوئی alternative solutions دیئے گئے ہیں یا نہیں دیئے گئے، شکریہ۔

Mr. Speaker: Minister for Railways!

جناب غوث بخش خان مہر: میں نے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ جو بھی زمین ریلوے کے ٹریک میں ہے پچاس سال میں بھی ریلوے کے operation use میں آئے گی اس کو ہم خالی کروانے کی کوشش کر رہے ہیں اور کروائی بھی ہے۔ لیکن جو محترمہ فاضل ممبر فرما رہی ہیں، alternative پلاٹ دینے کا ہمارے ہاں کوئی ایسا provision نہیں ہے نہ ہی پروگرام ہے، کیونکہ یہ لوگ غلط چیز پر بیٹھے ہیں تو ان کو نہیں provide کر سکتے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال مسٹر حزب اللہ بگھیو صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: جناب سپیکر On his behalf سوال نمبر ۲۸

سید خورشید احمد شاہ نے جناب حزب اللہ بگھیو کی جگہ دریافت کیا۔

سید خورشید احمد شاہ: جناب سپیکر پہلے تو اس سوال کو correct کریں۔ سول ڈیفنس منسٹر سے ہے اور جواب دے رہا ہے کمیونیکیشن منسٹر۔

جناب سپیکر: ایک منٹ ذرا۔ یہ ۲۸ ہے سوال؟

سید خورشید احمد شاہ: یہ question 28 ہے Minister for Defence سے، جواب

ہے Minister Communication سے، بابر غوری سے۔

جناب سپیکر: پڑھتے ہیں whether it is a fact that there is deficiency of service quota from Sind Rural in Ministry and its attached departments. Will the Minister for Communications be pleased to state.

سید خورشید احمد شاہ: اردو میں جو ہے......

جناب سپیکر: آپ question کریں۔

سید خورشید احمد شاہ: مسٹر سپیکر میرا سوال یہ ہے کہ......

جناب سپیکر: آپ سوال نمبر بولیں۔

سید خورشید احمد شاہ: نمبر ۲۸

SINDH'S QUOTA IN COMMUNICATION MINISTRY

28. ***Mr. Hizbullah Bughio:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that there is deficiency of service quota from Sindh rural in the Ministry and its attached departments; and

(b) if the answer to above (a) is in affirmative, the reasons thereof and the steps being taken and proposed to be taken to make-up the deficiency in quota of Sindh Rural?

Minister for Communications (Mr. Babar Khan Ghauri): (a) There is no deficiency of service of quota of Sindh Rural in Ministry of Communications and its attached departments.

(b) N.A.

سید خورشید احمد شاہ: ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت جو گوادر میں کام ہو رہا ہے اور وہاں appointments ہو رہی ہیں کیا اس میں provincial quotas کو سامنے رکھا جا رہا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب جس طرح کہ سب کو معلوم ہے کہ حکومت کی ایک پالیسی ہے اور پورے ملک میں کوٹہ سسٹم reserve کیا ہوا ہے تو جہاں تک ایک سے لیکر پندرہ گریڈ تک کی پوسٹیں ہوتی ہیں ان کا کوٹہ سسٹم یہ ہے کہ وہ زیادہ تر لوکل لوگ ہی لیے جاتے ہیں لیکن گریڈ سولہ سے اوپر ۱۷، ۱۸ یا ۱۹ جتنے بھی ہیں یہ سب کوٹہ سسٹم کے حساب سے لیے جاتے ہیں، ابھی تک ہمارے کمیونیکیشن کے جتنے بھی ڈیپارٹمنٹ ہیں اگر ان کی پوزیشن دیکھی جائے تو ان میں تمام ڈیپارٹمنٹ میں communications میں according to the fixed quota available ہے، تمام صوبوں کا جو کوٹہ reserved ہے وہ اسی حساب سے اس میں recruitments کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر ہماری پوری منسٹری میں اگر سندھ کا کوٹہ ۲۰ بنتا ہے گریڈ ۱۷ یا above کا سندھ میں وہاں ۳۵ بھرتی کئے گئے ہیں۔ اسی طرح سولہ اور اس سے below میں اگر کوٹہ ۱۰۲ بنتا ہے تو اس میں ۸۰ ہیں اور باقی ریکروٹمنٹ ہو رہی ہیں اور کل ۱۲۲ vacancies ہیں تو اس میں ۱۱۵ سندھ کی ہیں تو اس طرح پورے صوبوں کا according to quota..........

جناب سپیکر: ۱۲۲ میں سے ایک سو پندرہ؟

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: ۱۲۲ پوسٹیں ہیں ان میں سے ۱۱۵ ہیں اور باقی ریکروٹمنٹ کے پراسیس میں ہیں۔ تو یہ کوٹہ تقریباً اس وقت تمام صوبوں کا منسٹری آف کمیونیکیشن میں سو فیصد ہے۔

جناب سپیکر: جی لیاقت بلوچ صاحب۔ انہوں نے بڑا comprehensive جواب دیا ہے۔ انہوں نے yes or no کہنا تھا تو انہوں نے detail بتا دی ہے۔

جناب لیاقت بلوچ: وہ بڑا comprehensive ہے لیکن اس میں کئی سقم ہیں!

جناب سپیکر: آپ نے سوال کیا تھا کہ کیا کوٹہ آبزرو کیا جا رہا ہے تو جواب دینا چاہیئے تھا کہ وہاں کیا جا رہا ہے۔ that's all

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر ضمنی سوال ہے کہ انہوں نے جو جواب دیا وہ یہ کہا ہے کہ وفاقی کی سطح پر جو صوبوں کو کوٹہ دیا گیا ہے اس کے مطابق اس کو observe کیا جا رہا ہے۔ یہ سوال شائد واضح کر رہا ہے کہ سندھ میں خاص طور پر جو رورل اور اربن ہے کی ایک تقسیم ہے اس کے لئے سیٹوں کو تقسیم کیا گیا ہے۔ سوال اس کے اندر یہ ہے کہ جو رورل اور اربن کی آپس میں تقسیم ہے سندھ کے اندر جو ملازمتیں دی گئی ہیں کیا اربن اور رورل کا جو کوٹہ ہے اس کو آبزرو کیا جا رہا ہے کہ نہیں اگر ان کے پاس کوئی تفصیل ہے تو وہ بتا سکتے ہیں کہ شہری علاقوں میں کتنے ہیں اور دیہاتی علاقوں میں سے کتنے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ نے جواب دینا ہے کہ urban اور rural سندھ کا جو کوٹہ ہے اس کو آپ ملحوظ خاطر رکھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: دیکھیے جناب یہ پورا سوال جو ہے اس میں ہم نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ......

جناب سپیکر: رکھ رہے ہیں یا نہیں رکھ رہے۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: سندھ رورل کا گیارہ اعشاریہ چار فیصد ہے اور accordingly ہماری منسٹری میں وہی کوٹہ follow کیا جا رہا ہے۔ ۱۹ یا بیس کا فرق ضرور ہوتا ہے، جو نئی بھرتی ہو رہی ہے ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کمی کو پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یوسف تالپور صاحب۔

نواب محمد یوسف تالپور: شکریہ سر۔ میری گذارش یہ ہے کہ وہ جو کوٹہ کراچی پورٹ ٹرسٹ، گوادر پورٹ اور قاسم پورٹ، تینوں کے جو فگرز ہمارے پاس ہیں یا پہلے سوالوں میں جو آئے تھے وہ کچھ متضاد ہیں جہاں تک رورل اور اربن کے کوٹہ کا تعلق ہے تو آپ ذرا ہمیں بتائیں گے کہ جس طرح انہوں نے گوادر پورٹ کا بتایا ہے تو کے پی ٹی میں انہوں نے کس طرح کیا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ دوسرے جو ہیں کے پی ٹی اور دوسری بندرگاہ، کیا آپ کے پاس یہ انفارمیشن ہے۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: میں جناب تالپور صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے نیا سوال دے دیں۔ اور یہ ضروری بھی ہے کہ ہمیں ہر ڈیپارٹمنٹ کا معلوم ہونا چاہیئے کہ کس میں کیا پوزیشن ہے۔ فریش سوال دے دیں انشاء اللہ تمام ضروری تفصیلات آپ کو دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال کریں گے ملک امین اسلم خان صاحب۔ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری عابد شیر علی: جناب سپیکر آپ نے اگلا سوال اناؤنس کر دیا ہے۔ اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ عابد رولز کو بہت observe کر رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ چلو اس کی بات مان لیتے ہیں کیونکہ وہ بھی کبھی ہماری مان لے گا، شائد۔ ذوالفقار صاحب۔ آپ اس طرح کریں کہ آپ امین اسلم کے behalf پر سوال کریں۔ نمبر بولیں۔

ملک امین اسلم خان: میں آ گیا ہوں سر۔

جناب سپیکر: ذوالفقار صاحب آپ بیٹھ جائیں پلیز آئندہ کے لئے اگر کوئی ممبر request کرے تو میں اس کو ڈیل کرونگا کوئی فاضل ممبر اٹھ کر suggest نہ کرے کہ کیا کرنا ہے یا کیا نہیں کرنا ہے۔

چوہدری عابد شیر علی: آپ نے خود ہی فرمایا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں میں نے کہا تھا لیکن آپ کو کھڑے ہونے کے لئے نہیں کہا تھا۔ تشریف رکھیں۔ سوال نمبر بولیں جی صفحہ ۳ پر ہے۔

SUPPLY OF GAS ON P.M'S DIRECTIVES

35. ***Malik Amin Aslam Khan:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number and the cost of the projects for provision of Sui Gas being executed through Prime Minister priority (Special) funds in Fy. 2002-2003 and Fy. 2003-2004; and

(b) the authorities who owns the assets being created through these grants/funds get the financial profits generated out of these assets?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) A total of 99 Prime Minister directives for supply of gas to different areas of the country have been received. The cost of these projects is about Rs. 11 billion (Rs. 1100 crore). Finance Division had released Rs. 442.998 million (Rs. 44.29 crore) for fiscal year 2002-2003 for 22 projects which are already under implementation. An amount of Rs. 2275.442 million (Rs. 227.54 crore) have been released against 2003-2004 for 48 projects. Out of which 27 projects are under execution while for 15 projects the funds have recently been released and their implementation plan is being prepared. However, for remaining 6 projects the funds received are insufficient.

(b) The funds received by the gas companies from the Government of Pakistan for implementation of schemes under Prime Minister directives as a grant are not treated for assets creation for return purpose. Such assets are excluded from the

company's total assets for determination of return. Therefore the companies do not gain any financial benefit of these grants.

ملک امین اسلم خان: سر اس کے بارے میں میں یہ پتہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پراجیکٹس ہم پرائم منسٹر کی گرانٹس کے ذریعہ کر رہے ہیں اس کے ذریعہ ایک asset create ہوتا ہے اور اس کی جو return ہے وہ کس کو جائے گا اور اس کا ایم این اے کو کیا فائدہ ہوگا۔ کیونکہ آپ یہ oan نہیں دے رہے ہیں بلکہ ایک گرانٹ دے رہے ہیں to the Sui Northern Development Corporation

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری کریں گے یا وزیر صاحب کریں گے۔ یہ سوال ذرا repeat کر دیں ملک صاحب۔

Malik Amin Aslam Khan: Sir, my question is that we are creating assests which are being financed through grants. And there is going to be a positive return on those assets. These assets are being financed through grants provided by the Prime Minister تو جب آپ کسی کمپنی کو لون دیتے ہیں تو وہ loan pay off کرتا ہے لیکن اس گرانٹ کی صورت میں جو وہ پرافٹ اس سے لے رہا ہے جو کہ ہمارے consumers سے گیس کے بلوں کے ذریعہ لیا جاتا ہے، اس میں ایم این اے کو یا پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کو واپس کیا فائدہ دیا جاتا ہے۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum and Natural Resources!

چوہدری نوریز شکور خان: جناب سپیکر یہ جو کام ہیں یہ directives کے تحت ہوتے ہیں اور کمپنی جو ہے جس وقت اس کے assets بن جاتے ہیں تو اس کے بعد کمپنی کا جو Annual Development Programme ہے وہ پورے ملک میں چلتا ہے تو جس وقت وہ پروگرام ان assets کی انکم کے بعد پورے ملک میں چلے گا تو میرے خیال میں ہر ایم این اے کے حلقہ کو اس کا فائدہ پہنچے گا۔

جناب سپیکر: مولانا چترالی صاحب۔

مولانا عبدالاکبر چترالی: شکریہ جناب سپیکر میرا سوال وزیر پٹرولیم سے یہ ہے کہ ۹۹ ہدایات موصول ہو چکی ہیں سوئی گیس فراہم کرنے کے لئے۔ ان میں کتنے حلقے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ایم این اے کے ہیں اور کتنے سرکاری بینچوں سے تعلق رکھنے والے حلقے شامل ہیں۔

Mr. Speaker: Minister Sahib, are you in a position to give the details of all the members from both sides?

چوہدری نوریز شکور خان: میرا خیال ہے fresh question کر دیں تو اس میں ساری details آ جائیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ضمنی امین اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان: سر! اس کے بارے میں میں آنریبل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بڑا گول مول سا جواب دیا ہے۔ یہ اربوں روپے کا پیسہ ہے جو ایم این اے کی گرانٹ کے ذریعہ جا رہا ہے تو جب بھی آپ کسی کو گرانٹ دیتے ہیں تو اس کا فائدہ بھی دینے والے کو ہونا چاہئیے۔ تو میں یہاں یہ propose کرنا چاہتا ہوں کہ جو ایم این اے کی گرانٹ سے، پیسہ جا رہا ہے اس کا جو پرافٹ ہوتا ہے وہ واپس ایم این اے کے حلقے میں لگایا جائے تا کہ پتہ چلے کہ وہ وہاں پر استعمال ہو رہا ہے۔ Annual Development Programme وہاں جا کر ایک چیز تو بالکل گم جاتی ہے اور وہ ایم این اے جس نے اس گرانٹ کی کوشش کی ہوتی ہے اس کو اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ سر! ان سے یہ پوچھا جائے کہ انہوں نے کہا ہے کہ annual development programme میں پیسہ چلا جاتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ خرچ ہوتا ہے تو جس ایم این اے نے اس گرانٹ کے کوشش کی ہے اس کو کیا فائدہ ہوا۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum!

چوہدری نوریز شکور خان: بہت اچھی proposal ہے we can have a look at it

جناب سپیکر: آپ اس طرح کریں کہ if you have some proposal give it to him, he will look into it and consider it favourably. اگلا سوال نمبر ۵۴۔

پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب نہیں آیا۔ دوسرا بھی آپ کی ڈیفنس کا ہے ۸۵۔ دونوں کے جواب نہیں آئے بتائیں کہ کیا وجہ ہے کیوں جواب نہیں آئے۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: اگر پراچہ صاحب چاہئیں گے تو میں علیحدہ علیحدہ جواب دے دونگا۔ ہماری گذارش ہے کہ دونوں کو ڈیفر کیا جائے کیونکہ یہ پورے پاکستان پر پھیلی ہوئی ساری آرگنائزیشنیں ہیں۔ جہاں سے collection of information کا پراسیس جاری ہے۔ جیسے ہی وہ پوری انفارمیشن آجاتی ہے اپنے محترم ایم این اے کو اس کے متعلق اطلاع کر دیں گے۔ ان کو kindly ڈیفر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں دیکھیں انفارمیشن آئی ہی نہیں ڈیفر تو automatically ہونے ہیں۔ کیا بہت vast information collect کر رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: Sir, it is spread یہ آپ کو question سے ہی ظاہر ہو جائے گا کہ The question asked about the areas and departments. It covers whole of Pakistan اور وہاں سے انفارمیشن آتی جا رہی ہے ہمیں تو انفارمیشن آئے گی تو سر ہم آگے جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں نہ Question No. 54 میں پڑھتا ہوں۔

"Will the Minister for Defence be pleased to refer a Starred Question No. so and so:

(a) the reason for non-inclusion of Askari Housing Scheme-II Zamzama area of Clifton Cantonment Karachi (old Ack Ack School) in the list of twenty seven Defence Housing Schemes provided to the Assembly;

(b) the names of the serving and retired officers above the rank of Brigadier to whom the plots have been allotted in the above said scheme";

یہ ٹھیک ہے یہ تو کافی لمبی detail ہو گئی یہ دوسرا جو ہے The number of petrol pumps, shopping centres, motor workshop and private Commercial Schools یہ پراچہ صاحب۔ میں پراچہ صاحب کو floor دیتا ہوں۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر میری گذارش یہ ہے کہ ۵۴ میرا سوال صرف ایک سکیم کے بارے میں ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ عسکری ہاؤسنگ سکیم کو کیوں نہیں شامل کیا گیا اس میں Clifton Cantonment کو اور انہیں پتہ ہے کہ کیوں نہیں شامل کیا گیا۔

جناب سپیکر: اچھا بحث نہیں کرتے۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: کن جرنیلوں نے جھوٹے دعوے، دو دفعہ جھوٹے حلف ناموں پر انہوں نے پلاٹ لئے ہیں ان جرنیلوں کے نام بھی انہیں پتہ ہے اس لئے اسے شامل نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: اچھا تشریف رکھیں Parliamentary Secretary Sahib یہ کوشش کریں کہ جلدی سے جلدی جواب آ جائے کیوں کہ names of the serving and retired officers above the rank of Brigadiers to whom the plots have been allotted in the above said scheme یہ سارا یہ اس کی انفارمیشن جلدی سے جلدی collect کریں پچھلے سیشن کا سوال ہے یہ next question ہے مسٹر محمد حنیف عباسی on his behalf لیاقت بلوچ صاحب۔

جناب لیاقت بلوچ: سوال نمبر ۲۹۵۔

Discovery of Oil in Balochistan

295. ***Mr. Muhammad Hanif Abbasi**(Put by Liacuat Baloch): Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that reserves of oil and gas have been discovered in District Sui, Loralai, Mosa Khail and Zhob, in Balochistan; if so, the estimated strength of each reserve?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): Yes, it is a fact that gas discoveries have taken place in Tehsil Sui and Musa Khail districts only. There is no discovery in Loralai, while drilling of exploration well in Zhob is in progress. The recoverable gas reserves of Sui Gas field are 10.780 Tscf (10 lac 78 thousand crores), whereas those of Savi Ragha are 30 Bscf (three hundred crores) of gas and 1.350 (13 lac and 50 thousand) million barrels of oil.

Mr. Speaker: Answer taken as read.

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ وہ علاقے جہاں سے گیس یا تیل دریافت ہوتا ہے ان علاقوں کو develop کرنے کے لئے کیا وزارت کی کوئی پالیسی ہے اگر کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے تو کیا وہ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ایسے وہ تمام علاقے جہاں گیس نکلتی ہے یا تیل نکلتا ہے اور وہاں کے علاقے اس سے مستفید نہیں ہوتے اور اسی وجہ سے احساس محرومی پیدا ہوتا ہے اور وہ قوم پرستی اور اس سے بڑی بڑی چیزیں پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا وہ ایسی کوئی پالیسی پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ترجیحی بنیادوں پر ان علاقوں کو develop کیا جائے اور ان لوگوں کو مقامی طور پر ملازمتیں دی جائیں اور ان کی satisfaction ہو۔

جناب سپیکر: مجھے یاد پڑتا ہے کہ پہلے بھی سوال ہوا تھا جواب دیں جی وزیر پٹرولیم۔

وزیر پٹرولیم (چوہدری نوریز شکور خان): سر سب سے پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ ساڑھے بارہ پرسنٹ royalty جو ہے وہ ہر صوبے کو جاتی ہے اس لئے جہاں تک compensation to the provinces کی بات ہے وہ تو خیر اس کو ملتی ہے اب question آتا ہے کہ specially اس ایریا میں کیا کر رہے ہیں اس میں جی ایک Prime Minister's directive ہے جی 5 k.m. radious میں جہاں پر ہمارے wells ہیں وہاں پر ہم ان کو گیس provide کر رہے ہیں اور اس میں تقریباً ہمارا کام میرا خیال ہے ایک آدھے ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ وہ تقریباً ۲۵ء ابلین کے قریب expenditure آنا ہے اس پر تو پھر وہ ہم اس کو کسی مد میں adjust کرنے کے بعد ان تمام علاقوں کو گیس provide کریں گے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار بہادر خان سہڑ۔

سردار بہادر احمد خان سہڑ: شکریہ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے وزیر صاحب سے کہ کیا Dhodhak Oil Field کی royalty جو ہے وہاں کا جو ایریا ہے مقامی لوگ ہیں ان کو دینے کی کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے کیا services میں بھی ان کو accommodate کرنے کی کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے ڈھوڈک ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum.

چوہدری نوریز شکور خان: سر رائیلٹی جو ہے جناب سپیکر وہ علاقے کو نہیں جاتی وہ حکومت provincial government کو جاتی ہے علاقے کو وہاں پر سوشل ویلفیئر کے پروگرام جو ہیں وہ علاقے پر کئے جاتے ہیں جہاں تر jobs وغیرہ کا تعلق ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ سوائے چند ایک technical jobs جس کے لئے شاید باہر سے لوگ لینے پڑیں باقی تمام employees اسی علاقے سے لئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری کریں گے قاری گل رحمان صاحب۔

حکیم قاری گل رحمان: سپیکر صاحب شکریہ آپ کا۔ میرا supplementary ہے جی کہ وزیر صاحب یہ بتانے کی تکلیف کریں گے کہ جن علاقوں میں فوری ضرورت ہے سوئی گیس کی مثلاً مانسہرہ ہے آگے علاقہ پکھل ہے جس میں ۵۰۰۰ ہزار تمبا کو کی بھٹیاں ہیں اور ایک بھٹی ڈیڑھ ٹن لکڑی اٹھاتی ہے جنگل کاٹنے والوں کی فاضل لکڑی یہ بھٹیاں اُٹھاتی ہیں اور جنگل سے چوری ہوتی ہے اس طرح جنگل سارے ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: تقریر نہیں کریں سوال کریں نہ پھر آپ کہیں گے کہ میں ٹوکتا ہوں۔ لکڑیاں کاٹتے ہیں لکڑیاں جلاتے ہیں لکڑیاں چوری ہوتی ہیں۔

حکیم قاری گل رحمان: بس یہ ہے کہ اس علاقے پکھل میں جس میں ۲۴ گاؤں ہیں اس میں سوئی گیس دینے کی کوئی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں جواب دیں جی۔

چوہدری نوریز شکور خان: سر یہ point out کریں ہم اس علاقے کا سروے کروالیں گے۔ کرانے کے بعد وہ کچھ اپنے فنڈ سے دیں یا provincial government دے ہم لگا دیں گے جی بالکل لگا دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ہے محمد حنیف عباسی صاحب کا۔

Dr. Farid Ahmad Paracha: Question No. 296.

INCOME AND EXPENDITURE OF PMDC

296. ***Mr. Muhammad Hanif Abbasi** (Put by Farid Ahmad Piracha): Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the income and expenditure of the Pakistan Mineral Development Corporation for the year 2001-2002;

(b) the profit earned or loss suffered by the said Corporation during the said period;

(c) the number of employees of the Corporation with grade-wise break-up and the amount paid to them as salary and allowances during that period;

(d) the functions of the Corporation; and

(e) the amount of grant received by the Corporation from the Federal Government during the said period?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) Total income Rs. 422.085 million
Total expenditure Rs. 404.437 million

(b) Net profit Rs. 17.648 million

(c) The number of employees as on June 30, 2002 were 849. The grade-wise break-up is as under:

Managing Director	M-II	01
General Manager	BPS-20	04
Dy. General Manager	BPS-19	14
Managers/Dy. Manager	BPS-18	33
Assistant Manager	BPS-17	24
Supervisors Grade-I	BPS-16	10
Supervisors Grade-II	BPS-15	25
Regular Staff	BPS-1—14	738

Amount paid as salary and allowances during the period under reference was Rs. 72.412 million.

(d) Major functions as per PMDC's Memorandum of Association are as follows:

- * Exploration, evaluation and development of mineral deposits.
- * Mining of minerals.
- * Processing of minerals and production of value added products.
- * Marketing of Minerals including export.

(e) Nil.

Mr. Speaker: Answer taken is read.

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: سوال میرا یہ ہے کہ کیا پاکستان Pakistan Mineral Development Corporation نے اپنے اخراجات میں مختلف علاقوں سے نئے mineral کی تلاش کے لئے بھی کوئی رقم مختص کی ہے خاص طور پر چترال، شمالی علاقہ جات اور تھر کے علاقے سے معدنیات کو دریافت کرنے کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum and Natural Resources.

چوہدری نوریز شکور خان: معدنی ترقی کا کام This is mainly a provincial subject Sir ہے۔ اس لیول پر سر! ہم یہ کرتے ہیں کہ سروے کر کے جس وقت certain area میں کوئی discovery ہوتی ہے That we inform to the provincial government اس کے بعد بقایا کام provincial government کرتی ہے۔ Mineral Development اس وقت ایک issues ہے وہ سنٹرل گورنمنٹ کے پاس ہیں باقی سارے provincial governments کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: ضمنی چوہدری عابد شیر علی۔

چوہدری عابد شیر علی: شکریہ جناب سپیکر۔ یہاں پر total expenditure لکھے ہیں 404.4 million سر ان کی detail نہیں دی ہوئی انہوں نے۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum.

چوہدری نوریز شکور خان: میں سمجھا نہیں سر بتائیں جی۔ total expenditure کی جی۔

جناب سپیکر: total expenditure لکھے ہیں detail نہیں دی گئی۔

چوہدری نوریز شکور خان: سر! جو پوچھنا چاہیں پوچھیں جی سر کیا چیز پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ کہتے ہیں کہ total income and total expenditure لکھا ہوا ہے net profit لکھا ہوا ہے تو کیا detail ہے آپ کے پاس۔

چوہدری نوریز شکور خان: جی سر پوچھیے نہ جی اگر کوئی particular head پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھیں۔

جناب سپیکر: کوئی particular head میں پوچھنا چاہ رہے ہیں تو پوچھیں عابد شیر علی۔

چوہدری عابد شیر علی: سر! انہوں نے کسی چیز کو mention ہی نہیں کیا اس کو لکھا ہوا ہے کہ سر total expenditure سر! میں نے وزیر صاحب سے یہی پوچھا ہے کہ کس چیز پر خرچ ہو گے کوئی پول آ گے کوئی چیز آ گئی۔

جناب سپیکر: detail ویسے پوچھی ہی نہیں تھی Are you in a position to give the detail? ٹھیک بات ہے میں نے repeat کر دیا ہے۔ next جو ہے مسز عنائیت بیگم ۔supplementary.

مسز عنائیت بیگم: شکریہ جناب سپیکر! گیس کے بارے میں سوال ہے جی کہ صدر صاحب نے ریفرنڈم سے پہلے جب پشاور کا دورہ کیا تھا تو نواحی علاقوں کو گیس دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ کیا اس وعدے پر عمل درآمد کرنے کی کوئی تجویز ہے۔ اس کے بعد ہی جی دوسرا جو ہے......

جناب سپیکر: تشریف رکھیں یہ سپلیمنٹری ۔ تو Mineral Corporation کا پوچھا جا رہا ہے۔

جناب لیاقت بلوچ: سر! تیسرا سوال پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ ہو گیا ہے تیسرا سوال۔

جناب لیاقت بلوچ: وہ سوال ہی نہیں بنا۔

جناب سپیکر: بنے نہ بنے لیکن ہو تو گیا۔ جناب آصف توصیف صاحب ۔ on his behalf چوہدری عابد شیر علی۔

Ch. Abid Sher Ali: Sir, Question No. 297.

EXPANSION OF MALL ROAD, RAWALPINDI

297. ***Mr. Asif Tauseef** (Put by Abid Sher Ali): Will the Minister for Communications be pleased to state whether it is a fact that NHA has planned to acquire the land of Fatima Jinnah Women University for expansion of the Mall Road Rawalpindi; if so, the area of the said land?

Minister for Communications (Mr. Babar Khan Ghauri): Yes. For this purpose, 5.6 Kanals of land will be acquired.

Mr. Speaker: Answer taken as read.

چوہدری عابد شیر علی: سر! یہ صرف ایک ہی یونیورسٹی ہے خواتین کی راولپنڈی میں جو میاں نواز شریف صاحب کے دور میں بنائی گئی تھی سر! اس کی زمین acquire کرنے کی کیا آفت آپڑی کہ جو زمین لے کر سڑک کے لئے پرابلم کیا ہے کہ زمین acquire کرنی پڑی Women University کی۔

Mr. Speaker: Minister for Communication.

وزیر مواصلات (جناب بابر خان غوری): شکریہ جناب سپیکر! میرے محترم دوست کے علم میں لاؤں کہ کوئی مصیبت نہیں آن پڑی بلکہ جو بھی ترقیاتی کام شروع ہوتے ہیں جو روڈ ہے جی ٹی روڈ کی widening ہو رہی ہے اور اس یونیورسٹی کی جو widening کے اندر جو right way up ہے اس میں ۱۵ء۳ کنال یونیورسٹی نے encroach کی ہوئی ہے جس میں سے یونیورسٹی کی ضروریات دیکھتے ہوئے صرف ۶ء۵ کنال لی گئی ہے وہ روڈ کی widening کے لئے لی گئی ہے ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: غلام مرتضٰی ستی صاحب! ضمنی

جناب غلام مرتضٰی ستی: شکریہ جناب سپیکر صاحب! Minister concerned کو اس بات کا پتہ ہوگا کہ یونیورسٹی کے لئے کم از کم کوئی ۱۲ مربع میل سکوائر فٹ کا ایریا درکار ہوتا ہے اور مال روڈ پر واقع یہ یونیورسٹی جو کہ پہلے ہی ایک عجیب سی عقوبت خانے میں بنا دی گئی ہے اس کے left side پر فالتو جگہ موجود ہے۔

جناب سپیکر: ستی صاحب بڑی پرابلم ہے۔ ستی صاحب سوال کریں۔

جناب غلام مرتضٰی ستی: سر! میں اس ہی کی طرف آ رہا ہوں۔ سوال کی تھوڑی سی بیک گراؤنڈ دوں گا۔

جناب سپیکر: بیک گراؤنڈ دینا ضروری نہیں سوال کریں۔

جناب غلام مرتضٰی ستی: سر! میں اس میں یہ کہنا چاہ رہا تھا منسٹر صاحب سے کہ آپ کو لازمی نہیں کہ خواتین یونیورسٹی کا حصہ ہی آپ کاٹیں آپ کے پاس ایسی proposal بن سکتی ہے کہ آپ لیفٹ سائیڈ پر جو کہ ایک non-commercial بلڈنگ کھڑی ہیں اس کو کاٹتے ہوئے نکل جائیں۔

جناب سپیکر: سمجھ آ گئی وزیر مواصلات وہ کہتے ہیں کہ یہ تو کوئی دوسری سائیڈ میں شاید نان کمرشل ایریا لے کر گزارا ہو سکتا ہے۔

جناب بابر خان غوری: سر! میں سمجھ گیا۔ تمام پہلوں کا جائزہ لیا گیا کیوں کہ ہم بھی نہیں چاہتے تھے کہ یونیورسٹی کی زمین لی جائے لیکن جو روڈ ہے وہ دونوں سائیڈ پر expand ہو رہی ہے، اگر ہم اس کو left side پر لے کر جاتے تو shape نکلتا اور ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ یہ جی ٹی روڈ ہے اور جو مال روڈ ہے اس کے دونوں سائیڈ expansion ہوتی ہے اور اس کی بہتری کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو appreciate کرنا چاہئیے کہ گورنمنٹ نے توجہ دی اتنی اس میں heavy traffic ہے لہذا اس کی ضرورت کے مطابق ۶ء۵ کنال لی گئی جبکہ ۳ء۱۵ اس کے قبضے میں ہے جو ہمارا right بنتا تھا۔

جناب سپیکر: ضمنی مہرین راجہ صاحبہ۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: سر! وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: تہمینہ دولتانہ ان کی بجائے۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: یہ جو women university تھی یہ میاں نواز شریف کے دور میں بنی تھی اور ایک ہی چیز بنی ہے خواتین کے لئے اور اس کے علاوہ کوئی اتنی بڑی چیز نہیں ہے cutting وہیں پر آ کر ہوتی ہے آپ جا کر یونیورسٹی کا دیکھیں وہاں پر It is packed with girls اور وہاں پر extension کی ضرورت ہے وہاں پر زمین لینے کی بجائے آپ کو دینی چاہئیے مگر وہیں سے آپ نے روڈ کاٹنی ہے وہیں سے سب کچھ کرنا ہے۔ پنڈی کا وہ ایریا کافی extension area ہے کافی ایریا ہے وہاں پر جہاں مرضی سے روڈیں نکال سکتے ہیں مگر کیا یہ ضروری ہے کہ خواتین کے لئے آپ نے ایک چیز بنائی ہے اور آپ نے وہیں سے لینا ہے۔

جناب سپیکر: کتنی دفعہ آپ اسمبلی میں آئی ہیں محترمہ۔ تہمینہ کتنی دفعہ آئیں ہیں آپ اسمبلی میں۔

Ms. Tehmina Daultana: Third time.

جناب سپیکر: third time آپ کو یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ یہ تقریر تھی کہ سوال تھا ضمنی۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: جی یہ نہیں پتہ چلا۔

جناب سپیکر: یہی problem ہے پھر آپ کہتے ہیں کہ میں interrupt کرتا ہوں۔

بیگم تہمینہ دولتانہ: سر! آپ ابھی تک یہی نہیں پتہ چلا کہ سپیکر بار بار interrupt نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال مولانا اکبر چترالی صاحب۔

مولانا عبدالاکبر چترالی: نمبر ہے جی۔ ۲۹۸

MEDICAL FACILITIES TO SCO EMPLOYEES

298. ***Maulana Abdul Akbar Chitrali**: Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether the salaries, of the employees working in the department of special Communication organization (SCO) in the Azad Kashmir and Northern Areas, are equal to the salaries of the employees of the PTCL;

(b) the daily-working hours of the employees of the SCO department; and

(c) whether medical facility is admissible to the employees of the SCO department?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) No.

(b) The employees of SCO work 8 hours daily on shift basis round the clock.

(c) Yes.

Mr. Speaker: Answer taken as read.

مولانا عبدالاکبر چترالی: اس میں سوال کیا گیا تھا کہ Special Communication Organization آزاد کشمیر اور شمالی علاقوں کے محکموں میں کام کرنے والے ملازمین کی تنخواہیں PTCL کے ملازمین کے تنخواہوں کے برابر ہیں یا مساوی ہیں تو جواب دیا گیا ہے کہ جی نہیں۔ تو یہ کیوں نہیں کا جواب یہ تو جواب نہیں ہے اس کی تفصیل چاہیئے کہ کیوں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیوں نہیں ہے بتائیں جی برابر کیوں نہیں ہیں Parliamentary Secretary for Defence.

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: کیوں کہ جناب تنخواہیں وہی دیتے ہیں جو finance کریں اور PTCL اس کو فنانس نہیں کرتا Thank you۔

جناب سپیکر: ذوالفقار ڈھلون صاحب سپلیمنٹری۔

Brig. (Retd.) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, it is already gone and past. Regarding the Women University, since I had the privilege to be associated with this project as Minister Education Punjab, at that time also it was pointed out that the site perhaps was not suitable for the university. But then on the special demand of the Rawalpindi residents it was acceded to. And then, when we analysed this case it was considered to be very sufficient. If they have ever gone inside the campus they would know, it is a strolling campus really. And then it was proposed that if additional space is required the adjoining houses of the DIG and the DC at that time would be annexed also.

جناب چیئر: This is no supplementary Next تشریف رکھیں supplementary کریں کے لیاقت بلوچ صاحب۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر دفاع بتائیں گے کہ Special Communication Organization جو براہ راست فوج کے زیر انتظام ایک ادارہ ہے۔ اب ٹیکنالوجی بہت advance ہو چکی ہے......

جناب سپیکر: نہیں یہ سوال Defence کا نہیں چل رہا۔

جناب لیاقت بلوچ: ۲۹۸ ہے جی۔

جناب سپیکر: ۲۹۸Defence کا ہے؟

جناب لیاقت بلوچ: جی ہاں Defence کے تحت ہے Defence کے تحت Special Communication Organization جو ایک خاص پس منظر میں بنائی گئی تھی اب communication advance ہو چکی ہے Telecommunication کا محکمہ بہت ترقی کر چکا ہے تو کیا وزارت دفاع کے پیش نظر یہ بات ہے کہ اب اس ادارے کو واپس Telecommunication کے ساتھ منسلک کیا جائے اور وزارت دفاع سے اس کو الگ کیا جائے۔

Mr. Speaker: Parliamentary Secretary for Defence.

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: جناب سپیکر صاحب یہ انہوں نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے اور یہ واضع ہونا چاہیئے اور میرے محترم ایم این اے صاحب کو پتہ ہے کہ سپیشل حالات میں سپیشل ایریا میں اوران کے اپنے ہی سوال سے پتہ چلتا ہے کہ Defence point of view سے یہ عمل میں آ چکی ہے اور اس میں Security reasons کی وجہ ہی سے ہم نے اسے PTCL سے ذرا دور رکھا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ہے مولانا اکبر چترالی صاحب۔

مولانا عبدالاکبر چترالی: شکریہ جناب سپیکر Question No ہے ۲۹۹۔

EXCAVATION OF MINERALS IN CHITRAL DISTRICT

299. ***Maulana Abdul Akbar Chitrali:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the types of minerals found in District Chitral and the steps which the Government intends to take for the excavation of these minerals; and

(b) whether it is a fact that the best quality of gold has been found in District Chitral; if so, the practical steps which the Government intends to take in this regard?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) The types of minerals found in District Chitral include (i) Gold and base metals (ii) Industrial minerals like Feldspar, Soapstone (iii) Gemstone like Tourmaline, Garnet, Topaz (iv) Dimension stones including marble and granite. The Government of NWFP with the participation of private sector is endeavoring to carry out detailed exploration/development of these minerals. After that prospecting/mining leases would be awarded by Government of NWFP to private investors/mining companies.

(b) Yes, occurrence of gold has been reported by Department of Mines and Minerals (DM&M), Government of NWFP. The provincial Government through technical assistance of Australian Government has completed initial exploration coverage of the whole District Chitral and has identified 14 gold bearing localities including Mirkani and Ahret valley etc. The NWFP Department of Mines and Minerals is in the process of publicizing the mineral potentials of Chitral region to attract private investment.

Mr. Speaker: Answer taken as read.

مولانا عبدالاکبر چترالی: سوال کا جز تھا (ب) اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ ''کیا یہ امر واقع ہے کہ ضلع چترال میں بہترین معیار کا سونا ملا ہے اگر ایسا ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا عملی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے''۔ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ۱۴ مقامات میں بہترین سونا پایا گیا ہے چترال میں لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے کہ سونا ملا ہے اور تلاش ہم نے کیے ہیں اور ہم سونے کو نکالنے کی بجائے اب لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ کون نکالنے والا ہے تو کیا حکومت خود از خود اس سلسلے میں کوئی عملی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum and Natural Resources.

چوہدری نوریز شکور خان: سونا جو ہے سر وہ ان کے ڈائریکٹ کنٹرول میں ہے وہ provincial گورنمنٹ نے نکالنا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ نکالیں بڑا فائدہ ہوگا ملک کو۔

جناب سپیکر: قاری فیاض الرحمان صاحب۔

قاری فیاض الرحمان علوی: شکریہ جناب سپیکر! میں محترم وزیر پٹرولیم سے یہ عرض کرتا ہوں کہ صوبہ سرحد میں سونا تو اب دریافت ہو رہا ہے اس سے پہلے یاقوت کی اور زمرد کی وہاں کانیں دریافت ہو چکی ہیں جن پر کام ہوتا رہا اور وہ کیوں ناکام ہوئیں ہیں۔

Mr. Speaker: Minister for Petroleum and Natural Resources.

چوہدری نوریز شکور خان: سر! دوبارہ provincial government نے اس کے اوپر کام شروع کیا ہے کچھ فاٹا کے ایریا میں کچھ NWFP میں تو ان کے گورنر صاحب بڑا nterest لے رہے ہیں باقی میرا خیال ہے کہ وہ جس وقت جائیں صوبہ سرحد میں جی تو میرا خیال ہے کہ جو provincial محکمہ ہے اس سے ساری details مل سکتی ہے This is a provincial subject.

جناب سپیکر: سپلیمنٹری کریں گے مولانا عبدالستار افغانی صاحب۔

جناب عبدالستار افغانی: میرا سوال یہ ہے کہ جو کچھ وہاں برآمد ہو رہا ہے وہ اس آبادی کے لئے اس صوبے کے لئے بیش بہا دولت ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت چاہے وفاقی ہو یا صوبائی ہو دونوں کو مل کر یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر وہاں سونا برآمد ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یاقوت اور زمرد کا جو حال ہوا ہے کہیں سونے کا بھی وہی حال نہ ہو میری گذارش ہے وزیر صاحب سے کہ اس سلسلے میں ایسے مثبت اقدامات کریں جو ملک اور صوبے کی بہتری کے لئے ہو۔

جناب سپیکر: آپ کی تجویز اچھی ہے انہوں نے سن لی ہے۔ اگلا سوال کریں گے مولانا عبدالاکبر چترالی صاحب۔

مولانا عبدالاکبر چترالی: شکریہ جناب سپیکر! یہاں ایک سوال کیا گیا تھا......

جناب سپیکر: پہلے نمبر بولیں جی۔

مولانا عبدالاکبر چترالی: نمبر ہے جی ۳۰۰۔

E.O. OF WAH CANTT.

300. ***Maulana Abdul Akbar Chitrali:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the present Executive officer of Wah Cantonment Board is in BS-17 whereas the said post is of BS-19;

(b) whether it is also a fact that the employees of Wah Cantonment are working in the said Board since long and they have not been transferred as per rules; if so, the reasons thereof?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) The post of Executive Officer Cantonment Board Wah is in BS-19 and an officer of BS-18 has been posted against that post due to shortage of Officers.

(b) The employees in transferable categories are being transferred from one Cantt. Board to another as and when required. There is no compulsion for posting out Cantt. Board employees within specified period.

Mr. Speaker: Answer taken as read.

مولانا عبدالاکبر چترالی: اس میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ سترہ گریڈ کا ایک آفیسر کافی عرصے سے مذکورہ بورڈ یعنی cantonment board میں ڈیوٹی انجام دے رہا ہے اور جس سیٹ پر وہ بیٹھا ہوا ہے وہ سیٹ انیس گریڈ کا ہے اور اس کو تبدیل کیوں نہیں کیا گیا۔ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ قابل تبدیلی categories میں ملازمین کو ضرورت پڑنے پر ایک کینٹ سے دوسرے کینٹ تبدیل کیا جا رہا ہے کسی مخصوص عرصے کے اندر cantonment board کی باہر تعیناتی لازمی نہیں ہے۔ کیا رولز نہیں ہیں اس سلسلے میں اگر رولز ہیں تو تین سال بعد یا دو سال بعد جو حکومت نے مقرر کیے ہیں اس کے مطابق اس کو تبدیل کرنے کے فوائد کیا ہیں نقصانات کیا ہیں۔

Mr. Speaker: Parliamentary Secretary for Defence.

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: جناب والا یہ سوال نمبر کون سا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ۳۰۰۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: kindly یہ سوال repeat کر دیں۔

جناب سپیکر: کہتے ہیں کہ ایک ۱۷ گریڈ کا آفیسر ہے وہ جس پوسٹ پر کام کر رہا ہے وہ ۱۹ کی ہے اور کئی سالوں سے کام کر رہا اور آپ نے اس کا جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ آفیسر ۱۸ گریڈ کا ہے اور ۱۹ کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ آفیسر کی shortage ہے کتنے سال سے کام کر رہا ہے اور کتنے سال سے shortage ہے اور employment کر کے وہ shortage پوری کیوں نہیں کی اور پروموشن کیوں نہیں کی یہ ان کا سوال ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: جناب والا یہ تالپور کچھ فرما رہے ہیں۔

نواب محمد یوسف تالپور: یہ کہیں اور دیکھ رہے تھے۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: جناب والا، یہ تالپور صاحب کچھ فرما رہے ہیں میں admit کرتا ہوں کہ میں کسی اور طرف دیکھ رہا تھا۔

جناب سپیکر: آپ صحیح طرف دیکھ رہے تھے آپ جواب دیں۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: پہلے تو سوال کے حساب سے جواب دینا چاہیئے تھا کہ This is incorrect ۱۷ گریڈ کا افسر نہیں ۱۸ گریڈ کا کر رہا ہے وہ آپ نے واضح کر دیا ہے۔ ۱۸ گریڈ کا اور ۱۹ گریڈ کا جب بھی صرف یہ وہیں نہیں کسی اور محکمے میں بھی جب ضرورت پڑتی ہے shortage ہوتی ہے تو ۱۸ گریڈ اس جگہ پر آ کر ۱۹ گریڈ کی جگہ کام کرتا ہے تاوقتیکہ ۱۹ گریڈ کا افسر وہاں post نہ ہو جائے۔ یہ کبھی duration چھ مہینے کی ہوتی ہے کبھی ایک سال کی ہوتی ہے کبھی ایک ماہ کی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: ان کی کتنی duration ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: ان کی duration کے متعلق میں غلط جواب نہیں دوں گا مجھے نہیں پتہ۔

جناب سپیکر: صحیح انفارمیشن کیا ہے؟

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: مجھے انفارمیشن نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے تشریف رکھیں۔ پرویز ملک صاحب۔

جناب محمد پرویز ملک: انہوں نے فرمایا ہے کہ junior grade کے آدمی کو higher grade میں لگایا گیا ہے کیا یہ سمجھتے نہیں کہ اس سے لوگوں کی promotion رکیں گی اور ان کے ساتھ ناانصافی ہوگی جیسے دوسرے محکموں میں بھی ہوتا ہے ان کو promote well in time کیوں نہیں کر دیا جاتا تاکہ صحیح post پر وہ لگ سکیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری فار ڈیفنس۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: یہ ہم اس ڈیپارٹمنٹ کو request کریں گے کہ آئندہ اس proposal کے اوپر عمل کریں۔

جناب سپیکر: لیاقت بلوچ صاحب۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈز میں براہ راست کوئی عوامی نمائندگی بھی موجود نہیں ہے اور فوج کے ذمہ داران کی براہ راست اس میں نگرانی ہے۔ اب اسی طریقے سے بہت ساری شکایات جہاں اور بھی موجود ہیں لیکن ملازمین کے لئے شکایات موجود ہیں کہ جو ان کی regular promotion ہے اور جو regular ان کی تعیناتی ہونی چاہیے اس میں بھی بہت تاخیر کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: سوال کریں۔

جناب لیاقت بلوچ: میرا سوال اس سلسلے میں یہی ہے کہ کیا وزارت ان کے تمام معاملات کی چھان بین کے لئے تیار ہے کہ ملازمین کی جو ایک عرصہ دراز سے شکایات ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری فار ڈیفنس Are you ready to consider the complaints of the servants of your department? کنٹونمنٹ بورڈ کی

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: بالکل سر۔

جناب سپیکر: تیار ہیں آپ؟

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: جی تیار ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال قاری گل رحمٰن صاحب۔

نواب محمد یوسف تالپور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قاری صاحب تشریف رکھیں۔نواب یوسف تالپور صاحب!

نواب محمد یوسف تالپور: میری گذارش یہ ہے کہ ہمیں پتہ ہے کہ friendly opposition leader تو ہو گیا لیکن جب ہم سوال کرتے ہیں تو اس میں بھی آپ ہمیں اپوزیشن تصور کریں تو مہربانی ہوگی کیونکہ میں light دبا دبا کر تھک گیا ہوں۔

جناب سپیکر: تالپور صاحب! یہ تو ایک فیشن بن گیا ہے allegation لگانا بعض اوقات button push ہو جاتا ہے فاضل ممبر بیٹھا نہیں ہوتا میں کمپیوٹر سے نام بولتا ہوں۔ جب بھی آپ کا نام آتا ہے میں پکارتا ہوں اور کچھ روایت اچھی قائم رہنے دیں۔ یہ پہلے ہی جو شروع کرتا ہے وہ start ہی Chair سے کرتا ہے۔تو آپ کو تو یہ نہیں کرنا چاہیئے آپ تو اتنے سنیئر پارلیمنٹرین ہیں I am sorry to say تشریف رکھیں۔قاری گل رحمٰن۔

نواب محمد یوسف تالپور: میں نے button push کیا ہوا تھا۔

جناب سپیکر: اگر تین میں نام نہیں آئے گا میں نہیں بلاؤں گا اگر پانچ چھ سات آٹھ پر ہے تو میں نے تین سوال کرانے ہیں۔قاری گل رحمٰن صاحب۔

DEVELOPMENT FUNDS OF MNAs

301. ***Hakim Qari Gul Rehman:** Will the Minister for Local Government and Rural Development be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to increase the development funds of MNAs' if so, the time by which it will be implemented?

Minister for Local Government and Rural Development: No.

جناب سپیکر: قاری گل رحمٰن صاحب ضمنی سوال کریں۔

جناب حکیم قاری گل رحمٰن: جناب سپیکر! بعض علاقوں میں ہر حکومت کے دور میں اس کے حصے سے زیادہ ترقیاتی فنڈز خرچ کئے گئے ہیں اور ان کو دلہن کی طرح سجایا گیا ہے لیکن بعض علاقوں میں بالکل سالہا سال سے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے وہاں بھی یہی پیسے ملتے ہیں جو سب کو ملتے ہیں۔ سب کو پیسے ملنے چاہئے لیکن اس تھوڑی سی رقم سے جس طرح آٹے میں نمک ہے اس طرح اتنے بڑے علاقوں میں کام نہیں ہوسکتا۔ ایک طرف کام کرتے ہیں دوسرے ناراض دوسری طرف کام کرتے ہیں دوسرے ناراض ہوجاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے علاقے کی کیا صورتحال ہے۔

جناب حکیم قاری گل رحمٰن: ایک ایم این اے کو دس کروڑ روپے سالانہ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: ایک ایم این اے کو کیا دیا جائے؟

جناب حکیم قاری گل رحمٰن: دس کروڑ روپے سالانہ ترقیاتی کام کے لئے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یعنی دس کروڑ کی development دی جائے۔ پارلیمانی سیکرٹری فار لوکل گورنمنٹ ان کی تجویز یہ ہے کہ ایم این اے کا حلقہ بہت بڑا ہوتا ہے ایک کروڑ کی جو development فنڈ ہے وہ پانچ سات لاکھ آبادی کے لئے کم پڑتی ہے تو کیا کوئی ایسی تجویز زیر غور ہے اور گورنمنٹ consider کرنے کو تیار ہے کہ دس کروڑ کی development فنڈ دی جائے ایک ایم این اے کے حلقے میں اس کا جواب دیں۔

رانا عمر نذیر احمد خان: جناب سپیکر، ابھی تک منسٹری کے پاس ایسی کوئی proposal نہیں آئی۔ equally funds مل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر آئی تو اس کو consider کریں گے۔

رانا عمر نذیر احمد خان: انشاءاللہ تعالیٰ کریں گے۔

جناب سپیکر: حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: جناب سپیکر، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا آئین کے مطابق قومی اسمبلی کے ممبر لوگوں کے لئے گلیاں یا دیگر تعمیراتی کام کر سکتے ہیں یا آئین کے مطابق صرف ان کا کام قانون سازی اور پالیسی بنانا ہے۔

جناب سپیکر: آئین کے مطابق یہ ہے کہ legislation بھی کر سکتے ہیں پالیسی matters کو discuss کر سکتے ہیں اور عوام کی بھلائی کا ہر کام ممبران کر سکتے ہیں یہ آئین کی requirement ہے۔

حافظ حسین احمد: یہ جو ایک کروڑ روپیہ دیا جاتا ہے......

جناب سپیکر: نہیں روپیہ نہیں دیا جاتا development scheme allocate کی جاتی ہے۔ یہ ایک confusion ہے کسی ایم این اے کو کوئی پیسہ نہیں دیا جاتا ایم این اے allocate کرتا ہے سکیم، وہ process ہوتی ہے اور لوکل گورنمنٹ کے ذریعے وہ process ہو کر development جاتی ہے اور وہ محکمانہ طور پر ہوتی ہے پیسے سے کسی ایم این اے کا کوئی تعلق نہیں ہوتا وہ صرف priority دیتا ہے اپنے حلقے میں منصوبے دیتا ہے۔ لیاقت بلوچ صاحب۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر، آپ نے بالکل درست راہنمائی فرمائی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ جو پارلیمنٹ ممبران صوبائی اسمبلیوں کے ممبران اور لوکل باڈیز کے درمیان ترقیاتی کاموں کے سلسلے میں ایک conflict موجود ہے تو کیا وفاقی حکومت یا وزارت کی سطح پر اس کا کوئی معاملہ streamline کرنے کے لئے اس کو آپس میں ایک باہمی مطابقت پیدا کرنے کے لئے یا اضلاع میں ڈویلپمنٹ کی کمیٹیز تشکیل دینے کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری فار لوکل گورنمنٹ۔

رانا عمر نذیر احمد خان: جی زیر غور ہے۔

سید نوید قمر: میں نے سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: تین سوال میں نے کرا دیئے ہیں۔ next question ہے جناب محمد صفدر شاکر صاحب ۳۰۴۔

NEW AIR PORT IN ISLAMABAD

304. ***Mr. Muhammad Safdar Shakir:** Will the Minister for Defence be pleased to state whether it is a fact that the Government has dropped the proposal of constructing a new airport in Islamabad; if so, the reasons thereof?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): The proposal for construction of New Islamabad International Airport (NIIA) has not been dropped by the Government.

An Inter-Ministerial Committee (IMC) has however been constituted under the Prime Minister's directive to study the proposals of various National/International firms for construction of NIIA on Built, Operate and Transfer (BOT)/Joint Venture (J.V.) basis and give its recommendations for presentation to the Prime Minister. The Committee is headed by DG CAA comprising reps from Prime Minister's Secretariat, MoD, MoF, Planning Commission, PIA and CAA. Several meetings of IMC have been held and various aspects of the case are being looked into. A presentation to the Prime Minister is scheduled on 18 June 2004.

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں سید نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر: میں نے پچھلے والے سوال کا پوچھنا تھا۔ لیکن میں پوچھ لیتا ہوں۔ میرا سوال ہے کہ جو اسلام آباد کا ایئر پورٹ کینسل کیا گیا ہے بنانا کیا اس کا کوئی اور طریقہ کار نہیں ہو سکتا۔ پرائیویٹ سیکٹر نے جیسے سیالکوٹ میں ایئر پورٹ بنایا ہے۔ اگر ہماری ٹریفک اتنی حد تک

بڑھ جائے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے feasible ہو جائے تو کیا ایسا کوئی consideration ہے حکومت کے پاس۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری فار ڈیفنس۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: جناب والا، میرے محترم ایم این اے صاحب کا بھی میری طرح پچھلی دفعہ کہیں دھیان اور تھا۔ ہم نے کب کہا ہے کہ proposal drop کر دی گئی ہے it is very much there یہ اسلام آباد نیا ائیر پورٹ بننا ہے لیکن اس کے لئے یا joint venture یا BOP build operate کما کر چلے جائیں۔ وہ دونوں proposals آئے تھے اس میں سے joint venture کی چار کمپنیز select ہوئی ہیں یہ اٹھارہ تاریخ کو زیر نگرانی جناب وزیر اعظم کے کمیٹی بیٹھ رہی ہے ان چاروں میں ایک کمپنی چنی جائے گی اور انشاءاللہ تعالیٰ اس کی construction شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: محمد حسین مختی صاحب۔

جناب محمد حسین مختی: میرا سوال یہ ہے وزیر صاحب سے کہ یہ اسلام آباد کے انٹرنیشنل ائیر پورٹ کے سلسلے میں کیا رکاوٹیں ہوئیں کہ آج تک اس منصوبے پر عمل درآمد شروع نہیں ہو سکا کیا کوئی زمین کا مسئلہ ہے یا فنانسنگ کا مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ سے ابھی تک یہ سکیم آگے نہیں بڑھائی جا سکی۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: بالکل انہوں نے صحیح point out کیا ہے دونوں مسئلے ہیں زمین جن کو compensation دی گئی تھی انہوں نے بھی عدالتوں میں ہمارے اوپر کیس کئے ہوئے ہیں for more compensation وہ بھی جھگڑا چل رہا ہے اور اس کو بنانے کے

لئے کوئی پرائیویٹ پارٹی جہاں تک بی او پی کا تعلق تھا نہیں آئی joint venture میں آئی ہے اس میں سے وہی کمپنی چنی جائے۔

جناب سپیکر: عبدالباعث صدیقی صاحب۔

قاری عبدالباعث صدیقی: میرا سوال یہ ہے کہ ائیر پورٹ کے متعلق مالاکنڈ ڈویژن کے لئے واحد ائیر پورٹ سیدو شریف کئی سال سے بند پڑا ہے آیا سوال ہے کہ کب تک ائیر پورٹ کھولیں گے اور کیا وجوہات ہیں ان کے نہ کھولنے کی جب کہ وہ سیاحتی علاقہ ہے وہاں لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے خاص کر گرمیوں میں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: وہ passenger load کی وجہ سے کیونکہ کمرشل ادارہ ہے، loss میں جاتی تھی وہ ابھی کھولنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ لیکن ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جو بند ائیر پورٹس کے متعلق فزیبلٹی دے گی کمرشل بنیادوں پر۔

جناب سپیکر: اگلا سوال کریں گے رمیش لال صاحب۔

MEDICAL FACILITIES FOR PIA EMPLOYEES, SUKKUR

305. ***Mr. Ramesh Lal:** Will the Minister for Defence be pleased to state whether it is a fact that Medical allowance is not being granted to the PIA employees working in the offices of Sukkur, Moenjedaro, Nawabshah and Jacobabad; if so, the reasons thereof and the time by which the same will also be granted to said employees?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): It is incorrect that PIAC does not pay medical allowance to its employees. It is however, stated that PIA has rather been paying medical allowance to its employees in the following manner:—

(a) PIA pays 5% of current basic pay to their permanent employees working at domestic stations in lieu of OPD treatment, except Karachi, Lahore, Rawalpindi, Islamabad, Peshawar and Multan, where medical centres are established.

(b) Contractual employees are being paid 10% of their consolidated salary in lieu of medical facility.

<u>جناب سپیکر</u>: رمیش لال صاحب ضمنی سوال پوچھیں۔

<u>جناب رمیش لال</u>: جناب سپیکر، میرا سوال ہے وزیر دفاع سے کہ جیسے سکھر ائیر پورٹ کے ملازمین کو میڈیکل الاؤنس پانچ پرسنٹ مل رہا ہے اور کراچی لاہور کو زیادہ مل رہا ہے سکھر ائیر پورٹ والے کیا پاکستان سے الگ ہیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: سوال تو آپ کا ہے کہ نہیں دیا جا رہا پارلیمانی سیکرٹری فار ڈیفنس۔

<u>میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید</u>: پہلے تو میں اپنے محترم ایم این اے صاحب کے اس سوال کا جواب دوں گا کہ آئندہ کے لئے خدا کا واسطہ ہے کسی شہر کو پاکستان سے الگ نہ کہیں میں اس کا جواب نہیں دے سکتا پاکستان کا حصہ ہے۔ جہاں تک تعلق ہے ائیر پورٹس کا نہیں پہ malpractices کو روکنے کے لئے forged bills کو روکنے کے لئے جعلی بلوں کو روکنے کے لئے کیونکہ وہاں پی آئی اے کے اپنے ہسپتال نہیں ہیں اس وجہ سے ان کو او پی ڈی نہیں دی جا رہی ان کو الاؤنس دیا جا رہا ہے۔

<u>جناب سپیکر</u>: خالد اقبال میمن صاحب۔

<u>جناب خالد اقبال میمن</u>: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بلوچستان میں recently چھوٹے ائیر پورٹ ہیں وہاں پر وہی میڈیکل الاؤنس allow کیا گیا ہے پرائم منسٹر صاحب کے ڈائریکٹو پر جو کہ پاکستان کے بڑے ائیر پورٹ جیسے کراچی لاہور اسلام آباد وغیرہ پر جتنا allowed ہے کیا گیا ہے اگر یہ صحیح ہے تو جو چھوٹے ائیر پورٹس ہیں سندھ میں جیسے موہن جوداڑو یا سکھر وغیرہ وہاں یہ الاؤنس کیوں دیا جا رہا۔ اور آیا یہ malpractices جو ہیں صرف سکھر میں ہوتی ہیں اور اسلام آباد میں نہیں ہوتی۔

<u>جناب سپیکر</u>: پارلیمانی سیکرٹری فار ڈیفنس۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: میں اس کا جواب دے چکا ہوں جہاں پی آئے اے کے ہسپتال ہیں وہاں ان کو out door in door facilities دی گئی ہیں جہاں نہیں ہیں وہاں پانچ پرسنٹ اور دس پرسنٹ دیا گیا ہے۔ بلوچستان کو as a special status کے اوپر ان لوگوں کو دورافتادہ ہونے کی وجہ سے ان کو incentive دیا جا رہا ہے اور میں ایک بات اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے دوست یہاں بیٹھے ہیں جن کے ساتھ میں نے خود جا کر منسٹری میں اور میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے کو ایک مہینہ پہلے ہماری منسٹری میں آ کر اٹھایا ہے ہم جا کر اس کو بڑی تندہی سے follow کر رہے ہیں کہ سندھ کے بھی جتنے ایئرپورٹس ہیں وہاں کے ملازمین کو بھی یہی او پی ڈی سہولت دی جائے۔

جناب سپیکر: رفیق جمالی صاحب۔

جناب رفیق احمد جمالی: شکریہ جناب سپیکر، میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ دادو میں سات ایئرپورٹ ہیں جو کہ کافی ٹائم سے بند ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں اور حکومت اس کو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری فار ڈیفنس۔

میجر (ریٹائرڈ) تنویر حسین سید: اس کے لئے fresh question put up کریں۔

جناب سپیکر: یہ تین ہو گئے ہیں صابر حسین اعوان صاحب ۳۰۶۔

CONSUMPTION OF OIL IN THE COUNTRY

306. ***Mr. Sabir Hussain Awan**(Put by Mohammad Usman Advocate): Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the daily consumption of oil in the country;

(b) the daily domestic production of oil; and

(c) the time by which country will be self-sufficient in oil production?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) The average daily consumption of oil in the country is about 350,000 barrels.

(b) The current average daily domestic production of oil is 58,805 barrels.

(c) Best efforts are being made to make the country self-sufficient. There has not been any significant oil discovery in the recent past. However, some gas discoveries have been taken place. Consequently, the gas production has increased to 3549 million cubic feet per day as compared to 2702 million cubic feet per day in December, 2002. This has resulted in reduction of oil imports.

جناب سپیکر: محمد عثمان ایڈووکیٹ صاحب سوال پوچھیں۔

جناب محمد عثمان ایڈووکیٹ: وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ تیل تو دریافت نہیں ہوا جس سے ہم اپنی ضرورت کو پورا کر سکیں لیکن گیس بڑے پیمانے پر دریافت ہوئی ہے اور امید ہے کہ گیس کے ذریعے سے ہم اس کمی کو پورا کر سکیں میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے اضلاع ہیں جس میں سوئی گیس کی سپلائی ابھی تک نہیں ہے اس میں صوابی خصوصاً ایک پورا ضلع ہے جس کی آبادی تیرہ لاکھ ہے تو صوابی کو گیس کب مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر: منسٹر فار پٹرولیم۔

چوہدری نوریز شکور: نیا سوال دے دیں تو میں ان کو بتا دوں گا سوال تو یہ آئیل کا ہے۔ آئیل پر کچھ پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے ۳۰۵ پر پوچھنا تھا۔

جناب سپیکر: اس پر تو اب نہیں آ سکتے اس پر کر لیں۔

جناب خورشید احمد شاہ: میرا اسی پر سوال تھا۔

جناب سپیکر: چلیں پھر کر لیں۔ حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: میرا وزیر پٹرولیم سے سوال ہے کہ کیا صوبہ بلوچستان میں گیس کے علاوہ پٹرول کہیں دریافت ہوا اور کن کن علاقوں پر کام ہوا ہے اور اس میں کیا کیا رکاوٹیں ہیں اس سے ایوان کو آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے یہی بات دوبارہ کہی گئی ہے۔

چوہدری نوریز شکور خان: آپ خود ہی کہہ دیتے حافظ صاحب بہت سنیئر آدمی ہیں۔

جناب سپیکر: نیا سوال دے دیں۔ آخری سپلیمنٹری مسز فوزیہ وہاب۔

بیگم فوزیہ وہاب: میں مبارکباد دینا چاہتی ہوں کہ پہلی بار کوئی جامع جواب آیا ہے۔ انہوں نے یہاں یہ بات بتائی ہے کہ پاکستان کی daily consumption ساڑھے تین لاکھ بیرل ہے اور جبکہ پاکستان produce کرتا ہے صرف ۵۸ ہزار بیرل تو اس کا مطلب یہ ہے کہ باقی جو تین لاکھ بیرل باہر سے آتے ہیں جو کہ ایک burden ہے ہمارے national exchequer پر تو کیا حکومت کا کوئی ایسا comprehensive programme بنایا گیا ہے کہ جو ٹرانسپورٹیشن ہے وہ سی این جی پر convert کی جائے اور کیا سہولتیں لوگوں کو مل رہی ہیں اس کو سی این جی پر ٹرانسفر کرنے کے لئے۔

جناب سپیکر: منسٹر فار پٹرولیم اینڈ نیچرل ریسورسز۔

چوہدری نوریز شکور خان: میری پہلے آپ سے گذارش ہوگی جواب دینے سے پہلے کہ وزراء تو ٹھیک ہے ہماری ڈیوٹی ہے ہمیں یہاں پر آنا چاہئیے اگر ہم نہیں آتے we are at fault میری اپوزیشن سے یہ request ہوگی کہ اگر آج آپ تمام سوالوں پر دیکھیں تو ان کے بھی ۸۰ پرسنٹ

لوگ غیر حاضر تھے اس ایوان سے جنہوں نے یہ سوالات کیے ہوئے ہیں مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے میں یہاں پر حاضر ہوں یہ میرا فرض ہے کہ میں یہاں پر جواب دوں لیکن جناب والا سوالات برائے سوالات اس ایوان میں نہ کئے جائیں ۔ ابھی آپ دیکھ لیں میری گذارش یہ ہو گی ہم چاہتے ہیں یہ چیزیں سامنے آئیں ہم ان کو قطعاً چھپانا نہیں چاہتے لیکن جو صاحبان یہاں سے سوال کرتے ہیں ان میں سے موجود ہی نہیں ہیں ۔ باقی جتنے سپلیمنٹریز ہو رہے ہیں آپ کے سامنے ہیں آپ نے خود کافی سارے سپلیمنٹری reject کر دیئے ہیں تو میری آپ سے یہ گذارش ہو گی through you I would request the opposition کہ جو لوگ سوال کرتے ہیں وہ بھی kindly آ جایا کریں تو اچھا ہے ہم خود چاہتے ہیں کہ accountability ہو محکموں کے افسران کو پتہ چلے کہ ان کو پوچھنے والا یہاں کوئی موجود ہے ۔

جناب سپیکر: یہ آپ جواب دیں لیں تو پھر میں بات کرتا ہوں ۔

سید نوید قمر: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر: یہ جواب آ جائے تو اس پر بات کرتے ہیں ۔

سید نوید قمر: میں حاضر ہوں راجہ پرویز اشرف صاحب حاضر ہیں یہاں کھڑے ہو کر انہوں نے غلط بیانی کی ہے ۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں آپ جواب دیں ۔

سید نوید قمر: یہ غلط بیانی کر رہے ہیں ۔

چوہدری نوریز شکور خان: آپ دیکھ لیں میں نے جنرل بات کی ہے ۔ جتنے سوال آئے ہیں سپیکر صاحب دیکھ لیں ۔

جناب سپیکر: نوید صاحب آپ کو تو بغیر فلور لئے نہیں بولنا چاہیئے ۔ تشریف رکھیں ۔ آپ جواب دیں ۔ منسٹر صاحب یہ روش ختم کریں ۔

چوہدری نوریز شکور خان: ہمارا جو ایجنڈا ہے جناب سپیکر وہ یہ ہے کہ we are trying to convert the entire energy on gas instead of oil اور یہ بالکل اس کے اوپر کام ہو رہا ہے، جہاں تک پاور کا تعلق ہے ۳۵ پرسنٹ سے we have gone up to 50 percent جنریشن میں پہلے ۳۰ پرسنٹ ہو رہی تھی اب ۵۰ پرسنٹ پر چلے گئے ہیں۔ اس طرح سی این جی انہوں نے propose کیا ہے اسی تجویز پر کام ہو رہا ہے اسی ڈیزل انجن اور ریلوے انجن کے بارے میں بھی ہم سوچ رہے ہیں کہ وہ بھی گیس کے اوپر لے آئیں۔ تو اس پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آخری سپلیمنٹری کریں گے حاجی خدا بخش نظامانی صاحب۔

حاجی خدا بخش نظامانی: میرا وزیر صاحب سے یہ سوال ہے کہ ۵۸ ہزار جو یومیہ تیل کی پیداوار ہے اس میں ہمارے سانگھڑ ڈسٹرکٹ کی کتنی پیداوار ہے اور گیس کی کتنی پیداوار ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر فار پٹرولیم۔

چوہدری نوریز شکور خان: سر! میں بعد میں ان کو بتا دوں گا اگر صرف سانگھڑ کا پتہ کرنا ہے ان کو۔

جناب سپیکر: جی ہاں ان کو بتا دیں اور اس کے لئے ویسے fresh notice چاہیئے۔ کیونکہ یہ specific سوال ہے۔ question hour is over۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: اس کو ایشو نہ بنائیں observation دینا پڑے گی۔ لیاقت بلوچ صاحب۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ جناب چوہدری نوریز شکور صاحب نے جو فرمایا ہے تو مسئلہ یہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ......

جناب سپیکر: لیاقت صاحب اس پر میں نے نوید قمر کو floor نہیں دیا۔ میں اس کو حل کرتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ میں observation دیتا ہوں میرا جو آج کا مشاہدہ ہے۔ اس میں یہ ہے کہ سب وزراء کو بھی آنا چاہیئے اور جو فاضل ممبران سوال کرتے ہیں، seriously ان کو بھی جس دن ان کا question آ رہا ہو، ان کو ہاؤس میں آنا چاہیئے۔

PRODUCTION BY ZAMZAMA OIL FIELD, DADU

†307. ***Mr. Rafiq Ahmed Jamali:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) whether it is a fact that BHP oil and Gas filed Johi and Bhita Jabal Gas Company District Dadu, Sindh have started their production;

(b) whether it is also a fact that as per rules it is mandatory to provide Gas to the nearest villages; and

(c) if the reply to (a) and (b) above be in the affirmative, the monthly production of the above said Gas Fields alongwith the names of the surrounding villages whom gas is being provided or proposed to be provided within one year;

(d) the details of local staff posted in the above said fields with their names and designation?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) BHP Petroleum's Oil and Gas field namely Zamzama located in Taluka Johi and Dadu, District Dadu, started production in April 2001.

(b) The Government is formulating a policy for supply of gas to villages falling within five kilometer radius of gas fields. The gas distribution companies are presently engaged in survey of these villages. After, the companies' survey reports are available, policy will be finalized regarding implementation plan and funding etc.

(c) The current monthly production from Zamzama field is about 7867 million cubic feet of gas and 52.117 barrels of oil. The names of the villages to be provided with gas and implementation schedule will be finalized after completion of the survey reports and funding arrangements.

(d) Being a foreign private company, normally the Ministry is not involved in their employment matters.

ARMY COMMERCIAL HOUSING SOCIETIES

308. ***Mr. Shabir Ahmed Khan:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

†Question Hour being over, the remaining starred questions fixed for the day were treated as un-starred and were placed on the table.

(a) whether it is a fact that the income being earned from the commercial properties in the Housing Societies of Army is not deposited in the public exchequer;

(b) whether it is also a fact that residences have been constructed for the married army men from the amount approved for construction of residences for the bachelor army men; and

(c) if the answer to (a) and (b) above be in the affirmative, the reasons thereof?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): The requisite information is being collected from the concerned quarters which will be placed on the table of the House on next Rota Day.

DEFENCE HOUSING SOCIETY, ISLAMABAD

309. ***Dr. Farid Ahmad Paracha:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that a Defence Housing Society, Islamabad is sponsored by the Government;

(b) whether the land in which Housing Scheme is established, is a Defence land; and

(c) the name of the authority who will plan and allot the plots and grant leases to the allottees?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) No.

(b) No.

(c) Management of Defence Housing Islamabad is responsible or planning and allotment of plots on ownership basis. There is no lease system.

PROVISION OF GAS TO KHUHRA TOWN, KHAIRPUR

310. ***Pir Syed Fazal Ali Shah Jilani:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that some paras of the Khuhra Town District Khairpur have not been provided with Sui Gas in spite of survey in 2002-2003; if so, the time by which the gas will be supplied there?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): No. All Paras of the Khuhra Town, District Khairpur except Ujan Faqir Mohallah have been provided with gas. Efforts are being made to provide gas to Ujan Faqir Mohallah by 30th June 2004.

GOWADAR PORT OPERATIONAL

311. ***Mr. Ijaz Ahmad Chaudhary:** Will the Minister for Communications be pleased to state the time by which Gowadar Port will become operational?

Minister for Communications (Mr. Babar Khan Ghauri): The Gowadar Port Project is scheduled to become operational by April, 2005.

PIA FLIGHTS FROM PESHAWAR TO AFGHANISTAN

312. * **Sayeda Farhana Khalid Banoori:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that PIA flights from Peshawar to Afghanistan have been discontinued; if so, the reasons thereof;

(b) whether there is any proposal under consideration to re-start the aforesaid flights?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) No, it is not true.

(b) PIA is already operating one weekly flight from Peshawar to Afghanistan, as per schedule given below:

> PK249/250 Monday Departure Islamabad 1330 Arrival Peshawar 1410 Departure Peshawar 1450 Arrival Kabul 1545. Departure Kabul 1630 Arrival Peshawar 1725 Departure Peshawar 1805 Arrival Islamabad 1845.

PIRPORT IN NWFP

313. ***Sayeda Farhana Khalid Banoori:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the number of airports in NW.F.P. at present; and

(b) whether it is a fact that certain airports in N.W.F.P. have been closed; if so, the reasons thereof?

- - - - -

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) There are seven airports in NWFP.

(b) It is a fact that out of seven airports in NWFP four have been closed. The main reason for closure of these airports is less traffic potential at these airports. Details are as under:—

Operational

(i) Peshawar
(ii) D.I.Khan
(iii) Chitral

Closed

(i) Kohat
(ii) Parachinar
(iii) Bannu
(iv) Saidu Sharif

EXTENSION OF RAKHANI-LORALAI ROAD

314. ***Haji Gul Muhammad Dummar:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the time by which the repair and extension work of Rakhani Loralai section of National Highway will be completed; and

(b) the cost to be incurred thereon?

Minister for Communications (Mr. Babar Khan Ghouri): (a) The Widening and strengthening work of Rakhani—Wiagum Rud section will be completed by May, 2005 while Wiagum Rud—Loralai section will be completed by June, 2006,

(b) Rs. 2,080 Million.

WAR-RISK PREMIUM

315. ***Shahzadi Umerzadi Tiwana:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that shipping agents are charging War risk premium more than the prescribed rate; and

(b) whether it is also fact that no war risk premium is being charged from the ships originating from or destined to India, by any shipping agent; if so, the reasons thereof; and the measures taken to check the overcharging of war risk premium?

Minister for Communications (Mr. Babar Khan Ghauri): (a) No. Shipping agents are not charging War Risk Premium more than the prescribed rate.

(b) Since India is not included in the risk area, no war risk premium is charged.

RENOVATION OF PETROL PUMPS BY P.S.O.

316. ***Raja Pervaiz Ashraf:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the total expenditure incurred by P.S.O. on construction/ renovation of PSO Petrol Pumps in the country from January, 2000 to March, 2004;

(b) the names of pre-qualified contractors involved in the said construction during the said period;

(c) the names of the projects completed or under construction by each contractor alongwith its details, cost of project and location during the said period;

(d) the detail of the projects awarded to M/s. Zia-ud-Din and Company during the said period?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) The total expenditure incurred by PSO on construction/ renovation of retail outlets (petrol pumps) in the country from January, 2000 to March, 2004 is Rs. 3.102 billion.

(b) The names of pre-qualified contractors are given in Annexure- 'A'

(c) The relevant details are given in Annexure- 'A'.

(d) The detail of projects awarded to M/s. Ziauddin and Company are given in Annexure- 'B'.

(Annexure have been placed in the National Assembly Library)

IMPORT OF PETROLEUM

317. ***Mr. Ghulam Murtaza Satti:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the annual import of petroleum and its products since 1999 alongwith the list of those to whom permits were issued since 1999?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): The annual import of crude oil and pertroleum products since 1999 is attached as Annex-I

No permit was issued for import of petroleum products. Import was arranged through long and short term international tenders. A list of the companies awarded contracts for import of petroleum products before deregulation by the Government is attached as Annex-II.

As regards crude oil, the same is imported under Government to Government agreements. Refineries are assignees/signatories on behalf of the Government.

<u>**Annex-I**</u>

ANNUAL IMPORT OF CRUDE OIL AND PETROLEUM PRODUCTS

Year	Crude Oil				Petroleum Products		
	Quantity Million tons	Price US $/ bbl	Price US $/ MT	Value US $ Million	Quantity Million tons	Price US $/ MT	Value US $ Million
1999-00	4.5	23.8	178.6	804	11.9	167.6	1994
2000-01	7.0*	26.6	199.9	1399	10.7	183.0	1958
2001-02	7.1	22.4	167.7	1191	8.9	169.3	1507
2002-03	7.1	27.1	203.5	1445	8.4	200.6	1685
2003-04 (July-March)	5.6	29.4	220.5	1235	3.5	156.3	375

Annex-II

LIST OF INTERNATIONAL OIL COMPANIES AWARDED CONTRACTS FOR SUPPLY OF PETROLEUM PRODUCTS SINCE 1999

1. Kuwait Petroleum Corporation.
2. Bakri Bumker Trading Company.
3. Petronas Trading Company.
4. Hascombe International.
5. Vitol International S.A.
6. Inter Petrol S.A.
7. Xenium International.
8. Glencore International
9. B.B. Naft.
10. National Iranian Oil Company.

FIRE-FIGHTING STAFF, RAILWAY STATIONS

318. ***Chaudhry Anwar Ali Cheema:** Will the Minister for Railways be pleased to state whether it is a fact that the fire-fighting staff on railway stations, loco-sheds and oil reservoirs have been detailed on vigilance duty; if so, the reasons thereof and time by which this trained staff will be given its actual duty?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Maher): No fire fighting staff on Pakistan Railways has been detailed on Vigilance duty since it is a specialized category of staff trained in the specific job of fire fighting and as such their essential services cannot be utilized elsewhere except their own establishment.

319. *Withdrawn.*

ENCROACHMENT AS GAS PIPE-LINE KHANPUR

320. ***Miss Gul-e-Farkhanda:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) whether it is a fact that people have raised encroachments on high pressure gas pipe line in Khanpur District Rahim Yar Khan, and SSGPL has issued polices to them; and

(b) if so, the names, and addresses of those responsible for the said encroachments?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) Yes. Some people have raised encroachments on Company's high pressure gas pipeline in Khanpur District Rahim Yar Khan and SNGPL has served notices on them.

(b) The names and addresses of the persons, who have raised the said encroachments is enclosed at Annex-I.

Annex-I

LIST OF UNATHORIZED PERSONS SHO HAVE MADE ENCROACHMENTS ON SNGPL'S 6" DIA HIGH PRESSURE GAS PIPELINE NEAR COURTS KATCHERY ROAD KHANPUR DISTT. RAHIM YAR KHAN

NOTICES SENT ON APRIL 2000

1.	Mian Zahoor-ul-Haque	Advocate	Near Courts, Katchery Road Khanpur District Rahim Yar Khan
2.	Ch. Mohammad Ashiq	Advocate	"
3.	Mian Naseer Ahmed	Advocate	"
4.	Mr. Abdul Majeed	Advocate	"
5.	Mr. Liaqat Ali Zia	Advocate	"
6.	Mr. Abdul Sttar Hashmi	Stamp Paper Seller	"
7.	Mr. Abdul Khaliq	Advocate	"
8.	Mr. M. Siddique Rammay	Advocate	"
9.	Mr. Akabar Ali Vanes	Advocate	"
10.	Rana Mohammad Afzal	Advocate	"
11.	Mr. M. Hussain Shakir	Advocate	"
12.	Mr. M. Afzal Ch.	Advocate	"

NOTICES SENT ON APRIL 2000

13.	Mr. M. Wajid Ali	Advocate	Near Courts, Katchery Road Khanpur District Rahim Yar Khan
14.	Mr. M. Hussain Askari	Advocate	"
15.	Rana Qamar Hameed	Advocate	"
16.	Mr. M. Arshad Gujjar	Advocate	"
17.	Mr. Ahmed Nadeem Akhtar	Advocate	"
18.	Mr. Zubair Abdul Qayyum	Advocate	"
19.	Mr. Mazar Hussain Jatoi	Advocate	"
20.	Rana Irfan Iqbal	Advocate	"
21.	Mr. M. Amir Ch.	Advocate	"
22.	Mr. Imam Buksh Mazhar	Advocate	"
23.	Sardar Khurshid Ahmed Khan	Advocate	"
24.	Mr. Ghulam Gillani	Advocate	"
25.	Jam Rafique Ahmed	Advocate	"
26.	Jam Mohammad	Advocate	"
27.	Mr. Tanveer Ahmed	Photostate Centre	"
28.	Mr. M. Rasheed Ahmed Sameja	M/s Pakistan Autos	"
29.	Mr. Allah Buksh	Hotel Wala	"
30.	M/s. Naveed	Ainak Mahal	"
31.	M/s. Anwar	Sasta Aink Ghar	"
32.	M/s. Qureshi Juice	Shop Keeper	"
33.	Mr. Mian Nazir Ahmed	Advocate	"
34.	Mr. M. Mehar Hussain	Advocate	"

NOTICES SENT ON APRIL 2000

35.	Rana Qamar Hameed	Advocate	Near Courts, Katchery Road Khanpur District Rahim Yar Khan
36.	Mr. Baqir Hashmi	Colour Photo Centre	..
37.	Mr. Mehran Paan and Cold Drink	Shop Keeper	

NOTICES SENT ON 19-02-2002

38.	Mr. Ghulam Hussain		Basti Qureshi Police St. Zahirpur Teh. Khanpur Rahimyar Khan

NOTICES SENT ON 12-11-2002

39.	Mr. Hafiz Abdul Rahim		Basti Molvi Noor Muhammad Police St. Rukhan Pur, Teh. Khanpur, Rahimyar Khan
40.	Mr. Ghulam Muhammad		Basti Sadat, Mouza and Police St. Zahirpur, Teh. Khanpur, Rahimyar Khan.

CUSTOMER SERVICES AT RAILWAY STATIONS

321. ***Miss Gul-e-Farkhanda:** Will the Minister for Railways be pleased to state the number of applications have been received during the year, 2003 to establish Customer Services and Netcafes at various Railway Stations alongwith the names of applicants and the criteria adopted?

Minister for Railway (Mr. Ghous Bux Khan Maher): Pakistan Railways received the following three applications for the establishment of Customer Services/Netcafes at various Railways Stations.

Mr. Mati-ur-Rehman, Islamabad.
M/S Union Communications (Pvt) Ltd.
M/S Telefast (Pvt) Ltd.

However, for allotment of contract the same will be advertised in the press in a month or so for expression of interest, and the qualified firms would be required to offer their bids. The contract would be awarded to highest bidder who fulfills technical requirements.

GOVERNMENT HOSPITALS IN PINDI/CHAKLALA

322. ***Mr. Zamurd Khan Advocate:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the number of Government hospitals in Rawalpindi and Chaklala Cantonment at present; and the total number of staff, in each of the said hospitals; with grade-wise, designation-wise break-up;

(b) whether it is a fact that the number of hospitals in proportion to population in Rawalpindi Cantonment are insufficient; and

(c) whether it is also a fact that CMH and MH, Rawalpindi Cantonment do not treat the civilians; if so, the reasons thereof?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal):(a) There is only one Cantonment Hospital situated in Rawalpindi Cantonment area to cater for the need of residents of the Cantonment and the employees of the both Cantonments *i.e. Rawalpindi* and Chaklala and Ministry of Defence. Additionally, five dispensaries are being maintained in Rawalpindi/Chaklala Cantonment Boards jurisdiction to cater for the primary health care of the public. Total number of staff working in the hospital is 273 persons. List showing the grade and designation is at Annex-A.

(b) Cantonment General Hospital Rawalpindi is a 500 bedded purpose built facility but at present only 120 beds are functioning which are not sufficient for the present day need of the residents. However, if the Hospital is used optimumly, it is sufficient to cover the present day needs of the populace of Rawalpindi/Chaklala Cantonment.

(c) Military Hospitals are basically meant for the clientele of Armed Forces including Civilian Employees paid out of Defence Services Estimates. Under the existing rules, civilians are only entitled to free emergency medical treatment at MH/CMH Rawalpindi. Civilians are also offered indoor/outdoor treatment on payment of charges laid down by the Government.

Annex-a

GRADE-WISE SANCTIONED STRENGTH OF CANTONMENT GENERAL HOSPITAL RAWALPINDI CANTONMENT

Sl. No.	Name of Post.	Basic Pay Scale.	Number of posts
1.	Medical Superintendent.	19	01
2.	Deputy Medical Superintendent.	18	01
3.	Anaesthesist.	18	01
4.	Anaesthesist.	17	01
5.	Child Specialist.	18	02
6.	Eye Specialist.	18	01
7.	Surgical Specialist.	18	01
8.	Gynecologist.	18	01
9.	Medical Specialist.	18	01
10.	Dental Surgeon.	18	01
11.	Dental Surgeon.	17	01
12.	Medical Officers.	17 & 18	21
13.	House Job Officers (Fixed pay Rs. 3500/- per month each).	—	08
14.	Matron.	14	01
15.	Staff Nurse.	14	20
16.	Stenotypist.	12	01
17.	Head Clerk.	12	01

Sl. No.	Name of Post.	Basic Pay Scale.	Number of posts
18.	Medical Store Superintendent.	12	01
19.	Carpenter.	01	01
20.	Electro Medical Technician	10	01
21.	LHV	09	02
22.	Lab Technician	09	06
23.	Physiotherapist.	09	01
24.	O.T.A.	05 & 06	05
25.	Electrician	05 & 09	02
26.	Head Dispenser.	07	01
27.	Head Dresser.	08	01
28.	Telephone Operators.	05 & 07	03
29.	Dresser.	06	10
30.	Dispenser.	06	10
31.	Medical Store Keeper	07	01
32.	Radiographer.	06	02
33.	Painter.	06	01
34.	Ward Master.	06	01
35.	Nursing Assistant.	06	13
36.	Blacksmith.	06	01
37.	Mason.	06	01
38.	Plumber.	06	01

Sl. No.	Name of Post.	Basic Pay Scale.	Number of posts
39.	Driver.	05	06
40.	Dark Room Assistant.	05	02
41.	Tailor Master.	05	02
42.	Lower Division Clerk	05	02
43.	Nurse Dai.	03	10
44.	Ward Servant.	01	21
45.	Peon.	01	04
46.	Aya.	01	18
47.	Chowkidar.	01	22
48.	Mali.	01	02
49.	Staff Bearer.	01	10
50.	Electrician Helper.	01	01
51.	Water Carrier.	01	03
52.	Dhobi.	01	04
53.	Sanitary Worker.	01	23
54.	Upper Division Clerk.	07	01
55.	Mate Chowkidar.	02	01
56.	Cook.	01	02
57.	Masalachi.	01	01
58.	Meson Coolly.	01	01
59.	Generator Operator.	05	01

Sl. No.	Name of Post.	Basic Pay Scale.	Number of posts
60.	Sub-Station Attendant.	05	01
61.	Pump Attendant.	05	01
62.	Vaccinator.	04	04
63.	Line Man.	05	01

ALLOTMENT OF PLOTS TO ARMED FORCES PERSONNEL

323. ***Syed Naveed Qamar:** Will the Minister for Defence be pleased to state the rules and regulation for allotment of plots to various ranks of armed forces in various Cantonments Housing Societies, and other areas of the country, alongwith details rank-wise?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): Allotment of plots to various ranks armed forces and civilians paid out of defence services estimates and Widows/Families of Shaheeds is made according to the criteria decided by the management of Defence Housing Societies.

REPLACEMENT OF SEATS BY PIA IN AIRCRAFT

324. ***Syed Naveed Qamar:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether PIA has replaced or decided to replace seats any of its aircraft; if so, details of it;

(b) the cost per seat and the total cost incurred or to be incurred by PIA on replacement of those seats;

(c) the life of the aircraft whose seats are being replaced; and

(d) the process by which the procurement in regard to replacement of seats was made?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal):(a) **PIA** is replacing the existing Sicma mechanical Seats with Avio-Interiors Electrically operated Sleeprettes (Lie-Flat) Seats on A310 aircraft in Business Class **only.**

(b) The cost of Avio-Interior double seats is **US $ 36,333/-** only and the total cost of seats for six A-310 aircraft is **US $ 1.31 million** only.

(c) A-310 aircraft were purchased new from Airbus Industry and were delivered to PIA during the period 1991—1994. **The econonric life of aircraft is 20 years.**

(d) Following a transparent process of technical selection and commercial proposals evaluation, on 12th December 2002, in 268th **PIA Boards of Directors meeting, Avio-Interiors "Lie-Flat" shell seat was approved on all six A-310** aircraft. Board of Directors constituted a "Commercial Committee" to negotiate the price of seats and finalize contractual details.

Avio-Interiors seat was selected because it was a sleeprette, usually installed in first class and offered to PIA at near Business Class prices. This new innovative shell concept of seats provides a new standard of safety, reliability and ergonomics with the highest quality appearance. **This fulfilled Board of Directors "vision" concept of PIA being a "Choice Airline" employing modern technology.**

UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR ANSWERS

Islamic Names of Products

@125. **Maulana Rehmat Ullah Khalil:** Will the Minister for Law, Justice and Human Rights be pleased to state the steps being taken or proprosed to be taken by the Government against the use of Islamic names for products?

Reply not received.

Islamabad-Rawalpindi Airport

129. **Mr. Asif Tauseef:** Will the Minister for Defence be pleased to state the utilization of the old Islamabad/Rawalpindi Airport after construction of the proposed new Airport in Islamabad?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): The present Islamabad International Airport is a PAF operational base. CAA is using it jointly with PAF since 1947. CAA will discuss the modalities of its assets at the existing airport with the PAF after commencement of construction of a new airport at Islamabad. A proper agreement duly approved by the Ministry of Defence will be drawn between PAF and CAA for the utilization of the present airport.

INDUCTION OF AIRCRAFTS BY PIA

130. **Mr. Asif Tauseef:** Will the Minister for Defence be pleased to refer to starred question No. 332 replied on 24-3-2004 and state:

(a) the date of manufacture of the plane, date of induction in the fleet of PIA; and

(b) the price of the each of said planes presently in PIA flight alongwith the name of the country from whom purchased indicating also the date on which each of it is expected to be grounded?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a&b) PIA, during the ten years have inducted eleven (11) aircraft both on lease and purchase basis. The requisite information is attached herewith as Annex-A.

Annexure-A

AIRPORT PURCHASED B747-300

S. No.	Aircraft Registered	Mfg. Date	Induction Date
1.	AP-BFW	June 1985	June 1999
2.	AP-BFU	Feb. 1986	April 1999
3.	AP-BFV	Oct. 1986	April 1999
4.	AP-BFX	Feb. 1987	April 1999
5.	AP-BFY	Nov. 1987	July 1999
6.	AP-BGG	July 1988	Nov. 1999

Six B747-300 were purchased under a package deal of US dollar 62.0 million. With average price of US Dollar 10.35 million of each aircraft.

B777-240ER

1.	AP-BGJ	Jan. 2004	Jan. 2004
2.	AP-BGK	Feb. 2004	Feb. 2004
3.	APBGL	Mar. 2004	Mar. 2004

B777-240ER were purchased from Boeing USA for 120.1 million, USD 119.3 million and USD 119.6 million respectively.

Aircraft on Lease

1.	AP-BGO	May 1993	Dec. 2003
2.	AP-BGP	Jun. 1993	Mar. 2004

A310-340 have been inducted in PIA on operating lease from Airbus Leasing V. Inc. USA (A subsidiary of Airbus France). The lease rental of each aircraft is USD 182,500 per month.

**PIA Business Plan 2003-11 approved by the Board envisages that the aforesaid aircraft would continue to operate during the plan period.*

STREET LIGHTS IN RAILWAYS SCHEME, RAWALPINDI

131. **Malik Liaquat Ali Dogar:** Will the Minister for Railways be pleased to refer to Unstarred Question No. 99 replied on 12-3-2004 and state whether the capital cost of Rs. 18000 and meter security Rs. 29100 has been paid as per demand notices to the WAPDA Authorities for energizing the street lights in Railways Scheme No. 7 Rawalpindi; if not, the reasons thereof and the time by which the said amount will be paid?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Mahar): 1. Railway Housing Scheme No. 7, Rawalpindi, is part of the Railway Employees Cooperative Housing Society, Rawalpindi. This Society (and many others) were created under the Cooperative Act which is a subject controlled by the Provinces. Although Pakistan Railways contributed land to these societies on long term lease but at present Pakistan Railways has absolutely no control over these societies and these societies including the Railway Employees Housing Society, Rawalpindi are being managed by respective Registrars of the Cooperative Housing Societies of the Provinces. The managements of these societies directly report to the respective Registrars. Therefore this is a provincial issue and needs to be taken up at Provincial level.

2. However, Pakistan Railways is trying to get back the control of these Housing Societies which were created on Railway lands and if this control is restored, then Pakistan Railways would be in position to address such problems.

CONNECTING DISTT. BUNIR WITH SILK HIGHWAY

132. **Mr. Sher Akbar Khan Advocate:** Will the Minister for Communications be pleased to state whether there is any proposal under consideration to connect District Bonir with Silk Highway at Thakot *via* Shanglapar; if not, the reasons thereof?

Minister for Communications (Mr. Babar Khan Ghauri): No such proposal is under consideration of the National Highway Authority.

Responsibility for providing such links/connections to national highways rests with the provincial, district or local governments

PROVISION OF GAS TO LUQMAN KORIJO, TEH. HALA SINDH

133. **Mr. Muhammad Safdar Shakir:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) whether it is a fact that village Luqman Korijo Tehsil Hala District Hyderabad has not been provided with Sui Gas so far; if so, the reasons thereof; and

(b) the time by which Sui gas will be provided to the said village?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) Yes, these localities have not been provided gas because they do not meet the criteria of per customer cost approved by the Government.

(b) In view of the above time frame cannot be given at this stage.

134. *Transferred to Interior Division for answer on next Rota Day.*

135. *Admissibility is being re-considered.*

PROVISION OF GAS TO ALI PUR CHATTAH, WAZIRABAD

136. **Mr. Muhammad Safdar Shakir:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration to supply Sui gas to village Ali Pur Chattah Tehsil Wazirabad, District Gujranwala; if so, the time by which Sui gas will be supplied to the said village?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): Presently there is no proposal under consideration to supply gas to village Ali Pur Chattah, Tehsil Wazirabad, District Gujranwala. The above village does not meet the prescribed per consumer cost criteria of Rs. 20,000 fixed by the Government for supply of gas to new towns/villages/ areas for the province of Punjab.

PROVISION OF GAS TO DOMAIL, TEH. JAND

137. **Mr. Muhammad Safdar Shakir:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration for providing Sui Gas to village Domail Tehsil Jand, District Attock; if so, the time by which it will be implemented?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): The survey of village Domail Tehsil Jand, District Attock is being conducted. A report from the Company indicating cost estimates and feasibility report is expected by 30-6-2004. Implementation is dependant on the feasibility report and availability of funds.

CLOSURE OF SEHWAN AIRPORT

138. **Mr. Rafiq Ahmed Jamali:** Will the Minister for Defence be pleased to state the reasons of closure of Sehwan Airport, and the time by which it will be activated?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): Sehwan Sharif Airport was inaugurated on 06 June 1996 by the then Prime Minister. PIA stopped its scheduled flight operations to/from Sehwan Sharif Airport in October 2000 due to poor passenger traffic load and continuous losses. Consequently CAA had to scale down the airport. As per CAA policy the airport may be reactivated at a prior notice of 90 days. However, at present CAA has no plans for reactivation of Sehwan Sharif Airport.

PROVISION OF GAS TO LOCALITIES IN DADU

139. **Pir Fazal Ali Shah Jilani:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Sui Gas has not been supplied to the half paras of Shahbaz Colony, Madina Colony, Gharibabad, Yakeen Shah, Mir Colony and Soomra colony; Khairpur Nathan Shah, District Dadu, Sindh; and

(b) if the reply of the above is in affirmative, the reasons thereof and the time by which Sui gas will be provided in the said areas ?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) Gas has not been supplied to some left out pockets (not half Paras/Mohallas) of Shahbaz Colony, Madina Colony, Gharibabad, Yakeen Shah, Mir Colony and Soomra Colony of Khairpur Nathan Shah Town; District Dadu, Sindh.

(b) Gas would be supplied to the left out pockets of the above Colonies by December 2004 subject to completion of requisite formalities by the applicants.

LINE LOSSES (UFG) SINCE 1997

140. **Pir Syed Fazal Ali Shah Jilani:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state actual line losses (UFG) since 1997 to date with the steps taken to overcome the losses?

Minister for Petroleum and Natural Resources -Ch. Nouraiz Shakoor Khan): Year-wise line losses since 1997 to-date are as follows:—

(% Age)

Company Name	June 97	June 98	June 99	June 2000	June 2001	June 2002	June 2003	March 2004
SNGPL	11.72	10.61	12.27	9.81	8.87	7.98	8.19	6.49
SSGCL	8.82	8.39	8.14	8.49	8.36	7.63	7.57	7.33

The Government has taken strict notice of the gas losses/theft and has advised gas companies to take immediate preventive measures to reduce the UFG. The Oil and Gas Regulatory Authority (OGRA) has also set a UFG benchmark of 6.5% for the year 2003-04 and 6% for the year 2004-05 for the gas distribution companies. The necessary steps are being taken by the gas utility companies to reduce UFG.

CULTIVATION OF MUSTARD IN NOWSHERA CANTT.

141. **Mr. Shabir Ahmed Khan:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Pakistan Army is cultivating mustard in Nowshera Cantonment on the A-1 Class Land; and

(b) if the answer to (a) above be in the affirmative, the reasons thereof and the steps being taken by the Government to stop this illegal practice?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): No mustard has been cultivated on A-I land in Nowshera Cantonment.

OFFICIAL VEHICLES WITH DEFENCE MINISTER

142. **Mrs. Inayat Begum:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the total number of official vehicles under the use of the Minister for Defence and the Federal Parliamentary Secretary for Defence, separately, alongwith the models of the said vehicles; and

(b) the amount incurred under the head of necessary maintenance and POL on the said vehicles during last one year?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal):

(a) **Vehicle under use**

(1)	Defence Minister	:	One Staff Car Model 1996
(2)	Federal Parliamentary Secretary for Defence.	:	One Staff Car Model 2002

Note: One 4x4 vehicle is used in lieu of Staff Car when Minister for Defence is proceeding out station official/operational visits.

(b) **Amount incurred during last one year**

		Maintenance	POL Consumed
(1)	Staff Car for Minister	Rs. 1,25,482	3034 litres
(2)	Staff Car for Parliamentary Secretary	Rs. 28,558	1443 liters (entitlement 4320 liters per year).

OFFICIAL VEHICLES WITH RAILWAYS MINISTER

143. **Mrs. Inayat Begum:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) the total number of official vehicles under the use of the Minister for Railways and the Federal Parliamentary Secretary for Railways, separately, alongwith the models of the said vehicles; and

(b) the amount incurred under the head of necessary maintenance and POL on the said vehicles during last one year?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Mehar): (a) (i) Vehicle No. IDM-4933, 1600CC Toyota Corolla Car Model-2003 is under the use of Minister for Railways.

(ii) Vehicle No. IDM-9974, 1300CC Toyota Corolla Car Model-2003 is under the use of Federal Parliamentary Secretary for Railways.

(b) (i) Amount incurred under the heads of necessary maintenance and POL is Rs. 32460 and Rs. 133,920 respectively during last one year on Vehicle No. IDM-4933 under the use of Federal Minister for Railways.

(ii) Amount incurred under the heads of necessary maintenance and POL is Rs. 40905 and Rs. 63550 respectively during last one year on Vehicle No. IDM-9974 under the use of Federal Parliamentary Secretary for Railways.

PROCUREMENT OF WATER BY CBC

144. **Dr. Farid Ahmad Paracha:** Will the Minister for Defence be pleased to state whether it is fact that Cantonment Board Clifton is making payment for bulk water supply to KW and SB; if so, the reasons for managing and controlling water supply system by Defence Housing Authority through its water supply wing?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): The Cantonment Board Clifton (CBC) is procuring 204.30 million gallons of potable water per month in bulk from the Karachi Water and Sewerage Board (KW & SB) on Payment @ Rs. 44 per thousand gallons. The KW & SB is the only source from where potable water is supplied to the Metropolitan Karachi including Clifton Cantonment. The water is supplied to the residents of all phases of Defence Housing Authority (DHA) Karachi through the distribution network which is controlled and managed by the DHA. The water supply to the Bazar Areas and most of the Katchi Abadies is supplied through distribution network maintained and controlled by the Clifton Cantonment Board.

WORKING HOURS OF EMPLOYEES OF RCB

145. **Dr. Ata-ur-Reman:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the employees of the Cantonment Board Rawalpindi are bound to perform their duty from 8.00 a.m. 2.00 a.m. in addition to their normal duties from 8 a.m. to 4 p.m; and

(b) whether any additional allowance is paid to them for performing additional duty; if details of it, if not, the reasons thereof?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) The employees of RCB/CCB are working in the scheduled office working hours *viz.* from 8.00 a.m. to 3.00 p.m. on daily and regular basis in order to discharge their official obligations. However, due to shortage of officers/officials and demanding nature of job the officers and some senior officials had to work in the night shift from 8.00 p.m. to 11.00 a.m. in order to dispose off the daily agenda for efficient management and public convenience.

(b) No additional duty allowance is being paid to any officer or official at present. The Government functionaries are performing the addition duty voluntarily in the national interest.

SUPPLY OF GAS TO MANDI BAHAUDDIN

146. **Mr. Ijaz Ahmad Chaudhary:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the names of companies which were awarded contract for laying pipeline for the supply of Sui gas to Mandi Bahau-ud-Din;

(b) the time by which the office of SNGPL will be set up in Mandi Bahau-ud-Din;

(c) the date on which the work of supplying of Sui gas to Mandi Bahau-ud-Din started and the time by which the same will be completed?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) For supply of gas to Mandi Bahauddin, the laying of gas mains is being carried out by SNGPL. However, the Company has awarded contract, only for ditching, back-filling and reinstallation to the following contractors:—

1. M/s. Abdul Manan (Marwat).

2. M/s. Riaz and Brothers.

3. M/s. Attaullah and Company.

(b) The Company's Complaint Centre would be established in Mandi Bahauddin by 31-03-2005.

(c) The work for laying of supply main in Mandi Bahauddin started in December 2003, and is expected to be completed by 30-6-2004.

ROADS UNDER CHARGE OF NHA IN N.W.F.P.

147. **Sayeda Farhana Khalid Banoori:** Will the Minister for Communications be pleased to state:

(a) the names of the roads under the charge of National Highway Authority in N.W.F.P. at present;

(b) whether it is a fact that the provincial Government has offered to NHA to take over many roads under its control; if so, the action taken on the said offer?

Minister for Communications (Mr. Baber Khan Ghouri): (a)

S. No.	Route Details	KM
1.	Khairabad-Nowshera-Peshawar Torkham Section (N-5)	127
2.	Mansehra-Naran-Jalkhad-Babusar Section (N-15)	175
3.	Jarikas-Abbottabad-Mansehra-Thakot-Sazin Section (N-35)	176
4.	Nowshera-Dir-Chitral (N-45)	309
5.	D. I. Khan-Mughalkot-Dhanasar Section (N-50)	143
6.	D. I. Khan-Karak-Kohat-Peshawar Section (N-55)	396
7.	Hund-Swabi-Rashakai-Charsada-Peshawar (M-I)	90
	Total :	**1416**

(b) The Chief Minister of NWFP has offered the Federal Government to take over the road from Sarai Gambilla (Indus Highway-Bannu-Miranshah-Ghulam Khan Road. The proposal is under consideration.

EXPORT OF FRUITS/VEGETABE FROM QUETTA

148. **Haji Gul Muhammad Dummar:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that vegetables and dry fruits are exported abroad from Quetta through PIA Cargo Service; and

(b) if the answer to a above be in affirmative, the names of the countries to which the exports have been made last year and the profit earned by PIA from the same?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a & b) There is one weekly Airbus operation to Dubai and one to Sharjah with B-737 aircraft *ex*-Quetta thus providing very little space for Cargo on weekly basis. Approximately 1000 kg per flight to Dubai is being uplifted *ex*-Quetta including Apricots and dry fruit.

However, a large quantity of dry fruits, Grapes, Apricots, Plum and Apples of Quetta are moved *via* Karachi on International flights to Dhaka. UAE and Saudi Arabia, PIA, being a national carrier provides highly subsidized rates to uplift these commodities to promote our exports out of Pakistan instead of making profit for the Airline.

SUPPLY OF GAS TO GUMBAT IN KOHAT DISTT.

149. **Mufti Ibrar Sultan:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) whether it is a fact that gas has not so far been provided to Togh Bala Paian; Gumbat and Ghund Pali of District Kohat which are at a distance of a few hundred feet from the main line and if so, the time by which gas will be provided there; and

(b) if answer to (a) above be in the affirmative, the time by which the villages will be provided with Sui gas?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) (i) It is correct that gas has not been provided to Togh Bala and Paian, Gumbat and Ghund Pali, District Kohat. The gas distribution net work does not exist in these areas and Rs. 66.836 million (Six crore.

sixty eight lac and thirty six thousand) are required for laying gas network of 82.10 KM for supply of gas to this area.

(ii) The Company will undertake the scheme during subsequent financial year upon availability of funds.

(b) As at (a) (ii) above.

150. *Withdrawn.*

PROVISION OF GAS TO NEW SHAKRIAL TOWN, PINDI

151. **Mr. Muhammad Anwar Bhutto:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether it is a fact that Sui gas has not been supplied to Chaudhry Irfanullah Town, New Shakrial Rawalpindi so far; if so, the reasons therefor and the time by which it will be supplied to the said area?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): New Shakrial Town does not meet the per consumer cost criteria of Rs. 20,000/- fixed by the Government for supply of gas to the Province of Punjab. As such the gas has not been supplied to this locality.

The company is arranging survey for supply of gas to Chaudhry Irfanullah town and would submit the cost estimates/feasibility report by 30-06-2004. Decision regarding supply of gas to the said locality including its timing will be taken in the light of cost estimates/feasibility report.

RECRUITMENT OF N. QASIDS IN LOCAL GOVERNMENT MINISTRY

152. **Qazi Abdul Quddus Rajar:** Will the Minister for Local Government and Rural Development be pleased to state:

(a) whether it is a fact that some posts of Naib Qasids were advertised by the Ministry, in 2003;

(b) whether it is also fact that all the posts of Naib Qasids and Chowkidars have been filled from the candidates hailing from NWFP; if so, the reasons thereof; and

(c) the number of candidates who applied for the said posts alongwith the names, addresses and place of domicile who were called for

interview and names addresses and place of domicile of candidates who were appointed/selected for the said posts indicating also the date of interview and date of appointment?

Reply not received.

SOLID WASTE MANAGEMENT IN CHAKLALA CANTONMENTS (PINDI)

153. **Mr. Zamurd Khan Advocate:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that there is no proper mechanism for accumulation and disposal of filth waste in Chaklala and Rawalpindi Cantonments; if so, the reasons thereof; and

(b) whether it is also a fact that in Bhata Qila Dhoke Gujran alongside the Hajj Complex (Madina-tul-Hajjaj) in Rawalpindi Cantonment filth is being deposited for the last many years; if so, whether there is any proposal to shift this filth-waste to some proper place; if so, when; if not, the reasons thereof?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) It is an admitted fact that at present there is no proper system for dumping of solid wastes in Rawalpindi/Chaklala Cantonment Boards area of jurisdiction. The system of solid waste management and development of land fill site as per modern day requirements is a cost intensive exercise for which Rawalpindi/Chaklala Cantonment Boards do not have any local means, however Govt. is being approached to provide the requisite resource for land acquisition for the said purpose.

(b) Yes, there exists a proposal to shift existing land fill site from Dhoke Gujran to a far off location towards south as the said site is now located in the close proximity of local populace and has become environmental hazard. To accomplish this task, a strenuous exercise is being carried out to find the new site with the administratively viable distance. This exercise may consume considerable time as Rawalpindi/Chaklala Cantonment Board would require funding from the Federal Government for land acquisitions for which a case is being moved.

FACILITIES AT CHAK JHUMRA RAILWAY STATION

154. **Sardar Bahadar Ahmad Khan Sihar:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) the detail of the facilities being provided to the passengers at Chak Jhumra railway station at present; and

(b) the details of the expenditure incurred on providing the facilities and funds released by the Government to upgrade the facilities during the last five years?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Mehar): (a) All the basic facilities like provision of waiting rooms, waiting hall, electric fans, drinking water, electric water cooler and benches etc. are available at Chak Jhumra Railway Station.

(b) Existing facilities are sufficient for the existing number of passengers as such no funds were allocated during the last five years to upgrade the facilities. It has however, been planned to carry out repairs to foot over bridge during next financial year (2004-2005) at a cost of Rs. 0.208 million.

REHABILITATION OF CHAK JHUMRA RAILWAY STATION

155. **Sardar Bahadar Ahmad Khan Sihar:** Will the Minister for Railways be pleased to state the total funds allocated for maintenance and rehabilitation of Chack Jhumra railway station during the current fiscal year, indicating also, the amount spent so far out of the said funds?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Mehar): The ordinary maintenance of all stations is carried out every year. Chak Jhumra Station is also one of those stations, which are annually attended at an average cost of Rs. 50,000/- to 70,000/-. No funds were allocated for any **major repairs** of this station during the year 2003-2004.

OVER HEAD BRIDGE AT CHAK JHUMRA RAILWAY STATION

156. **Sardar Bahadar Ahmad Khan Sihar:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) whether it is a fact that over-head bridge at Chack Jhumra Railway Station is in a dilapidated condition; and

(b) if the answer to the above (a) be in the affirmative, the time by which the construction of a new over-head bridge will be started?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Mehar): (a) It is correct that the Foot Over Bridge at Chak Jhumra Railway Station is in dilapidated condition and therefore, it was closed last year (2003).

(b) Funds amounting to Rs. 0.208 million have been allocated for this work. Tenders were floated recently but could not be accepted due to high rates. Tenders have been re-invited and will be opened on 18-06-2004. It will take three months to complete the work after acceptance of tender.

SUPPLY OF GAS TO LOCALITIES IN HYDERABAD DISTT.

157. **Pir Syed Fazal Ali Shah Jilani:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal to supply gas to the Chamber Town and Bukera Sharif Taluka Tando Allahyar District Hyderabad; if so, the time by which the gas will be supplied; if not the reasons thereof?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): Presently, no proposal is under consideration to supply natural gas to Chamhar Town and Bukera Sharif Village Taluka Tando Allahyar, District Hyderabad, Sindh as these localities do not meet the criteria of per customer cost approved by the Government.

PROVISION OF MEDICINES TO EMPLOYEES OF POF

158. **Mr. Sabir Hussain Awan:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the medicines are provided to the employees as per their scales in P.O.F. by the hospital under the P.O.F. Wah Cantonment administration;

(b) whether it is also a fact that a proposal is under consideration to deduct Rs. 300 per month from the salaries of the employees for the provision of this facility; and

(c) whether it is also a fact that this facility is not available to the wife of a retired employee?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) Medicines are being provided to the employees Irrespective of their scales by POF Hospital.

(b) No proposal for deduction of Rs. 300/- PM from the salaries of employees for provision of medical facilities is under consideration.

(c) Medical facility is available to the wives of retired POF employees.

SUPPLY OF GAS TO VILLAGES IN MANSEHRA DISTT.

159. **Mr. Tasneem Ahmed Qureshi:** Will the Minister for Petroleum and natural Resources be pleased to state:

(a) the number and names of the surrounding villages of District Mansehra for which supply of Sui gas has been approved;

(b) the number of those villages where gas pipeline has been laid and of those villages where work could not be started despite approval of laying of gas pipeline; and

(c) the time by which the work will be started there and completed?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): (a) The gas company has approved provision of gas supply to village Behali of District Mansehra.

(b) SNGPL has laid its gas network in the following 8 villages during 1993-94 to 1997-98 :—

1. Ghazi Kot
2. Bakhwal
3. Labor Kot
4. Kalgon
5. Lambi Dheri
6. Data
7. Pawo Dheri
8. Rehar

Gas has already been provided to the above villages. The village Behali has recently been approved for gas supply.

(c) The work for laying of distribution network in village Behali would start in the 1st quarter of next fiscal year 2004-05 and is expected to be completed by 31st December, 2004.

PROMOTION OF CAPTAINS IN PIA

160. **Nawab Abdul Ghani Talpur:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) the procedure of promotions of captains in PIA indicating also the composition of promotion Board who approves the said promotions;

(b) the details of last promotions made and the names alongwith their grades of all the promoted captains during the year, 2003-2004; and

(c) the names of all the pilots/captains in PIA alongwith their present seniority and grade?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) Whenever there are vacancies of captains on any equipment, Promotion Board meeting is convened. This board clears the captains for promotion considering the following :—

Professional Eligibility:

Their previous three years route check reports, simulator check reports and no adverse remarks. Those who meet this criteria are considered for promotion as captain.

Remaining Service Criteria:

Cockpit crew who have less then 24 productive months prior to retirement are not considered for promotion to next higher equipment. However, for promotion on Boeing 777 aircraft, the minimum years criteria is extended to 05 years remaining service.

The Promotion Board consists of the following:

1. Director Flight Operations. *Chairman*
2. Chief Pilot Training.
3. Chief Pilot Standards Inspection.
4. Equipment Chief Pilot.

(b) The requisite information is attached herewith as **Annex-A**.

(c) The requisite information is attached herewith as **Annex-B**.

(Answers have been placed in the National Assembly Library)

BOARD OF GOVERNOR IN PAKISTAN RAILWAYS

161. **Nawab Abdul Ghani Talpur:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) the name of the members of the Board of Governors/Directors in Pakistan Railways at present, alongwith their domicile, perks and privileges as well as their tenure and dates of retirement;

(b) the number of new cities connected by Pakistan Railways during the year 2002-2003; and

(c) whether it is a fact that frequencies on Hyderabad-Badin, Hyderabad-Mirpurkhas and Kotri-Sehwan sections have been reduced; if so, the reasons thereof?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Maher): (a) There is no Board of Governors/Directors in Pakistan Railways at present. However there is a Railway Board which consists of Ten members headed by Secretary Railways which includes three Federal Secretaries *viz.* Secretary Finance, Secretary Commerce and Secretary Planning, three private members *viz* Managing Director Pakistan State Oil, Chief Executive Karachi International Container Terminal and President Federal Chamber of Commerce, and three Permanent members *viz* Member Finance, General Manager/Operations and General Manager (Maintenance and Services). Only private members are allowed Hotel charges and Air tickets for the board meetings.

(b) (i) Kasur and Pakpattan have been connected with Karachi by a direct train, namely 37UP/38DN (Farid Express) running between Lahore and Karachi w.e.f. 15-4-2003.

(ii) Qila Sheikupura, Sangla Hill Faisalabad, Gojra, Toba Tek Singh, Shorkot Cantt. and Abdul Hakim have been connected with Quetta by direct train service namely 21-UP/22-DN (Chiltan Express) running between Lahore and Quetta w.e.f. 15-4-2003.

(c) Frequencies of passenger trains on Hyderabad-Badin, Hyderabad-Mirpur Khas and Kotri-Sehwan have not been reduced during the last two years. At present, the following trains are running on these sections.

Hyderabad-Badin (1UP & 1DN = 2 Trains on every Monday

(i) 307-UP/308-DN (Mixed Passenger)

Note:—The daily service was converted into weekly service in view of running in loss *i.e.* not meeting with the running fixed costs of the service.

Hyderabad-Mirpur Khas (9 UP & 9DN = 18 Trains)

(i)	149-UP/150-Down	(Mehran Express)
(ii)	151-UP/152-Down	(Shah Latif Express)
(iii)	153-UP/154-Down	(Thar Express)
(iv)	155-UP/156-Down	(Saman Sarkar Express)
(v)	157-UP/158-Down	(Express)
(vi)	159-UP/160-Down	(Express)
(vii)	161-UP/162-Down	(Express)
(viii)	163-UP/164-Down	(Mirpur Khas Express)
(ix)	305-UP/306-Down	(Mixed Passenger)

Kotri-Sehwan (4 UP & 4 DN = 8 Trains)

(i)	3-UP/4-Down	(Bolan Mail)
(ii)	19-UP/20-Down	(Khushal Khan Khattak Express)
(iii)	165-UP/166-Down	(Qalandar Express)
(iv)	309-UP/310-Down	(Mixed Passenger)

RAILWAY TRACK BETWEEN KASHMORE-KOTRI

162. **Mr. Muhammad Anwar Bhutto:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) whether it is a fact that railway track from Kashmore railway station to Kotri railway station *via* Larkana Sindh, is in dilapidated condition;

(b) whether it is also a fact that said railway track has not been repaired for the last ten years; and

(c) if the answer to (a) and (b) are in affirmative, the reasons therefore and the steps taken or proposed to be taken to repair the same?

Minister for Railways (Mr. Ghous Bux Khan Maher): (a) No. The track between Kashmore Colony Railway station to Kotri Railway stations *via* Larkana Sindh is in satisfactory condition.

(b) & (c) No. The condition of track is satisfactory and regular maintenance is being carried out through available labour and material. 40 KMs sleeper renewal has been carried out during the last 10 years and 20 KM sleepers renewal is in progress.

Ex-FEDERAL SECRETARY PETROLEUM

163. **Syed Nayyer Hussain Bokhari:** Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the date of posting of *Ex*. Federal Secretary for petroleum who has recently retired from service alongwith the details of his total foreign visits during his tenure as Secretary of the Ministry and total expenses incurred on those visits and under which head it were charged?

Minister for Petroleum and Natural Resources (Ch. Nouraiz Shakoor Khan): No *Ex*-Federal Secretary for Petroleum and Natural Resources has retired from service in the recent past from Ministry of Petroleum and Natural Resources.

AWARD OF TAMGHA-I-ISTAQLAL FOR ARMED FORCES

164. **Syed Naveed Qamar:** Will the Minister for Defence be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the President had announced an award for all members of the armed forces recently; if so, the details thereof; and

(b) the emoluments attached to this award alongwith its financial implication, if any?

Minister for Defence (Rao Sikandar Iqbal): (a) Yes, the President had announced an award of Tamgha-i-Istaqlal recently for the personnel of the Armed Forces of Pakistan and Para Military Forces who were on the active list of respective services in recognition of resolve, steadfastness and operational preparedness displayed during the stand off with India from 22nd December, 2001 to 20 December, 2002. Details are at Annex A.

(b) No emoluments are attached to this award.

Annexure-A

GOVERNMENT OF PAKISTAN

MINISTRY OF DEFENCE

*****

Rawalpindi, the 12th March, 2004.

NOTIFICATION

No. F.1/9/D-25/03.— The following warrant is published for general information :—

WARRANT OF INSTITUTION OF TAMGHA-I-ISTAQLAL

WHEREAS the TAMGHA-I-ISTAQLAL is being instituted in recognition of resolve, steadfastness and operational preparedness displayed by the Armed Forces of Pakistan during the stand off with India from December, 2001 to December, 2002;

AND WHEREAS it is befitting that all ranks on the active strength of respective Services and Para Military Forces, during the period from the 22nd December, 2001 to the 20th December, 2002, be conferred TAMGHA-I-ISTAQLAL, for their resolve, determination and professional commitment;

NOW, THEREFORE, in exercise of the powers conferred by sub-section (1) of section 3 of the Decorations Act, 1975 (XLVIII of 1975), the President of the Islamic Republic of Pakistan is pleased to institute and create the decoration designated below :—

1. *Title.*—The Decoration shall be called "TAMGHA-I-ISTAQLAL".

2. *Award of medal.*— All Ranks on the active strength of respective Services and Para Military Forces, during the period from the 22nd December, 2001 to the 20th December, 2002, shall be eligible for the award of the subject medal.

3. *Description.*—(1) The medal shall be round in shape and shall bear on the obverse the Pakistan National Flag, with the word 'Tamgha-i-Istaqlal' in Urdu on the top, and the figure "2002" at the bottom.

(3) On the reverse, the medal shall bear the Pakistan Army insignia on the top, the Pakistan Navy, and the Pakistan Air Force insignias on either sides, with the word and figure "ESCALATION 2001-02" at the bottom in English.

4. *Ribbon.—* The ribbon shall be 3.2 centimeters in width, with three stripes of purple navy, red and light blue colours with green colour stripes in between and on either sides. The four colours of ribbon shall signify the following, namely :—

(a)	Green colour:	Depicts Pakistan
(b)	Red colour:	Depicts Pakistan Army
(c)	Purple Navy colour:	Depicts Pakistan Navy
(d)	Light Blue colour:	Depicts Pakistan Air Force

5. *Miniature.—* A miniature medal of similar metal, design and pattern, shall be worn by the recipients officers of the Armed Forces, on occasions as desired by the respective Services.

6. *Order of wear.—* The medal should be worn on the breast, suspended by a ribbon and it shall be worn immediately after Tamgha-i-Baqa.

7. *Award to be published.—* Every award conferred and cancellation, annulment or restoration thereof shall be published in the concerned Service Order and the name of every person to whom an award is made shall be kept in register.

8. *Cancellation.—* The President of the Islamic Republic of Pakistan may annual the award of 'TAMGHA-E-ISTAQLAL' to the recipients if he is convicted, or is dismissed from the service for misconduct. The fact of annulment shall, in every case, be published in the concerned Service Order.

9. *Restoration.—* The President of the Islamic Republic of Pakistan may restore the award and the fact of restoration shall, in every case, be published in the concerned Service Order.

10. *Qualifying service and eligibility conditions.—* The medal may be awarded to the personnel of the Armed Forces of Pakistan and the Para Military Forces who were on the active list of respective Services during the period from the 22nd December, 2001 to the 20th December, 2002.

[No. F.1/9/D-25/2003.]

LEAVE OF ABSENCE

Leave application.

Mrs. Mehnaz Rafi has requested for the grant of leave from 17th to 20th June. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Mr. Aitzaz Ahsan has requested for the grant of leave from 3rd to 14th June. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Mr. Shabbir Ahmed Khan has requested for the grant of leave for 15th and 16th June. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Syed Amir Ali Shah Jamot, MNA, has requested for the grant of leave from 2nd to 4th June, 2004 due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Mrs. Khurshid Afghan, MNA, has requested for the grant of leave from 16th to 20th June, 2004, due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Dr. Abdul Kadir Khanzada, MNA, has requested for the grant of leave for 11th and 12th June, 2004 due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Sardar Farooq Ahmad Khan Leghari, MNA, has requested for the grant of leave for 15th June, 2004 due to personal engagements. Is leave granted?

The leave was granted.

Mr. Speaker: Maj (R) Tahir Iqbal, Minister of State has informed that he will not be able to attend the National Assembly Session from 7th to 18th June, 2004 due to personal engagements.

For Information.

Mr. Speaker: Mr. Awais Ahmed Khan Leghari, Federal Minister, has informed that he could not attend the National Assembly Session on 15th June, 2004, due to out of station.

For Information.

چوہدری عابد شیر علی: شکریہ جناب سپیکر کل ٹریژری بینچز سے ایک فاضل رکن نے یہ شکایت کی تھی، جناب ڈپٹی سپیکر صاحب بیٹھے ہوئے تھے کہ فاضل ممبران جب گیٹ کے اندر آتے ہیں تو ان کے لئے passes کا مسئلہ ہوتا ہے تو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں اس کا بندوبست کرتا ہوں۔ سر! انہوں نے بہت اچھا بندوبست کیا آج باہر گیٹ پر......

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں آپ کو شاید rules کا پتہ نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے اچھا پوائنٹ raise کیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو پتہ ہے کہ rules کے تحت اسمبلی سیکرٹریٹ سے یا سپیکر چیمبر یا ڈپٹی سپیکر چیمبر سے متعلقہ سوالات ہاؤس میں raise نہیں کیے جا سکتے۔ آپ کی بات کل ڈپٹی سپیکر صاحب نے سنی انہوں نے کہا کہ ہم اس کو دیکھتے ہیں اور کچھ کرتے ہیں۔ تو rules کے تحت یہ بات نہیں اٹھائی جا سکتی۔ یہ صاحب کا کالنگ اٹینشن نوٹس ہے۔ ملک امین اسلم خان صاحب، امان اللہ خان جدون صاحب، محمد طاہر شاہ صاحب، چوہدری شاہد اکرم بھنڈر صاحب، مسٹر عمر احمد گھمن صاحب، یہ پڑھیں گے ملک امین اسلم خان صاحب۔

CALLING ATTENTION NOTICE

Malik Amin Aslam Khan: Thank you Mr. Speaker. I would like to invite the attention of the Minister for Communications to a matter of urgent public importance regarding the fast deteriorating condition of newly built Attock-Sanjwal Road, causing grave concern amongst the public.

جناب سپیکر: brief statement دیں گے منسٹر فار کمیونیکشن۔

RE: DETERIORATING CONDITION OF ATTOCK-SANJAWAL ROAD

جناب بابر خان غوری: جناب یہ جس روڈ کے بارے میں بات ہو رہی ہے تو یہ روڈ منسٹری آف کمیونیکیشن میں نہیں آتی، یہ صوبائی روڈ ہے۔ اور مجھے نہیں پتہ کہ ہمارے فاضل ممبران نے کیوں منسٹری آف کمیونیکیشن کو اس میں address کیا ہے۔ یہ ہماری روڈ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ملک امین اسلم خان صاحب آپ سوال کریں گے۔

ملک امین اسلم خان: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب اس کے بارے میں تھوڑی سی کنفیوژن یہ ہوئی ہے کہ میں نے کل جب یہ ریفر کیا تھا تو I had referred it to Minister for Defence اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ دس کلومیٹر کی سڑک ہے جس کے اوپر دو کروڑ روپے لگایا گیا ہے پاکستان آرڈننس فیکٹری واہ نے جو کہ ڈیفنس بجٹ کے اندر سے پیسہ لگایا گیا ہے۔ اور دو ہفتے کے اندر ہی وہ سڑک جو ہے وہ اکھڑ گئی ہے۔ تو میں نے منسٹر آف ڈیفنس کو address کیا تھا I don't know why it is here to the Minister for Communications.

جناب سپیکر: کمیونیکیشن کا تو پھر یہ نہیں ہے۔ تو اس کو dispos off کر دوں۔

ملک امین اسلم خان: سر! اس کو آپ منسٹر آف ڈیفنس کو refer کر دیں کیونکہ میں نے اسی طرح داخل کیا تھا۔ مجھے پتہ ہے کہ یہ ایک صوبائی سڑک ہے منسٹری آف ڈیفنس کے تحت ایک ادارہ آتا ہے آرڈننس فیکٹری واہ۔ کیونکہ سنجوال کنٹونمنٹ کا ایریا ہے تو انہوں نے اس پر دو کروڑ روپیہ لگایا ہے اور اس کا نام انہوں نے قیوم ایونیو رکھا ہے جو کہ ان کے پرانے MD تھے۔ ان کے نام پر رکھا ہے۔ تو یہ ڈیفنس بجٹ سے پیسہ گیا ہے۔ منسٹری آف ڈیفنس کا پیسہ لگا ہے۔ اور وہ پیسہ وہاں ضائع ہوا ہے۔ اس لئے میں نے یہ raise کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نیا کالنگ اٹینشن نوٹس دے دیں۔ I will see to it میں اس کو دیکھوں گا according to the rules بہت شکریہ۔ یہ dispose of کیا جاتا ہے۔ اب میں item No. 4 لے رہا ہوں۔ کل میرے left hand سے ختم کی گئی تھی debate آج right

hand سے شروع کرانا ہے۔ ذوالفقار ڈھلوں صاحب۔ ڈھلوں صاحب میری ایک request ہے
آپ سے اور فیصلہ بھی ہوا ہے کہ کوشش کریں کہ دس منٹ میں اپنا موقف بیان کر دیں۔ شکریہ۔

GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR THE YEAR 2004-05

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, I am grateful to you for calling me to the mike. I commence by congratulating the Finance Minister and his team of economic managers and planners for achieving what they have described to us as economic sovereignty. Sir, for long long years, we know that our economy had been in the straglehold of the IMF, which Sir, in this part of the world we nostalgically remember as East India Company, though in modern form. Sir, as a consequence of this economic dependency, Pakistan's foreign policy also remained hostage to powerful countries' geopolitical interests, because it is truism, as they say, you can't hold your head high with hands stretched out.

Also, Sir, not only for economic reasons but also for defence requriement purposes we had to remain very flexible and respectful to important western concerns. So to meet these two critical needs that is to boost our development and to meet our defence needs, we were almost dependent on others.

Sir, at this point of time if we have achieved economic sovereignity and we are all aware that Pakistan has already acquired autary in defence requirements. So when you combine the two important requirements, this should give us a great sense of self-respect and confidence as a great Pakistan nation. This, to my mind, is truly a very significant milestone that has been reached in our otherwise very chequered national history.

Now Sir, I also suggest and feel that this is the time that we should launch our quest for forging our national identity as a proud Pakistani nation. Sir, much to the disconcert of some of our friends, I would say to nation is truly beholden to President Pervez Musharraf for turning this elusive mirage to concrete reality. And may I say Well-done President Pervez Musharraf.

Sir, Economic Survey that preceded the budget announcement seems to have given the economy a very robust bill of health. As someone has said that budget is nothing, it is just a method of worrying before spending money as well as after. And I think Mr. Shaukat Aziz can perhaps relax and feel conforted in the fact that the money provided for under the last budget has been well spent, otherwise this improvement in our economy would not have been possible.

Sir, also a growth rate of 6.4% in the GDP as it is laudable but it also means that unless very transparent and honest financial management measures were adopted, the money would not have been well-spent. Add this point to the fact that transparency in financial management and honesty in expenditures is very critical for our development. And I would say that this improvement in the GDP is all the more significant since it has taken place without any visible and significant affect on the improvement of our human capital.

Sir, this growth highlights one more important lesson: lack of transparency in financial management and honesty in expenditure is like a candle without a flame. To the Finance Miniser, I would suggest that he should worry less about spending money and more about fine tuning the methods and procedures to make the whole process more transparent and honest. And I sincerely belive that if he succeeds in these measures, he will get a percentage point increase in the GDP alone on this account.

Sir, when I look a this growth rate, it fills my heart with two emotions: one of envy and another of anguish. Envy for those Asian nations who did not possess any economic capacity of any sort and started development far behind us. Today, Sir, their *per capita* income or their GDP is over a trillion dollar each, and depending upon the size of the country their *per capita* income is between 5000 to 10,000 dollars. I believe that they owe their prosperity to dedication and honesty of their political leadership, and they were perhaps also wise in catching the two economic growth boom cycles that passed Asia between early 70s and late 80s.

Sir, unfortunately, Pakistan was hit by economic sandstorms about the same time. It lasted in varying intensities until 99. It even

became thick and ominous form 88 onward. And it turned the country into an economic desert dotting the entire economic landscape with sand dunes. And when it finally cleared, it left us licking our wounds in poverty. Sir, who is responsible for this?

جناب سپیکر: Kindly ذرا وائنڈ اپ کرنے کی کوشش کریں۔ you are very much relevant but I have constraints of time.

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, I have not yet started. For God sake, be little considerate because last time when I was speaking on the budget, I had hardly started when I was cut down.

جناب سپیکر: I am sorry یہ indication دی جاتی ہے تا کہ پتہ چلے کہ ٹائم تھوڑا رہ گیا ہے۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, who is responsible for this? I think those who are shedding the crocodile's tears on poverty the most. The pity is that we cannot even take revenge. Sir, between PP or People Party and Muslim League (N), they produced twelve national budgets. Can they point out even one budget, one budget even out of those twelve, which is pro-poor, pro-farmer, por-growth, pro-development, pro-human resource development, for that matter pro-anything, but pro-rich. Fortunately, they cannot deceive anyone. Their deeds are hunting them all the time.

Sir, between these two, they contracted 30 billion dollars of our national debt. And that is out of 38 billion dollars total liability. And also the economists say that during this period your economcy suffered daily hamorrhage of 30 to 40 million dollars.

Sir, making our national budget is a very very complex thing. It is as complex as that of a ten member urban family with rupees five thousand income. That means you cut down on one critical need to provide for the other. The process then multiplies and unfortunately at the end, every need remains unsatisfied. if anything, the Finance Minister deserves appreciation that without losing sight of the strategic direction of the economy, that is growth and development, he has spread the economic benefits to all the sectors of the economy as well as to all the segments of the society.

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب points آپ please بتا دیں، بارہ تیرہ منٹ ہو گئے ہیں۔ آپ کی۔

بریگیڈیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں: سر ابھی I don't want to quarrel with you.........

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں بہت relevant آپ بول رہے ہیں I am sorry لیکن out لگانا پڑتا ہے۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: And whenever you commanded me to sit down, I obeyed you.

جناب سپیکر: چلو! ٹھیک ہے۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: So, kindly bear with me for some time.

جناب سپیکر: مہربانی آپ کی، جلدی کریں۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, if certain sectors have not received, as much as hoped for, then Sir remember the constraints of family with five thousand rupees monthly income.

Sir, I would suggest that while debating this budget in this House, the members should be more open-minded, because we are debating a national budget, they should not take it in the form of political antagonism because it is for every Pakistani. And then this Government is very open-minded. It welcomes all suggestions, good suggestions. We like to benefit. This is what the Prime Minister last night was saying also. And I would suggest that let's produce more light than heat in our debate.

Sir, I have eight items on which I would like to speak briefly. First is the Agriculture. Sir, this is the only economic sector which has both forward and backward linkage. Backward, it alleviates poverty and raises the standard of living of sixty to sixty five percent of our population, dependant on agriculture. Forward, it boosts our industrial production and exports. Sir, wise course would be to invest heavily in agriculture until our industry achieves

50 percent share in our GDP. And that of agricülure, is down to fifteen percent. Until then, it would be a wise policy to keep investing heavily for years to come in agriculture.

(At this stage the Speaker vacated the Chair which was occupied by Madam Chairperson, Ms Bushra Rehman).

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Another important aspect that I would like to speak on is privatisation. Everybody says, I am not an economist, but everybody says, it is a wise economic sense and good wisdom. Must be Sir. I believe it must be pursued vigorously but intelligently. In my view, sensible policy should be that we should disinvest our assets to our nationals. Don't sell your family silver to outsiders. It can lead to problems, very serious problems later on. We would welcome all foreign investments in high and technological products, rather than handing over our most scarce natural and energy resources to others. My recommendation is that we should offer them multiple-contracts and those multiple contracts are that you re-imburse their cost of investment and cost of production and attain the physical control of the product yourself. However, this is a subject on which I would suggest that this House should have an exhaustive debate because it concerns the future of Pakistan and future of our generations.

The third subject on my list is Zakat. Sir it was conceived as a very good poverty reduction measure, but unfortunately, the way it is practiced, I am speaking from the reeiver's endpoint, that it is totally chaotic and riddled with corruption. And believe me Sir, it is benefiting no one. My suggestion is, let's spend these funds wisely on the poor. Open technical institutes where poor boys and girst receive technical knowledge and education and skills. And also fund the medical treatment of very poor in the hospitals.

Sir, poverty is another important subject. My view is, as a public representative, as I have analysed and seen in my constituency also, the causes of poverty are more social and less economic in our society.

جناب چیئرپرسن: ڈھلوں صاحب! میں آپ کو interrupt نہیں کرنا چاہتی لیکن آپ

try to wind up your speech Sir.

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: You are my neighbour, have some, you know, consideration for neighbourhood.

جناب چیئرپرسن: آپ وائنڈ اپ کریں۔ آپ اپنے ٹائم سے زیادہ وقت لے چکے ہیں۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: No no, I have not as yet started......

(نواب محمد یوسف تالپور کی طرف سے مداخلت)

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Talpur Sahib you are the one who are jumping up and down all the time. Talpur Sahib, you are jumping up and down all the time, I stand only very occasionally.

جناب چیئرپرسن: آپ تشریف رکھیے۔ آپ interrupt نہ کیجئے۔ آپ تشریف رکھیے۔ میں نے پہلے ہی وائنڈ اپ کرنے کے لئے کہہ دیا ہے لیکن آپ تشریف رکھیئے۔ وہ وائنڈ اپ کر رہے ہیں۔ جی

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Madam, drugs, corruption, poor education and poor health are the major causes of poverty. Lessen these and remove these evils and your poverty will evaporate from the society. Madam, law and order is another very important aspect of our life. Now, this is an issue where I regard the crimes related to terrorism fall totally and entirely in different realm. They are crimes against the sovereignty of our nation. I am talking of crimes against the society, against the individual. Madam, we have crimes, I believe very strongly only because we have police. You don't have police, you will not have crimes. That is the view of the population.

And our system of justice in this country is totally decayed. This is beyond reforms. I suggest we have a national debate and come up with indiginous solution to these problems.

Education, Madam, I suggest, our major problem in education is only upto high school level. Across the nation, the main problem in education is how to put the teachers back in the classroom.

Interruptions

جناب چیئرپرسن: آپ سب لوگ انہیں interrupt نہ کریں۔ میں یہاں موجود ہوں۔ دیکھئے جو طریق کار ہے وہ نہیں بدلا جائے گا۔ آپ بیٹھئے تشریف رکھیئے۔

(Interruptions)

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Madam, they wasted more time in disturbing the House than I am doing in speaking.

جناب چیئرپرسن: بریگیڈیئر صاحب آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔ مہربانی کر کے ایک منٹ میں ختم کریں اور جو طریق کار ہے وہ بدلا نہیں جائے گا اور ہاؤس میں کوئی شور نہیں مچایا جائے گا۔ میں سب دیکھ رہی ہوں اور سن رہی ہوں۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: This time of disturbance must be on your account, on the referee, and not on my account. This is the rule of the game. So, let's put the teachers back in the class room, not physically alone, but in competence and dedication, because this is one job in the world, remember, this is one job in the world that nobody can do without total commitment and you know, honest dedication.

جناب چیئرپرسن: بس آپ دو تین فقروں میں اپنی بات مکمل کیجئے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی ڈھلوں: میں جی رائٹر نہیں ہوں۔ میں بالکل رائٹر نہیں ہوں۔ نہ میں فلسفہ نگار ہوں I have been a plain soldier and I believe in speaking what I speak. Alright, Defence is the last one. One more item. Madam let me tell you, your armed forces are respected for the professionalism in the world. Even your enemy fears them and respects them. You are spending……

محترمہ چیئرپرسن: بریگیڈیئر صاحب بہت شکریہ۔ آپ نے بات باتیں کر لی ہیں۔

Brig. (R) Zulfiqar Ahmad Dhillon: You are spending only rupee and a half for every ten rupee India is spending on Defence. You are getting Defence on the Cheap.

محترمہ چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ میں دوسرے سپیکر کو بلانے لگی ہوں۔ آپ تشریف رکھیئے۔ آپ کو بہت ٹائم ملے گا پھر بھی باتیں کرنے کا، تشریف رکھیئے۔ اب میں

جناب محترم قاضی حسین احمد صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ اپنے خیالات عالیہ سے سرفراز فرمائیں۔

قاضی حسین احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئر پرسن صاحبہ۔ بجٹ کا اجلاس اور بجٹ کی تقریر یہ پارلیمنٹ کی سب سے اہم activity ہے۔ اور یہ پارلیمنٹ کی sovereignty کی علامت ہے کہ حکومت جو بھی ٹیکس لگاتی ہے اس کے اوپر عوام کے نمائندوں کی بالا دستی اور اس کا اختیار ہے۔

(مداخلت)

محترمہ چیئر پرسن: میں فاضل اراکین سے درخواست کروں گی کہ قاضی صاحب کو interrupt نہ کیا جائے اور ایک یہ ناپسندیدہ رسم نہ شروع کی جائے۔ آپ جناب اپنی اپنی سیٹوں پہ تشریف رکھیے اور interrupt نہ کیا جائے قاضی صاحب کو۔

جناب چیئر پرسن: میں فاضل اراکین سے درخواست کروں گی کہ آپ اس قسم کی آوازیں نہ لگائیں ہاؤس میں، آوازیں نہ لگائیں ہاؤس میں آپ اس طرح کی۔

آپ آوازیں نہ لگائیں۔ شور نہ مچائیں۔ آپ لوگ بیٹھیں۔ قاضی صاحب آپ شروع کریں جناب۔ اس قسم کی آوازیں لگانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ یہ ناشائستگی کی علامت ہے۔ یہ تو بڑا شائستہ ہاؤس ہے۔ اور آپ ادھر ادھر سے آوازیں نہ لگائیں اور ایک محترم ہستی تقریر کر رہی ہے۔ کچھ تو خیال کریں اس بات کا۔

قاضی حسین احمد: شکریہ جناب چیئر مین پرسن صاحبہ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ پارلیمنٹ کو جو اختیار حاصل ہے آمد و خرچ پر، یہ بجٹ اجلاس اور یہ جو اس وقت کارروائی ہو رہی ہے یہ اس کی علامت ہے۔ بدقسمتی سے چیئر پرسن صاحبہ ہمیں جو نظام ورثے میں ملا ہے اس میں سے بہت ساری چیزیں اس پارلیمنٹ کے اختیار سے بھی باہر رکھی گئی ہیں۔ مثلاً صدر اور وزیر اعظم ہاؤس کا

جوحساب ہے وہ تو یہاں پیش ہو جاتا ہے۔لیکن ہم اس میں ردوبدل نہیں کر سکتے۔ یہ ہمارے اوپر قدغن ہے۔اور میں کہتا ہوں اس کو تبدیل ہونا چاہئیے ۔ پارلیمنٹ کو اختیار ہونا چاہئیے کہ وہ ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم کے اخراجات میں ردوبدل کر سکے۔اسی طریقے سے جناب چیئرپرسن صاحبہ! یہ قدغن، یہ کہ ہم دفاع کے بجٹ کی تفصیلات نہیں مانگ سکتے اور اس کا حساب نہیں کر سکتے۔یعنی ہم بہت بڑا اپنا حصہ اپنا پیٹ کاٹ کے اپنی افواج کو دیتے ہیں، دفاع کے لئے دیتے ہیں۔اور یہ معلوم کرنا ہمارا فرض ہے اور ہمارا حق ہے کہ وہ کس طریقے سے خرچ ہوتا ہے۔کیا وہ جو بجٹ ہم ان کو provide کرتے ہیں واقعی دفاعی ضروریات کے لئے خرچ ہوتا ہے یا وہ بجٹ دو دشمن کے خلاف استعمال ہونے کے لئے ہے وہ اپنی ہی قوم کے اوپر صرف ہوتا ہے اور اپنی قوم کو گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جناب چیئرپرسن صاحبہ! اس ایوان کو یہ اختیار واپس ملنا چاہئیے کہ وہ افواج کے دفاعی بجٹ کی تفصیلات معلوم کر سکیں۔ورنہ اگر اس کے اوپر کوئی نگرانی نہیں ہوگی تو فوج میں corruption پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ فوج کے لئے اور دفاع کے لئے انتہائی مضر اور بہت سخت نقصان دہ ہے کہ اس کے اوپر کوئی نگرانی نہ ہو۔اس کی آمد و خرچ کا کوئی حساب نہ ہو۔بغیر حساب کے جو بھی پیسہ کسی کو ملتا ہے وہ اس کو corrupt کرنے کا باعث ہوتا ہے۔اس لئے یہ افواج کے حق میں ہے اور افواج کے مفاد میں ہے کہ وہ اس ایوان کی طرف یہ حق واپس لوٹا دیں اور یہ ایوان وہ حقوق واپس حاصل کرے جس سے اس کو محروم رکھا گیا ہے۔ جناب چیئرپرسن صاحبہ! بنیادی ضرورت اس بات کی ہوتی ہے۔اچھا بجٹ وہی ہوتا ہے کہ جس سے ملک کی اکثریت اور ملک کے غریب اور ملک کے مزدور، ملک کے کسان، ملک کا محروم طبقہ جس سے خوش ہو جائے، جس سے مطمئن ہو جائے کہ ہمارے لئے کسی نے کچھ کیا ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدترین ولیمہ وہ ہے جس میں محروم اور مسکین کا حق نہ ہو۔ یہ بدترین ولیمہ ہے جس سے

ایک مزدور، کسان کو اس میں کچھ بھی نہیں ملا۔ پورے بجٹ میں جب عام آدمی پوچھتا ہے جی آٹا کیا سستا ہو گیا ہے۔ کیا علاج کے لئے ہمارا کوئی انتظام ہو گیا ہے، کیا گھی اور ایندھن سستا ہو گیا ہے، کیا ہمیں کوئی ریلیف ملا ہے، کیا مہنگائی میں کوئی کمی آئی ہے۔ کیا ہماری جو غریب مزدور کسان ہے اس کی آمدنی میں کوئی اضافہ ہوا ہے۔

جناب چیئر پرسن صاحبہ! اس بات کی ضرورت ہے کہ اس بجٹ میں اس کی گنجائش نکالی جائے کہ اس ملک کا جو محروم طبقہ ہے جو اس کا غریب طبقہ ہے اس کے مسائل کا کوئی علاج ہو، اس سے حقیقت میں کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ امپورٹڈ گاڑیوں کی قیمتیں کم کرنے سے عام آدمی کو کیا ملا ہے کتنے لوگ ہیں جو امپورٹڈ گاڑیاں استعمال کرتے ہیں؟ اور ان کی جو ضروریات ہیں ان کا تو لحاظ رکھا جاتا ہے لیکن جو ملک کے مالک ہیں اور جن کے ہم نمائندے ہیں، جن کے ووٹ لیکر ہم آتے ہیں اور جو اکثریت ہے وہ اکثریت یہاں پر محروم ہے، یہ کتنی بری بات ہے کہ نہ ہم یہاں آئے اور نہ ہی ہم نے مطالبہ کیا اس اسمبلی میں بحیثیت ممبر کے ہم نے کوئی مطالبہ نہیں کیا کہ ہماری مراعات میں اضافہ کیا جائے، ہماری تنخواہیں بڑھائی جائیں، ہمارے مطالبہ کے بغیر ہماری تنخواہیں یا مراعات تو تین گنا بڑھا دی گئیں لیکن جب یہاں پر استاد آتے ہیں اور کلرگ آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری تنخواہوں میں اضافہ کر دیں اور وہ زیادہ اضافہ بھی نہیں چاہتے، پندرہ بیس فیصد ۲۵ فیصد اضافہ یا تین چار سو روپے کا پانچ سو کا اضافہ مانگتے ہیں تو ان پر لاٹھیاں برسائی جاتی ہیں۔

ہمارے لئے نمائندوں کے لئے جو قوم کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں تو بغیر مانگے کیا، ہماری انتظامیہ نے یہ کیا اور یہ ان کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ چوری میں شریک کرنے کے لئے نمائندوں کو کچھ رشوت دینا چاہتے ہیں اور اس طریقے سے ان کا منہ بند کرنا چاہتے ہیں، میری گذارش یہ ہے کہ ہم جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم ان لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو آٹے گھی اور علاج، تعلیم اور سر پر چھپر، اس طرح کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ

میرے ڈرائیور نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آٹے کی قیمت میں کوئی کمی آئی ہے، ایک غریب آدمی کی آج بھی یہ ضرورت ہے صرف یہ زبانی بات نہیں ہے، آج بھی ضرورت ہے کہ اس کے بجٹ کا بہت بڑا حصہ اور بہت بڑا بوجھ وہ آٹا ہے اور پھر بجلی میں کمی نہیں کر سکے۔ بجلی کی قیمت کا مژدہ سنایا جا رہا تھا بجٹ آئے گا تو بجلی کی قیمت میں کمی ہوگی اور اس میں ایسی کمی ہوگی کہ لوگوں کو محسوس ہوگی لیکن یہ کمی دس پیسے فی یونٹ یہ بالکل برائے نام کمی ہے اور یہ مذاق ہے اور اس سے بجلی کی قیمت میں کمی نہیں آئی اور لوگوں کا جو ماہانہ بل ہے اس میں ان کو کوئی ریلیف نہیں ملا ہے۔ خوشحالی اسی وقت تسلیم کی جائے گی جب ملک کے غریب لوگوں کو اس میں کوئی حصہ ملے اور ان پر کوئی اثر پڑے۔ اعداد و شمار بتائے گئے ہیں کہ ہم نے ترقی کی ہے۔

جناب چیئرپرسن صاحبہ! میرے پاس بھی اعداد و شمار ہیں جس کے مطابق اس ملک میں زیر کاشت رقبہ میں بھی کمی آئی ہے اور فی ایکڑ پیداوار میں بھی کمی آئی ہے اور خوراک کی سالانہ دستیابی میں بھی کمی آئی ہے۔ میں زیادہ تفصیلات بیان نہیں کرنا چاہتا لیکن میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ۹۸۔۹۹ میں جو گندم کی پیداوار تھی فی کس سالانہ دستیابی تھی وہ کلوگرام سالانہ فی کس وہ ۹۸۔۹۹ میں ۱۴۰ تھی اور ۲۰۰۲۔۲۰۰۳ء میں ۱۱۴ ہوگئی۔ اسی طرح چاول کی جو پیداوار ہے وہ ۹۸۔۹۹ میں فی کس سالانہ کلوگرام کے لحاظ سے ۱۵ کروڑ آبادی کا اگر حساب کیا جائے۔ تو ۹۸ میں ۲۰ کلوگرام سالانہ تھی اور ۲۰۰۲۔۲۰۰۳ میں ۱۷ ہوگئی، اسی طرح دالیں جو ہیں وہ سات کلوگرام سالانہ سے ۶ کلوگرام سالانہ پر آ گئیں اور کھانے والا گھی ۱۲ اعشاریہ ۲۶ سے کم ہو کر ۱۱ اعشاریہ ۹۵ ہو گیا۔ گوشت میں اسی طرح بہت بڑی کمی آ گئی اس کی پیداوار ۱۷ اعشاریہ ۸ کلوگرام سالانہ فی کس سے کم ہو کر ۱۴ اعشاریہ ۵۶ کلوگرام سالانہ ہوگئی۔ جناب والا! اس طریقہ سے ہم جو ہمارا cultivable waste ہے زراعت میں جو زیر کاشت آ سکتا ہے لیکن زیر کاشت نہیں آیا اس میں بھی اور زیادہ اضافہ ہو گیا ہے اور بہت زیادہ زمین جو ہے وہ ضائع ہوگئی وہ زیر کاشت آ سکتی تھی لیکن زیر کاشت

نہیں ہے۔اسی طرح جو ہمارا زیر کاشت رقبہ ہے، گندم کا بھی چاول کا بھی سب اس میں کمی آئی ہے اور فی ایکڑ پیداوار بھی مسلسل کمی آئی ہے ۔ اس طریقہ سے زراعت ignored ہے اور زراعت ہی پر ہماری قومی معیشت کی بنیاد ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ inputs کو سستا کر دیا جائے ، کھاد میں ایک کھاد DAP میں کمی کا اعلان کر دیا گیا ہے لیکن وہ کھاد جو ڈی اے پی ہے وہ بہت کم استعمال ہوتی ہے، زیادہ لوگوں کی جو ضرورت ہے وہ یوریا ہے اور وہ ایمونیم سلفیٹ ہے nitrogen based کھادیں ہیں۔

جناب والا! اسی طریقہ سے بجلی زراعت کی ایک بنیادی ضرورت ہے، ڈیزل زراعت کی ضرورت ہے، اور اس کی قیمت میں کوئی کمی نہیں آئی اس طریقہ زراعت کو بالکل ignore کر دیا گیا۔ ہے ایک پیکیج تو دے دیا گیا ہے پرویز مشرف صاحب کی طرف سے پہلے ہی زراعت کے لئے پیکیج کا اعلان ہوا لیکن اس طرح کے پیکیج بہت پہلے بھی announce ہوتے رہے ہیں لیکن اصل ضرورت ان packages پر عمل کرنے کی اور ان کی نگرانی کرنے کی ہے جو ۵۷ سال میں یہاں نہیں ہوا۔ ہمارا ملک زرعی لحاظ سے خوشحال ملک بن سکتا ہے۔ ہمارا ملک اجناس ایکسپورٹ کرنے کے قابل بن سکتا ہے ۔ ہم گندم ایکسپورٹ کر سکتے ہیں لیکن بد قسمتی سے ہم گندم کے امپورٹر بن گئے ہیں اور اسی طریقہ سے ہم بہت بڑی مقدار میں چاول ایکسپورٹ کرتے تھے لیکن چاول کی پیداوار میں بھی کمی آگئی ہے، کپاس کی پیداوار میں بھی کمی آگئی ہے۔

جناب والا! جس نظام معیشت کی ہمیں ضرورت ہے اس کی بنیاد یہ ہونی چاہئیے کہ ملک میں ایک اخوت کا نظام ہو۔ ملک میں بھائی چارے کا نظام ہو، یہاں کوئی محروم نہ رہے، یہاں غریب اور امیر میں تفاوت کم سے کم ہو جائے اور یہاں پر لوگوں کو اپنی محنت کا ٹھیک پھل ملے لیکن اس سلسلہ میں ہم نے کوئی انقلابی بنیادی اقدامات نہیں کئے ، یہ بنیادی طور پر ایک سرمایہ دارانہ نظام ہے اور اس میں بنیادی طور پر سرمایہ ہی کی اہمیت ہے اور اس میں محنت کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

محنت کی اہمیت کو تسلیم نہیں کیا گیا، ہمارا کسان اور ہمارا مزدور سولہ سولہ گھنٹے سخت گرمی اور سخت سردی میں کام کرتا ہے یہ آپ کو بھی معلوم ہے اور ہمیں بھی معلوم ہے کہ سولہ گھنٹے کی محنت کے باوجود وہ اپنے بچوں کا پیٹ نہیں پال سکتا۔ دو وقت کا کھانا وہ ٹھیک طریقہ سے اپنے بچوں کو مہیا نہیں کر سکتا۔ تعلیم سے محروم ہے، ہماری ۵۰ فیصد آبادی ناخواندہ ہے اور یہ ہمارے لئے باعث شرم ہے کہ دنیا میں اس وقت جب کہ اندھے بھی پڑھ رہے ہیں، گونگے بھی پڑھ رہے ہیں اور کوئی بھی محروم نہیں ہے، اس وقت بھی ہمارا جو ذہین طبقہ ہے ہمارے جو ذہین بچے ہیں وہ لکھنے پڑھنے کی نعمت سے اور اس کے لطف سے محروم ہیں اور علم کے حصول کا جو بنیادی ذریعہ ہے، لکھنا اور پڑھنا وہ صلاحیت اور وہ مہارت ان کو حاصل نہیں ہے۔

جناب چیئر پرسن صاحبہ! اسی طریقہ سے علاج کی بات ہے، ہمارے ملک میں علاج کی اتنی بری حالت ہے کہ بنیادی سہولتیں نہیں ہیں، مستند ڈاکٹرز نہیں ہیں، اور لوگ جو ہیں دم درود پر یا عاملوں پر اور نجومیوں پر اور مختلف قسم کے جو quacks ہیں اور جو quackery ہے اس کے اوپر ان لوگوں کا انحصار ہے، بجائے اس کے کہ ان کا سائنٹفک علاج ہو اور ان کو ٹھیک طریقہ سے کسی ڈاکٹر کے مشورہ کی سہولت حاصل ہو وہ بیچارے ان سہولتوں سے محروم ہیں۔ اس میں تعلیم کی کمی کو بھی دخل ہے اور اس میں لوگوں کی جو بے بسی ہے اور ان کی معاشی پسماندگی ہے اس کا بھی دخل ہے۔ ہر گاؤں میں جہاں آپ چاہئیں چلے جائیں تو مختلف علاجوں اور بیماریوں کی تشہیر ہوتی ہے اور ساری دیواریں ان سے بھری ہوتی ہیں۔ ایک استحصالی طبقہ ہے جو لوگوں کی محرومیوں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ان کا استحصال کرتا ہے۔ ان کی بے علمی سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ہر جگہ ایک quack بیٹھا ہوا ہے جو علاج دینے کی بجائے لوگوں کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر اور زیادہ لوگوں کو اندھیروں کی طرف دھکیلتے ہیں۔

جناب چیئر پرسن صاحبہ! ابھی مجھ سے پہلے جو تقریر ہو رہی تھی حکومتی بینچوں سے انہوں نے تعلیم کی کمی کا رونا رویا انہوں نے علاج کی سہولتوں میں کمی کا رونا رویا، انہوں نے زراعت کو

بالکل ignore کرنے اورنظر انداز کرنے کی بات کی، انہوں نے اس ملک کی تمام خرابیوں کی بات کی لیکن وہ حکومتی بینچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے تجویز نہیں دی کہ اس کے لئے کیا اقدامات ہونے چاہئیں۔ کس طریقہ سے ان تمام خرابیوں کو دور کیا جاسکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ایک ایسا نظام نہ ہو جس کی بنیادی ترجیح ہی یہی ہو کہ غربت ختم ہو جائے اور محرومی ختم ہو جائے۔ ترجیح یہ ہو، اور اس ترجیح کے لئے ہمیں زراعت کی طرف بھی توجہ دینی چاہئیے۔ کاٹیج انڈسٹری کی طرف توجہ دینی چاہئیے، ہاتھ سے تعلیم کی طرف توجہ دینی چاہئیے، ہمیں اپنے جو لوگ ہیں ان میں skill بڑھانے کے لئے جو ہمارے پاس سب سے بڑا resource ہے وہ ہیومن ریسورس ہے۔ اس کو ڈولپ کرنے کے لئے اس کو زیادہ ماہر اور skilled بنانے کے لئے اس کو زیادہ بہتر manage کرنے کے لئے اس کو منظّم کرنے کے لئے اس کو بیدار کرنے کے لئے اور جناب والا سب سے زیادہ اہم معاشی ترقی کے لئے بھی امن وامان کی صورتحال اور سیاسی استحکام ہے۔ سیاسی استحکام میں ہم ناکام ہوئے ہیں۔ آمرانہ نظام حکومت سے کبھی بھی سیاسی استحکام قائم نہیں ہو سکتا۔ ہماری فوج کی یہ سوچ غلط ہے کہ سیاست دانوں کی بجائے فوج سیاسی استحکام لاسکتی ہے یا ملک میں امن وامان قائم کرسکتی ہے، امن وامان کا قیام اس کے ذریعہ سے سیاستدان ہی کر سکتے ہیں اور سیاسی استحکام سیاستدان ہی لوگوں کو دے سکتے ہیں، سیاستدانوں کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے کی بجائے سیاست کو کرپشن سے پاک کرنے کی ضرورت ہے، سیاسی جماعتوں کی زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے، سیاسی جماعتوں کو زیادہ بہتر مواقع دینے کی ضرورت ہے اور سیاسی جماعتوں کے لئے بہتر مواقع اور بہتر استحکام کا طریقہ یہی ہے کہ ان پر اعتماد کیا جائے اور اقتدار انہی کے حوالے کیا جائے اور بار بار فوجی مداخلت نہ کی جائے اور فوج اپنے آپ کو عقل کل نہ سمجھے۔

جناب چیئر پرسن صاحبہ! اگر ہم امن دیں سکیں۔ اگر ہم سیاسی استحکام دے سکیں، ایک رف اندازے کے مطابق، ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت پوری دنیا میں دو ہزار بلین ڈالر موجود ہے جو investment کے لئے کوئی مستحکم جگہ تلاش کرنے کے لئے بالکل تیار پڑا ہوا ہے جو بھی

مستحکم investment کے لئے پرامن ماحول اگر ہم مہیا کر سکیں تو دو ہزار بلین ڈالر دنیا کے اندر float کر رہا ہے اور اس انتظار میں ہے کہ ان کو کہیں investment کی اچھی جگہ ملے۔

جناب چیئر پرسن صاحبہ! یہ استحکام سیاسی جماعتوں کے ذریعہ سے ہی آ سکتا ہے، یہ فوج کے ذریعہ سے نہیں آ سکتا۔ اور جناب چیئر پرسن صاحبہ! ایک اور چیز جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ شفافیت ہے۔ گورنمنٹ بینچوں کی طرف سے بھی کرپشن کا رونا رویا جاتا ہے کہ کرپشن ہے waste ہے، ضائع ہو رہی ہیں قوم کی دولت، ابھی میں ایک جگہ سے آ رہا ہوں وہ صوبہ سرحد میں ایک سکول اور کالج کا افتتاح کر رہا تھا، چھ کروڑ روپیہ کی مشینری وہاں پر بالکل سڑ رہی ہے اور زنگ آلود ہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں ہے کوئی والی وارث نہیں ہے، جس طریقہ سے کوئی والی وارث نہ ہو، اس طریقہ سے اربوں روپے کی مشینری وہ کسٹم والوں کے پاس اور پورٹ پر پڑی رہ جاتی ہے۔ جو بھی سرکاری چیز ہے اس کو اس طرح سے سمجھا جاتا ہے کہ جیسا کہ یہ لاوارث ہے۔ waste فضول خرچی، اور بہت بڑے پیمانے پر کرپشن اس کا وہاں سے بھی رونا رویا جاتا ہے اور یہاں سے بھی رونا رویا جاتا ہے، لیکن اس کی ذمہ داری تو حکومت کے اوپر ہے کہ وہ اس کا انتظام کرے۔ اسی طرح چیزیں شفاف نہیں ہیں، حبیب بینک ابھی privatize ہوا ہے لوگوں کو اطمینان نہیں ہے کہ وہ شفاف طریقے سے ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں گھپلا کیا گیا ہے۔ اس لئے privatization شفاف ہونی چاہیئے، لوگوں کے سامنے ساری معلومات آنی چاہیں کہ کیا انہوں نے واقعی ٹھیک طریقہ سے کیا ہے، ایک بہت بڑا ادارہ تھا حبیب بینک اور ساری دنیا میں اس کے assets پھیلے ہوئے ہیں اور ان تمام assets کو ایک ایسے گروہ کے حوالے کرنا جن کی ڈور اور کنکشن بیرون ملک ہیں جو اندرون ملک کی بجائے باہر کی طاقتوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں، تعلیم کو ان کے حوالے کرنا sensitive اداروں کو ان لوگوں کے حوالے کرنا جو غیر ممالک میں ہیں ان کے تابع

ہیں ، یہ ہماری قومی مصلحت اور قومی مفاد میں نہیں ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گذار ہوں۔آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اور وقت کی پابندی کرتا ہوں وآخرالدعوٰنا عن الحمدللہ رب العالمین۔

محترمہ چیئر پرسن: بہت شکریہ قاضی صاحب۔پیشتر اس کے کہ میں محترمہ مہناز رفیع صاحبہ کو دعوت دوں میں ایک بات آپ کی خدمت میں کہنا چاہتی ہوں کہ میرے پاس چٹیں آ رہی ہیں لیکن میرے پاس ایک لسٹ ہے جو پہلے سے انہوں نے دی ہے اور وہ ذہنی طور پر تیاری کر کے آئے ہیں اس لئے اگر کوئی پہلے تقریر کرنا چاہتا ہے تو اس کو خود اس فاضل رکن سے جا کر استدعا کرنی چاہیئے۔ مجھے چٹھیاں نہیں بھیجنی چاہئیں،

؎ یہ کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

میں تو اس اصول کے مطابق کام کرونگی۔اب میں محترمہ مہناز رفیع صاحبہ سے درخواست کرونگی کہ وہ تقریر کریں۔

مولانا عبدالاکبر: پوائنٹ آف آرڈر......

محترمہ چیئر پرسن: No point of order بیٹھیں تقریروں کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا بعد میں آپ کو وقت دیا جائے گا۔اگر interrupt نہ کریں۔محترمہ آپ تقریر کریں۔

بیگم مہناز رفیع: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

؎ مانا کہ اس چمن کو ہم گلزار نہ کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گذرے جدھر سے ہم

(change ... indentation)

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیرخزانہ جناب شوکت عزیز صاحب کو ایک متوازن اور حوصلہ افزا بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد دیتی ہوں۔وزیراعظم میر ظفراللہ جمالی صاحب ان حالات میں اتنا اچھا بجٹ لیکر آئے وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔اس بجٹ سے زرعی اور صنعتی ترقی کی راہ ہموار ہوگی۔کاروباری سرگرمیوں کے بڑھنے کے چانسز ہونگے، بیروزگاری اور

غربت کا خاتمہ ہوگا جس کا ذکر ابھی میرے، معزز رکن نے آپ کے سامنے کیا ہے۔ یہی وہ طریقے ہیں جن سے بیروزگاری اور مہنگائی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ میں یہاں چوہدری شجاعت صاحب کی تعریف کیے بغیر بھی نہیں رہونگی۔ جناب سپیکر، چوہدری شجاعت صاحب نے پہلی دفعہ اس ملک کی تاریخ میں پارٹی کی طرف سے تجاویز وزیر خزانہ تک پہنچائیں اور وزیر خزانہ صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنے بجٹ میں ان کو جگہ بھی دی ہے۔ میں وزیر خزانہ کی خاص طور پر شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری دو تجاویز کو قابل قبول سمجھا ایک نیشنل سیونگز میں پینشنرز اور بیوہ خواتین اور senior citizens کو دس لاکھ تک کی مراعات دی گئی تھی اسے بڑھا کر بیس لاکھ کر دیا ہے اور اس پر سے with-holding tax بھی ختم کیا گیا ہے۔ یہ وہ عام اور common آدمی ہیں جن کا ذریعہ آمدنی یہی نیشنل سیونگز ہی ہیں اور جس کی آمدنی میں ان کا اسوقت اضافہ ہوا ہے۔ یہ بڑی خوش آئندہ بات ہے مگر اس وقت ہمارے وزیر خزانہ یہاں موجود ہیں، میں ان سے درخواست کرتی ہوں کہ میری ایک تجویز اور بھی تھی جس پر اگر وہ غور فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔ وہ یہ ہے کہ جو خواتین طلاق یافتہ ہیں یا وہ دوسری شادی نہیں کرتی ہیں اور single mother کے طور پر اپنے بچوں کو پال رہی ہیں ان کو بھی وہی status دیں جو کسی بیوہ خواتین کو مل رہا ہے۔ وہ تمام مراعات ان کو بھی ملنی چاہئیں تاکہ وہ ایک باعزت زندگی گزار سکیں۔

اس کے علاوہ عورتوں کی ترقی کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے میں اس کے لئے وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہوئے یہ کہوں گی کہ آپ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں غربت کا خاتمہ ہو، بیروزگاری کا خاتمہ ہو تو اس ملک کی دو کروڑ عورتیں جو ہنر مند ہیں۔ ان ہنر مند خواتین کے لئے ہر ضلع میں women centres کا قیام ہونا چاہیئے جہاں انہیں skill بھی سکھایا جائے جہاں انہیں کم شرح سود پر قرضے دیئے جائیں اور ان کے لئے مارکیٹنگ کا انتظام بھی اسی چھت کے نیچے ہو جس سے دو کروڑ عورتیں مستفید ہو سکیں۔ جناب سپیکر! یہ دو کروڑ خاندان ہیں اگر ان خاندانوں کو facilitate کیا جائے تو پھر اس سے بھی غربت میں خاتمہ میں بڑی مدد ملے گی۔

اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گی جناب سپیکر! کہ زراعت پر ہماری حکومت نے بہت زیادہ توجہ دی ہے وزیر خزانہ کو میں پھر ایک بار مبارک باد دیتی ہوں جنہوں نے زرعی بجٹ کو ایک الگ سے پیکیج دیا یہ President صاحب کی سب سے بڑی کامیابی ہے میری اس میں تجویز یہ تھی اگر وزیر خزانہ صاحب سن رہے ہیں کہ زراعت میں سب سے زیادہ عورتوں کا رول ہے ۵۰ percent کام زرعی کاموں میں عورتوں کا ہے اور عورتوں کا نہ گنا جاتا ہے اور نہ عورتوں کو facilitate کیا جاتا ہے میری وزیر خزانہ صاحب سے درخواست ہے کہ ان کو training میں شامل کیا جائے انہیں چھوٹے قرضے دیئے جائیں اور ان کو labour force سمجھا جائے کہ ان کو ILO کے تحت قانون کے مطابق وہ تمام مراعات ملے جو ایک formal labour force کو دی جاتی ہے اسی طرح میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ یہ بھی کریں کہ گھروں میں بیٹھ کر جو خواتین کام کر رہی ہیں جو آپ کے GDP کا ایک حصہ ہیں ان کو بھی ایک formal labour force سمجھا جائے اور ان کی بھی مدد کی جائے تو یہ بھی آپ کے ملک میں بے روزگاری اور غربت کے خاتمے کی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آج اپنی تقریر میں صرف تعریف کی بجائے تجاویز لے کر آئی ہوں اور میں سمجھتی ہوں کہ ہماری حکومت اور ہمارے وزیر خزانہ اور ہمارے وزیراعظم یہ اگر یہ سب تجاویز مثبت ہوں تو اس کو ضرور سنیں گے اور ضرور اس پر عمل کریں گے اسی لئے میں ان سے یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ دنیا بھر میں general sales tax کھانے کی چیزوں پر نہیں لگتا ہے میری ان سے درخواست ہے کہ گھی شوگر اور اسی قسم کے کھانے کی جو تمام چیزیں ہیں ان پر general sales tax اگر وہ ختم کر دیں یا کم کر دیں تو مہنگائی میں بڑی کمی آ سکتی ہے اور یہی وہ طریقہ ہے جس سے عام آدمی کی زندگی کو فائدہ پہنچ سکتا ہے عام آدمی کی زندگی کو فائدہ پہنچانے کے لئے اور بہت سارے کام کئے گئے ہیں اور یہ بھی ایک نیک کام کریں تو بہتر ہے میں اسی کے ساتھ یہ بھی

کہوں گی کہ ملک میں ترقی کو فروغ دینے کے لئے صنعتوں پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے اس کے لئے بجلی سستی کی گئی ہے صنعتوں کے لئے اور کمرشل کے لئے گھریلو صارفین کے لئے بھی کمی کی گئی ہے جو تعریف کے قابل ہے لیکن صنعتوں میں بہت کم کمی کی گئی ہے جس کا فائدہ ہمارا آگے مستقبل میں پہنچے گا لیکن وزیر خزانہ صاحب نے ٹی وی کے لائسنس کی فیس اس میں ۲۵ روپے رکھی ہے میری ان سے درخواست ہے کہ وہ یہاں سے ختم کریں اسے بالکل ختم کریں تو بالکل اچھا ہے ورنہ چھ ماہ کے بعد وہ فیس لی جائے کم کر کے وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ بہت سارے دیہات میں اور بہت سارے ایسے علاقوں میں جو غریب اور کم آمدنی والے لوگ ہیں وہاں شاید ٹی وی نہیں ہے ان کے لئے بڑا مشکل ہوگا کہ وہ واپڈا کے پاس جا کر ایک agreement کریں کہ ان کے پاس ٹی وی نہیں ہے یہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ملک میں جو حالات ہیں اس میں ایک عام آدمی کے لئے بہت مشکل ہے اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گی کہ گورنمنٹ ملازمین کی تنخواہوں میں اور پنشنروں میں جو پندرہ فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے وہ بہت اچھی بات ہے کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونا بہت بہتر ہوتا ہے ان کو کچھ نہ کچھ تو فائدہ پہنچایا گیا ہے لیکن یہاں بھی میری ایک تجویز ہے وزیر خزانہ صاحب کو کہ ہمارے ایک گریڈ سے سولہ گریڈ تک کے جو ملازمین ہیں ان کی تنخواہیں چونکہ کم ہیں اس لئے ان تنخواہوں کے مقابلے میں پندرہ پرسنٹ جوان کو مل رہا ہے وہ نہایت ہی کم ہے اس کے بعد جو سترہ سے بائیس گریڈ تک کے لوگ ہیں ان کی تنخواہیں چونکہ زیادہ ہیں اس لئے ان کو زیادہ اس کا فائدہ پہنچ رہا ہے میری اس میں ایک تجویز ہے کہ حکومت جتنا پیسہ اس مد میں رکھ رہی ہے ان کو برابر سے تقسیم کیا جائے سب کو اتنا دیا جائے یہ نہ دیکھا جائے کہ کون ایک گریڈ میں ہے اور کون بائیس گریڈ میں ہے کیونکہ مہنگائی آٹے کی قیمت گھی کی قیمت یہ سب کے لئے ایک برابر ہے تو اس میں امتیاز نہ کیا جائے اگر ممکن ہو تو یہ میری تجویز سمجھی جائے۔

اس کے علاوہ اپنے علاقے کی بھی بات جناب سپیکر! آپ کے ذریعے وزیر اعظم اور وزیر خزانہ تک پہنچانا چاہتی ہوں میں جس حلقے میں رہتی ہوں وہ ہے NA121 Lahore وہ علاقہ کافی

پسماندہ ہے اس میں کئی ایسے علاقے ہیں جو دریا کے ساتھ ساتھ بیلٹ جاتی ہے وہاں کے جو علاقے ہیں وہاں سڑکوں کی حالت بہت خراب ہے وہاں بجلی اور سوئی گیس نہیں ہے۔ کہیں پر ہے کہیں پر نہیں ہے سیورج کا نظام پورے کا پورا موجود نہیں ہے یہ تقریباً ایک لاکھ کی آبادی ہے جو بہت متاثر ہو رہی ہے میری وزیر اعظم صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اس پر special طور پر توجہ دیں اور اس کے لئے funds allocate کریں کہ وہاں کے لوگوں کو بھی وہ تمام facilities مل سکیں جو بڑے اور اچھے علاقوں کو وہ تمام چیزیں ملتی ہیں جناب سپیکر! یہاں بہت ساری باتیں ہوئیں مہنگائی کے حوالے سے ہوئیں law and order کی situation کے حوالے سے ہوئی یہ الزامات رکھے گے کہ شاید یہ مہنگائی ہم نے کی ہے میں یہاں کہنا چاہتی ہوں کہ یہ مہنگائی ایک دن اور دو دن اور چار دن یا چار سالوں میں نہیں ہوتی ہے یہ مہنگائی اس لئے ہوئی کہ اس ملک میں کرپشن کی انتہا کر دی گئی لوگوں نے یہاں کے بعض سیاسی لیڈرز تھے انہوں نے باہر کے بینکوں میں اپنے accounts میں پیسے رکھے یہاں سے لوگوں نے لے جا کر اپنے ملک کو لوٹ کر پیسے رکھے جو آج معلوم ہو رہا ہے کہ کہاں کہاں کس کے پاس کتنا پیسہ ہے کہاں سے فیکٹریاں لگ رہیں ہیں کہاں سے اپنی یہ چیزیں بنائی جا رہیں ہیں کہاں سے شادی اور بیاہ ہو رہے، ہیں تو جناب والا! میں یہ کہتی ہوں کہ یہ تمام چیزیں جو ہیں وہ ثابت کرتی ہیں کہ اس ملک کے اندر جو لوگوں نے یہ سب کچھ کیا ہے ان کو بھی سزا ملنی چاہیئے یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ وہی لوگ جو اس ملک کی غربت کا باعث بنے ہیں وہی آج کھڑے ہو کر غریب کا نام لیتے ہیں یہ ان کے لئے بالکل غلط بات ہے کہ ان لوگوں نے اپنے وقتوں میں جو بجٹ پیش کئے جو انہوں نے کام کئے گر انہوں نے غریبوں کے لئے کچھ کیا ہوتا تو آج غریب نام کی کوئی چیز ہی موجود ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے یہ صرف تقریریں تنقید برائے تنقید کے لئے یہاں پر ہوتی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرپرسن صاحبہ نے کرسی صدارت خالی فرمائی اور جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

بیگم مہناز رفیع: بجٹ اجلاس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اپوزیشن کی طرف سے کھڑے ہو کر تنقید برائے تنقید کی جائے ہونا یہ چاہے کہ یہاں پر تجاویز دیں جائیں بہتر تجاویز دیں جائیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ ثناء اللہ خان صاحب بیٹھیں۔

بیگم مہناز رفیع: اور ہم سب مل کر اپنے ملک کے لئے کچھ بہتری کر سکیں جناب سپیکر! میں آخر میں صدر پاکستان جناب پرویز مشرف کو اپنے متوازن بجٹ لانے پر اوران کی کوششوں کو خراج عقیدت بھی پیش کرنا چاہتی ہوں ان کی بالغ نظری اور پاکستان کو ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں شامل کرنے کی خواہش اور پاکستان کو ایک Progressive اسلامی فلاحی اور جمہوری ملک بنانے کی جدو جہد کی وجہ سے آج ہم یہ بجٹ پیش کر سکے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ مہربانی

بیگم مہناز رفیع: بجٹ میں ۲۰۲ ارب روپے کا ترقیاتی پروگرام لے کر آئے ہیں تعلیم کی مد میں تیرہ ارب کی رقم ہم نے رکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں رکھی گئی صحت کے لئے اور اس کے شعبے کے کے لئے چھ ارب اور بہبود آبادی کے لئے الگ 2.6 ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ مہناز صاحبہ۔

بیگم مہناز رفیع: میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر کم سے کم 12 ارب روپے سے زائد ہو چکے ہیں اور ہم کم سے کم 28 ہفتے کی درآمدات کے برابر پہنچ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ بہت مہربانی۔ اس کے بعد ہیں۔ دیکھیں مائیک نہ بند ہونا چاہیئے اچھا نہیں لگتا۔

بیگم مہناز رفیع: جی میں دو منٹ لے رہی ہوں اس سے زیادہ نہیں لوں گی پانی کے شعبے کے لئے 21 ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور یہ تمام indicators ہیں کہ ہم علامہ اقبال کے اور قائد اعظم کے خوابوں کے قریب جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد فلور دیا جائے گا نوید قمر صاحب کو۔

بیگم مہناز رفیع: ہمیں اس صبح کا انتظار ہے جب ہمارے ملک کے ہر بچے کے ہاتھوں میں کتاب ہوگی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی بہت شکریہ بہت مہربانی۔ محترمہ تشریف رکھیں محترمہ بہت مہربانی بہت شکریہ۔ سید نوید قمر صاحب۔

بیگم مہناز رفیع: بس سر! ایک منٹ۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں مان جاتے ہیں۔

بیگم مہناز رفیع: ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: شعر پڑھ لینے دیں۔ مائیک کھولیں مہناز رفیع کا۔

بیگم مہناز رفیع:

اے صبح میرے دیس میں تو آ کے رہے گی
روکیں گے تجھے شب کے طلبگار کہاں تک

جناب سپیکر: سید نوید قمر صاحب اس کے بعد ہوں گے ملک امین اسلم خان صاحب پھر عمران خان صاحب۔

سید نوید قمر: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ یہ پچھلے تین دنوں سے جو بجٹ پر discussion یہاں بھی ہو رہی ہے اور جو press میں اور مذاکروں میں باتیں ہو رہی ہیں اور سڑکوں پر اور بازاروں میں باتیں ہو رہی ہیں اس سے ایک بات کی میں مبارک باد دوں گا کہ انہوں نے ایک غریب کش بجٹ اس قوم کو دیا ہے یہ مہنگائی اور بے روزگاری کا بجٹ ہے اور اس بجٹ میں جو عوام اس ملک میں ابھی تک پس رہے تھے اور امیدیں لگائے رکھے تھے کہ اس وقت جب ہمارے پاس بجٹ میں fiscal space اس کو کہتے ہیں یا گنجائش وہ غریبوں کے لئے استعمال کی جائے گی لیکن ان کو سخت مایوسی ہوئی۔

Sir, this is budget which is based on myth. In fact this is an economy that is based on myth, I am glad that the honourable

Finance Minister is here. It is based on myth that the growth that we are showing in the economy has generated and will continue to generate employment. It is based on myth that poverty in this country is going down. It is based on myth that agriculture has been given so many incentives, that it will be the next engine of growth in this economy. It is based on myth that inflation has come under control. It is based on myth that we have got exchange rate stability. It is based on myth that debt has been reduced in this country and many many other myths including the fact that corruption has been reduced. Sir, if we take each one of these items and look at them closely. You will find that there is no substance and the people on the street are justified in what they say.

اگر لوگ کہتے ہیں کہ ہماری زندگیاں اجیرن ہو گئیں ہیں اس حکومت کے آنے کے بعد تو وہ کسی مفروضے پر نہیں بات کرتے It is based on the fact یہ جوان کے اپنے دی ہوئی اعداد و شمار ہیں وہ خود بھی یہ بتاتے ہیں کہ We are in a bad shape سر! پہلا جو ایشو آپ کو دیکھنا چاہئے وہ ہے بے روزگاری کا کسی بھی economy میں مہنگائی اور بے روزگاری کے basis پر پوری economy چلتی ہے بے روزگاری کے لئے کیا اقدامات کئے گئے اور آج ہم کہاں کھڑے ہیں اور کچھ نہیں اس وقت سے مقابلہ کریں جس کو یہ last decade کہتے ہیں کہ جی وہ تو جیسے dark ages یورپ کی اس طرح سے وہ بھی ایک زمانہ تھا جس کو ہم بھول جائیں تو بہتر ہے میں صرف تین سال جو PPP کی گورنمنٹ کے تھے اس میں جو unemployment figures تھیں اور آج جو unemployment ہے اس کو compare کرتا ہوں Sir, in 1994 1.56 million یا 1995 میں 1.83 1.64 million in 1996 یہ بتدریج and 5.37 per cent of the population تھے یہ بھی نہ کہیں کیوں کہ آبادی بڑھ گئی ہے تو ظاہر ہے کہ بے روزگار بڑھیں گے یہ تو ان کی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ آج 3.65 million people are unemployed in this country which is 8.27 per cent of the working population and his is based on just those people who are

registered who have identity cards and who are actually being counted.

سر! پچھلے سال ان کا دعویٰ تھا کہ ہم نے growth 6.6 per cent کی ہے And growth is meant to tricle down and generate employment. Why is it in a year of growth unemployment has actually gone down. I wish the honourable Finance Minister was paying attention, he may be able to answer some of these myths. Because economic theory یہ contradictory ہے کہ آپ ایک طرح تو claim کرتے ہیں growth دوسری طرف آپ کی even in per centage terms unemployment جو ہے وہ بڑھ رہی ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ جو growth ہے وہ ان areas میں آئی ہے which are anti people, which are not productive. Growth has come in the area of defence, purchases, growth has come in even in the area, for example manufacturing. It has come in the area of large scale manufacturing جہاں intensive industry تھی اگر automobiles آئی ہے growth تو وہ بھی لوگوں کو بے روزگار کر کے آئی ہے زیادہ روزگار کے مواقع create کر کے نہیں آئی textile میں اگر BMR کرا کے آئی ہے لوگوں کو بے روزگار کر کے آئی ہے لوگوں کو زیادہ روزگار دے کر نہیں تو There is no doubt that we are leading towards further unemployment if the same policies are pursued.

سر! دوسرا اگر price hike کی بات کریں inflation کی بات کریں میرا خیال ہے کہ اتنی چیزیں یہاں پر کہیں گئیں ہیں آٹے کے ساتھ کیا ہوا دالوں کے ساتھ کیا ہوا گوشت کے ساتھ کیا ہوا ڈیزل کے ساتھ کیا ہوا پٹرول کے ساتھ کیا ہوا کس کس کا رونا روئیں کس کس کی بات کریں

لیکن میں تو particularly ان چیزوں کی بات کروں گا جو کہ normal inflation کے علاوہ گورنمنٹ کی mismanagement کی وجہ سے price hikes آئیں اگر wheat crisis جو آٹے کی قیمتیں گیارہ روپے سے سولہ روپے تک کچھ جگہوں پر بیس روپے تک بڑھیں تھیں۔

That was purely and purely because of the mismanagement of the present Government. One day we export, we do not have correct estimates of our own wheat production and wheat supply. We created an euphoria about exporting wheat, the next time around we say though there is a shortage, we start importing wheat. Once the wheat is imported then for some unknown reasons, I would say mysterious reasons that wheat is rejected by us and accepted by other country. That created further shortages in the country leading to hoarding and behold what is the response.

جناب ! ہم کیا کرتے ہیں کہ Section 144 لگا دو Section 144 لگا دو جو movement of wheat ہے اس کو بھی بند کرو inter district بند کرو nter province بند کرو تا کہ یہ اور اوپر جائیں farmer ایک روپے کا بھی اس کا فائدہ نہ ہو اگر price escalation ہو تو farmer کو تو کوئی فائدہ ہو اور middle man جو ہے وہ پورے کا پورا پیسہ skim کر جائے۔

This crisis was created purely and purely for the middle man to make crores of rupees and many a fat cat are richer today because of this mismanagement by the Government and Pakistani people are certainly poorer.

ایک اور example میں دوں گا سر! جو poultry industry کے ساتھ ہوا دنیا میں bird flue کا crisis آیا immediately اس پر response آیا packages دیئے گئے particularly financial packages پاکستان میں سب اللہ پر چھوڑ دیا گیا ویسے پورا ملک بھی اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے تو یہاں بھی there was no movement from the

our poultry ختم ہوا تو Bird flue Crisis جب government. Resultantly industry was bankrupt; they did not have money to even set up the جس even money to even set up the new stock. جس کی وجہ سے new stock. کی وجہ سے تو آج اگر ہم گوشت کی قیمت کا رونا روتے ہیں اگر even the meat prices went up آج ہم مرغی کی قیمت کا رونا روتے ہیں تو it is all at the door steps of the honourable Finance Minister, and the Honourable Prime Minister sitting right here.

سر! یہ اگر بیروزگاری اور مہنگائی کی ہم بات کرتے ہیں تو ظاہر ہے اس سے corollary بنتی ہے کہ ہم poverty کی بات کریں غربت کی بات کریں اس میں کوئی شک نہیں پوری دنیا نے دیکھا ہے حکومت خود مانتی ہے کہ ایک تہائی حصہ ہمارا جو ہے وہ انتہائی غریب لوگ ہیں یہ basis ہے ان کا انہوں نے اپنے مفروضے پر ایک فگر بنایا کہ جی ساڑھے سات سو روپے سے کم جس کی آمدنی ہو وہ غریب ہے۔ یا سات سو اڑتالیس روپے جی کی آمدنی ہے وہ غریب نہیں ہے اس ملک میں کوئی ساڑھے سات سو forty cents جس کی آمدنی ہو آخر وہ کب تک کہاں کون سی دنیا میں یہ رہ رہے ہیں ۷۴۸ پر وزیرخزانہ صاحب ہمیں بتائیں وہ کون سے گھر کا بجٹ بنا سکتے ہیں۔ یہ تو ایک مذاق ہے اس ملک کے ساتھ کہ اگر انٹرنیشنل سٹینڈرڈ لیا جائے a dollar a day جو کہ پوری دنیا میں ایک سٹینڈرڈ سمجھا جاتا ہے تو پاکستان کے پچاس فیصد سے زیادہ لوگ ان کے اپنے فگرز کے مطابق غربت میں آج بھی رہ رہے ہیں انتہائی غربت میں آج بھی رہ رہے ہیں کسی حکومت کو حکومت کرنے کا حق ہی نہیں ہے جب اس کی آدھے سے زیادہ آبادی جو ہے وہ انتہائی غربت میں رہ رہی ہو اور مجھے افسوس ہے کہ پھر بھی یہاں خوشیاں منائی جاتی ہیں کہ economy is ready to take off اور اس کے ساتھ ساتھ سونے پر سہاگہ کیا کہ ہم نے

غریبوں کوکوئی concession تو نہ دیا ہم نے یہ کہہ دیا کہ ہم نے ایک سروے کرالیا پانچ ہزار لوگوں کا وہ تو کہتے ہیں کہ غربت کم ہو رہی ہے 4% reduction in poverty, what a fraud with the nation, what a fraud with the nation that we are چودہ کروڑ عوام کی آبادی پر ہم پانچ ہزار کا ایک سروے کراتے ہیں صرف یہ ان کو دکھانے کے لئے کہ ہماری پالیسیز جو ہیں وہ صحیح ہیں۔ سر! کون سی چیز کو آپ اٹھائیں ایکسچینج ریٹ کو اٹھائیں بہت بڑا myth ہے کہ ہم نے بارہ بلین ڈالرز کے ذخائر جمع کر لئے ہیں کیسے جمع ہوئے کیوں ہوئے یہ سب کو پتہ ہے اس میں پندرہ ارب ڈالرز جو ہیں وہ تو ہم نے مارکیٹ سے اٹھائے ہیں باقی nine-eleven کے بعد باہر سے جو پیسہ آیا اس پر ہم ڈیسکیں بجا رہے ہیں یا خوشیاں منا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کو stable نہیں کیا اگر صرف ڈالر کے ساتھ stability آپ نے دیکھنی ہے تو ہوسکتا ہے کہ کچھ حد تک اس ساری چیز سے آپ کو کوئی فائدہ ہوا ہو لیکن look at the Euro, look at the pound۔

جناب اعتزاز احسن: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ شور ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ ٹھیک ہے order in the House

Syed Naveed Qamar: I am grateful to the Prime Minister for his attention. But Sir, look at the Euro and look at the pound, look at the kind of devaluation the rupee has gone through 2001 میں fifty four rupees to a Euro اور آج 70 rupees to a Euro

جناب سپیکر: جی جی۔

سید نوید قمر: اب ۲۰۰۱ء میں eighty four rupees to a Pound آج ۱۰۶ روپے پر پاؤنڈ ہے What kind of a foreign exchange stability we are bringing into the country کیا ہمارے European countries کے exports and imports

ساتھ نہیں ہوتے کیا ہماری جتنی بھی ٹریڈنگ ہے وہ dollar based ہے کہ ہم اپنے روپے کو stabilize نہیں کرنا چاہتے یہی معاملات دیکھیں تو yen کے ساتھ ہے۔

محترمہ گل فرخندہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔

سید نوید قمر: ان ساری چیزوں کو آخر کس طرح ٹھیک کیا جا رہا ہے کہتے ہیں کہ ہم نے ایگریکلچر میں اتنی مراعات دی ہیں کہ حاتم طائی کی قبر پر لات ماردی Sir, let us look at what they have given and what they have not given to agriculture آپ بھی زمیندار ہیں آپ جانتے ہیں کہ ایگریکلچر میں کیا input ہوتے ہیں آج کل جب ہم SAFTA sign کرنے جا رہے ہیں جب کل W.T.O. پوری طرح سے لاگو ہوگا ہمیں cost of production farmer کی گھٹانی تھی ہمیں اس حد تک اس کو competitive کرنا تھا کہ دنیا کے کسی بھی ملک سے کوئی بھی چیز اگر آ جائے تب بھی ہم compete کر سکیں۔ لیکن ہم نے کیا کیا اس حکومت کی چار سالہ دور میں ڈیزل جو ہے وہ تگنا ہو گیا دگنا بھی نہیں تگنا ہو گیا۔ اور اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی ریلیف نہیں۔ ہم فرٹلائزر کی باتیں کرتے ہیں آپ کو بھی پتہ ہے کہ bulk میں ہمارا فرٹلائزر استعمال ہوتا ہے یوریا ہوتا ہے کیا گورنمنٹ نے اس پر جی ایس ٹی گھٹانے کی کوئی بات کی جی نہیں۔ وہی سیلز ٹیکس جو لگتا ہے اب سیلز ٹیکس فارمر پر سیلز ٹیکس کا concept آپ کو بھی پتہ ہے کہ یہ ہے کہ یہ ultimately consumer نے دینا ہوتا ہے یہ farmer کس کو pass on کرے گا سیلز ٹیکس کس سے پرچی لے گا اور کس کو رسید دے گا Sir, this is against the whole, entire concept of sales tax or value added taxation کہ farming inputs پہ آپ نے سیلز ٹیکس لگایا ہے۔ سر! آپ نے ڈی اے پی کی بات کی......

جناب سپیکر: نوید قمر صاحب وقت نزدیک widing up کا ہے۔

Syed Naveed Qamar: Sir, kindly give me- I am entirely relevant.

Mr. Speaker: You are very much relevant.

سید نوید قمر: سر! ڈی اے پی کہتے ہیں ہم سو روپے گھٹائیں گے ارے بابا آپ کے پاس کیا mechanism ہے پچھلے سال میں دو سو روپے ڈی اے پی کی بیگ مہنگی ہوئی ہے اس کو تو آپ روک نہیں سکے اب آپ کے پاس کون سی جادو کی چھڑی آ جائے گی کہ آپ سو روپے گھٹائیں گے۔ These are the controlled prices over which آپ کیا پولیس والا بھیجیں گے یا آپ کوئی فوجی وہاں بھیجیں گے جو اس کی قیمتیں کم کریں گے۔ You have not reduced the sales tax on this صرف with-holding tax کو چھ پرسنٹ سے ایک پرسنٹ کرنا اس کا مطلب صرف postpone کرنا ہے for the importer, a tax that he still has to pay تو what concessions you have given, I would say none. Sir pesticides کو دیکھیں کہ نہ صرف concession نہیں ملا بلکہ آپ نے کہا کہ جو imported pesticides ہیں اس پر ہم further excise duty 10 per cent لگاتے ہیں تو یہ تو آپ نے input cost جو ہے اور بھی بڑھا دی بجائے گھٹانے کے۔ آپ نے کہا ہم نے ٹریکٹرز اور implements پر concession دیا ہے بہت بڑا تیر مارا کس ٹریکٹر پر آپ نے یہ concession دیا ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ ۳۵ ہارس پاورز سے کم اور سو ہارس پاورز سے زیادہ ہو سکتا ہے کہ جمالی صاحب کے کسی ایریا میں بہت زیادہ heavy duty tractors کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہو لیکن میرا خیال ہے وہ بھی نہیں ہوگا یہ concession دیا گیا ہے corporate farmers کو جو بہت بڑی farming آئے گی I am saying in Balochistan there might be certain areas; I did not........

PERSONAL EXPLANATION BY THE PRIME MINISTER

Mr. Speaker: Honourable Leader of the House on personal explanation.

Honourable Prime Minister (Mir Zafarullah Khan Jamali): Mr. Speaker, we have been listening to the speeches very patiently, whatever the opposition has been saying, whatever the treasury benches have been saying. I don't expect such remarks from a parliamentarian like Mr. Naveed Qamar. I think it is very unfortunate. They think that I have made the budget for myself as they had made for themselves. I would not ellaborate on that. If they desist from personal remarks, I would be grateful, they can speak openly, they have been speaking openly. We have no objection to it. They can criticise the budget, they can criticise the presentation, perfectly all right, that is their legal, parliamentary and democratic right. But to sit and speak as if I have done something for myself, I won't want to be pinpointed on such issues. I think doesn't akin of a good parliamentarian to come to that extent. So, let us keep it at a distance and at a proper forum. If it comes to that, well I am sure, none of us will not only appreciate, neither the treasury benches are going to appreciate it. Speak on the budget. What do you feel like. We have nothing against you, but please don't come down to personal remarks. I will request the Opposition, as I am saying I request the Opposition, please let us not have this sort of ماحول جس کو آپ کہتے ہیں Let us have a conducive atmosphere to go through the process. Thank you very much Mr. Speaker.

جناب سپیکر: یہ بجٹ تجاویز ہیں جو کہ ایوان کے سامنے اس لئے رکھی جاتی ہیں کہ اس میں کوئی ترمیم improvement ہو تو فاضل ممبران تجاویز دیں تو I request the honourable members to avoid personal remarks against any honourable member of this House.

حافظ حسین احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب personal explanation کے بعد آپ کا نام تو انہوں نے نہیں لیا۔

حافظ حسین احمد: میں رولز کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: رولز کے مطابق انہوں نے بات کر دی ہے personal explanation پہ حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: شکریہ جناب سپیکر، آپ نے ایڈوائزری کمیٹی میں اس طرح طے فرمایا تھا کہ اس بجٹ کی بحث کے دوران کسی جانب سے پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جائے اور رولز میں یہ ہے کہ بجٹ کے دوران تمام معاملات کو لیا جائے گا۔ کل پرسوں سے جو بحث ہے اس میں اس جانب سے وزیر اعظم صاحب تشریف فرما تھے جس انداز میں اپوزیشن پر تنقید کی گئی ہم نے اس کو برداشت کیا یہ نئی روایات آپ قائم نہ کریں کہ بجٹ اجلاس میں وزیر اعظم صاحب کو صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور پارلیمنٹ کی روایات یہی ہیں کہ وہ بڑے صبر و تحمل سے اپوزیشن کی جانب سے اٹھائے گئے نکات کو سنیں اور اس طریقے سے بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں ہم دعا کر رہے ہیں کہ اللہ رب العزت انہیں استقامت عطا فرمائے۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ شاید آپ کو سمجھ نہیں آئی پرائم منسٹر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں کیا ذاتی وضاحت کی ہے اور آپ نے حافظ صاحب کتنی دفعہ پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے آپ خود بھی اس پر عمل کریں تمام ممبران بھی عمل کریں اور میں یہ چاہتا ہوں ماحول جتنا اچھا بنا ہوا ہے اسی طرح یہ ماحول کو برقرار رکھیں صرف میں کہنا نہیں چاہتا that would not be fair on my part نوید قمر

Syed Naveed Qamar: Thank you Sir. I am sorry Honourable Prime Minister thought that I was making personal remarks.

جناب سپیکر: نوید صاحب وقت کی قید ہو رہی ہے۔ آپ شروع کریں

GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET 2004-2005

سید نوید قمر: میں صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ جو بڑے ٹریکٹرز ہیں جو ۱۰۰ ہارس پاورز سے زیادہ ہیں I will clarify that point. In my opinion, I only meant for

جو کہ corporate farmers and not for the ordinary farmers of Pakistan

آپ کے علاقے میں یا ہمارے علاقے میں normally استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر کہیں

پاکستان میں اس کی ضرورت پڑے گی بھی جو پتھریلے علاقے ہیں بلوچستان کے ہوسکتا ہے کہیں

but that is very minuscule number of farmers who would be پڑتی ہو

actually using this and ninty nine per cent of Pakistani farmers will have to concessions based on this.

<u>جناب سپیکر</u>: میں ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں حلقے کی آپ بات کرلیں۔ وقت کم رہ گیا ہے۔

Sir, implements, the concessions <u>سید نوید قمر</u>: میرا تو پورا پاکستان حلقہ ہے

given on the implements, again bulks of the Pakistanis only use

کرے گا تو صرف use کوئی imported implements اگر local implements

کرے گا۔ oil seeds پر گھی کی قیمتیں پہلے چینی کی قیمت آٹے کی قیمت ہے corporate farmer

اس with absolutely no interest of farmer in mind اس کو بھی بڑھایا جا رہا ہے

for example, کے بارے میں خاص agriculturists کے بعد میں کچھ چیزیں

agriculturists are made to pay advanced federal income tax, even

though they have no federal income اور آپ اگر دیکھیں گے کہ آپ کے موبائل

فونز کے بل ہوں گے یا مختلف جگہوں پر آپ کچھ چیزیں لینے جائیں گے اس میں آپ کو ایڈوانس

This income tax is not deductable against the انکم ٹیکس دینا پڑتا ہے

اس extortion ایک un-necessary تو یہ فارم جو ہے وہ یہ agricultural income tax

because advanced income tax is supposed to be adjusted کی ہو رہی ہے

extortion نہیں بلکہ اس کی concession اس کو یہ against the final income tax.

بندکی جائے۔ I hope the Finance Minister is listening to me۔

<u>جناب سپیکر</u>: کتنے صفحے رہ گئے ہیں ذرا جلدی کریں۔

Syed Naveed Qamar: Sir, I will try to go through it quickly. Sir, the myth of debt reduction that are talked about, that has actually gone up from 1.5 trillion rupees to 2.02 trillion rupees in the four years of the honourable Finance Minister's regime; and the permanent debt has actually in this year jumped up by 31% تو سر! یہ myth کہ جی ہم نے دو ارب ڈالر کم کر دیئے It is neither here nor there. At a time when they are going into the market and borrowing at 7% through the Euro bonds and other instruments یہ کہہ دینا کہ actual debt آپ نے بڑھا دیا ہے اس ملک کا یہ claim کرنا کہ ہم debt گھٹا رہے ہیں I think ان لوگوں کے ساتھ مذاق ہے Sir, on the issue of defence, there is twenty one per cent increase but no one in this House knows what that increase is going جب تک آپ اس ملک کا دفاعی بجٹ اس فلور پر نہیں لائیں گے transparency نہیں لائیں گے اس ملک کا دفاع کیسے مضبوط ہوگا۔ Everybody has to know ہم سب patriotic پاکستانی ہیں Nobody has special right on patriotism. And we would all, if we feel necessary کہ یہ دفاع کے لئے ضروری ہے اس کو ہم بھی سپورٹ کریں گے لیکن لائیں تو سہی۔ اگر western front پر یہ ہم نے ایک نیا محاذ کھولا ہے اور اس کے لئے ہم نے extra رقم خرچ کی ہے تو اس کے لئے ہم نے کوئی consensus تو ملک میں نہیں بنایا۔ جیسے کشمیر پر ایک definite policy ہے۔ تو ویسٹرن فرنٹ پر بھی اگر اسی طرح کی نیشنل پالیسی نہ ہوئی تو مجھے یہ خدشہ ہے کہ There will be a major disconcert between people who are using the military budget and the people of Pakistan.

جناب سپیکر! foreign investment کا myth آپ کو خود پتہ ہے کہ اس سال میں یا پچھلے سال میں جتنی فارن انوسٹمنٹ آنی چاہئے تھی وہ کیوں نہیں آئی اس پر بہت بحث ہو چکی ہے ہم نے خود گورنمنٹ خود جب destabilisation کرے گورنمنٹ خود جب یہ mpression دے کہ کبھی پرائم منسٹر change ہو رہا ہے کبھی یونیفارم پر controversy ہو رہی ہے تو پھر کون آئے گا کون آئے گا اس ملک میں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

سید نوید قمر: میں ختم کرتا ہوں۔ آخری کلمات کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا آخری بات کرلیں۔

Syed Naveed Qamar: Sir certainly, there are a lot of issue یہاں پہ ہم کو suggestion دینی تھیں because they were just suggestion کہ ہم نے س سال کاروں کی قیمتوں پر ڈیوٹیز کم کی ہیں پاکستان کا غریب جو موٹر سائیکل چلاتا ہے اس پر ابھی تک ۹۰ پرسنٹ ڈیوٹی ہے Why this discrimination that the cars are being reduced in price whereas motorcycles remains at such a high rate. The duty structure of the motorcycles should also be reduced to the same level. We have given no concession for the cycle industry which only grew at 7% last year. The same kind of incentives should be given in the cycle industry. Concessions ہم نے واپڈا میں دیئے ہیں کے ای ایس سی کو کوئی concession نہیں ملا اگر واپڈا کے لوگ باقی ملک کے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں تو کراچی کے لوگوں نے کیا گناہ کیا ہے اور پھر final point آپ نے دس پیسے کم کیا بل میں اور پھر پچیس روپے لائسنس فیس لگا دی تو یہ تو لوگوں کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے I don't think that anybody here would support the idea of twenty five rupees fees, particularly in the rural areas جہاں ٹی وی کا

concept ہی نہیں ہے بیچارے ایک بلب اور ایک پنکھا چلاتے ہیں۔ ان کو آپ لائسنس فیس دینے کا کہتے ہیں۔

Sir, thank you very much. I hope that the people of Pakistan will rise up and be able to do things better for themselves than what the government has done for them Sir. Thank you Sir.

Mr. Speaker: Thank you. Now I give Floor to the Interior Minister, he wants to make a policy statement under rule 287 of the Rules of Procedure.

POLICY STATEMENT UNDER RULE 287

Interior Minister (Syed Faisal Saleh Hayat): Thank you Mr. Speaker. I am grateful for allowing me to make a very brief statement.

جناب سپیکر: ممبران سے گذارش ہے کہ سٹیٹمنٹ ذرا دھیان سے سنیں۔

Syed Faisal Saleh Hayat: Sir, as you would recall, over the past week, there was a deep anguish and concern expressed by the honourable members of this House on certain incidents which took place across Pakistan and in particular in Karach. I had, during taking part in that debate, assured the House that the incidents which are taking place in Karachi, the incidents which took place a few months back in Quetta and in other parts of the country, had a certain nexus. And I had also given a very brief background of the reasons which led to the eruption of these incidents.

Sir, I am very happy to report to the House, to you, to the honourable members today, in fact I should have reported yesterday, because yesterday was the firs session after the presentation of the budget, but since I had to go to Karachi to attend a law and order meeting, so I could not make the statement. Sir, there have been a series of incidents for the past one year.

جناب سپیکر: بھٹو صاحب ذرا غور سے سنیں۔

مخدوم سید فیصل صالح حیات: محترم اراکین لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں فکرمند تھے امید ہے کہ وہ اس بارے میں غور کریں گے۔ سر! پچھلے ایک سال میں۔

There has been a series of incidents which have created a perception that the law and order situation in Pakistan is not an ideal one. Certainly the Government was very concerned. We had initiated a series of measures, both pre-emptive as well as reactive, to forestall this situation and to counter the threat posed by these unscruplous and unruly elements.

Sir, today I am very happy. Once again I would re-emphasise to report to you and the House that we have been able to arrest all of those culprits who were involved in these acts of violence and terrorism along the length and breadth of Pakistan.

I will begin with a recent event which took place in Karachi, that was the attack on the convoy of the Corps Commander Our security agencies in very close collaboration and association with the intelligence agencies, have been able to apprehend and arrest eight of the culprits who took part in the attack on the convoy of the Corps Commander, Karachi. You have seen the press reports also. These people, belong to a self proclaimed organization known as Jandala. The head of their organization is a man by the name of Atta-ur-Rehman, the Deputy Head of this organization is a man by the name of Shahzad. They have confessed to their crimes. We have been able to recover all of those weapons and other ammunition which has been used and employed in the attacks on the Corps Commander's convoy and the other incidents.

Mr. Speaker, these arrests have also led us to unearth the culprits of seven other incidents which took place in Karachi over the past two to three months, and those incidents are the Avari Tower blast on the 15th of January 2004, the US Consulate failed blast attempt on the 15th of March 2004, the firing on the rangers mobile post on Shahra-e-Faisal in which one of our rangers laid down his life, he was martyred, on the 19th of March, the firing on the Police Station Gulistan-e-Joher on the 4th of April, the blast near the Defence Housing Authority Gold Club on the 10th of April and the blast at the Pakistan American Cultural Centre or the

26th of May 2004, and last but not the least, the attack on the convoy of the Corps Commander on the 10th of June.

Considerable emotions were displayed by honourables members of the Opposition, and they all, one after the other, claimed that it was on account of the inefficiency of the Government and its law-enforcement agencies, that we have been unable to protect our citizens. What more evidence Mr. Speaker would these people and nation want than the very fact that we have hit at the roots of those terrorist networks who were out to destroy the peace and tranquality of Pakistan.

Sir, during the course of my statement last week on the issue of Wana and Karachi, you would recall that I had very distinctly drawn a parallel between the incidents taking place in Karachi, other parts of the country and the events in Wana, and I had categorically stated that whatever is happening in Wana and whatever the terrorist activities are taking place in Karachi and other parts of the country. They have a direct linkage to Wana. Sir, these culprits who have been arrested, in particular Atta-ur-Rehman and Shehzad, the Head of the organization and the Deputy Head, they have confessed, and we have credible and strong evidence to support those investigations.

These people have been trained in Wana. They went to Wana, they were there for couple of months, they went to Shakai, which as you re-call, I had stated that Shakai is that area in South Waziristan next to Wana which is used as the launching pad for the terrorist activities of these terrorist networks held by Al Qaida. They have the firing ranges, they have the training camps, and above all, that is a transit point between the neighbouring country and Pakistan. So, a very clear and parallel nexus and a connection between Karachi and Wana has now come to light.

Sir, these culprits have also confessed that they have been actively trained by operatives of Al-Qaida, who are the foreign fighters and the foreign criminals, living in South Waziristan, a point which I have and the Governemnt has always been emphasising that the operations conducted in Wana are directed only towards the foreign elements, the foreign terrorists and their local supporters.

Sir, I would also like to place on record a few other arrests which have been made by our law enforecement agencies in the same connection. You would recall Mr. Speaker Sir that last year, there were four incidents in Quetta, one after the other. There was an incident in which twelve police recruits were killed in Quetta on the 8th of June 2003, there was the most unfortunate and dastardly attack on the Iman Bargah in Quetta, and Masjid on the Fourth of July in which fifty one Namazis were martyred. And finally on the Second of March 2004, that is the Yaum-i-Aashoor, in a firing incident on the Shia procession close to forty six people were martyred. And before that, on the 9th of August, 2002, there was an incident on the Director General NADRA Baluchistan, he fortunately escaped, with minor injuries. We had arrested some of the culprits who were main perpetrators of these attacks.

The mastermind of all these attacks and other related activity had been eluding arrest for a very long time. The Government of Baluchistan had also put a prize money, reward money of Rupees two million on the head of one Daud Badeeni who was the alleged mastermind of the incidents which have taken place in Quetta. Sir, we have been able to arrest Daud Badeeni a few days back and he has confessed to all the crimes that I have referred to.

So, the Quetta and the Karachi incidents are before you, and besides this Mr. Speaker, we have also arrested two other culprits. There are two other culprits, if you recall that there were these attacks, suicide attacks in Karachi on the Masjid, Haideri Mosque and later the Ali Raza Masjid at Imam Bargah. Two activists, two terrorists, belonging to a banned sectarian outfit, have been arrested, they have confessed to their crime, we have recovered a large amount of material from their possession, I cannot go into details at this point in time because obviously that would be compromising the very nature of our investigate process, but we have already identified the persons who were involved in these suicide attacks. These are the networks.

And finally Mr. Speaker, the head of the one of the most important Al-Qaida operatives in Pakistan, the nephew of one of the top-most Al-Qaida operatives and thirty third in the hierarchy *i.e.* Khalid Sheikh Muhammad, who was arrested last year, Mosaib Al-Aroochi, with a reward money of one million dollars on his head, has also been arrested by our security forces.

Sir, very briefly, I would once again, state that the operations which are undergoing, which have been conducted in Wana, in South Waziristan, the arrest of all these people, all these terrorist elements, and as I have explained to you, their linkages with Wana, indicates very clearly the Government's position on Wana and South Waziristan. We shall go ahead with full speed, we will be unrelenting Mr. Speaker, in the pursuit of our objectives. Until and unless each and every criminal and terrorist is brought to the book, the Government will not sit idly. We are obliged and we are committed to root out extremism, terrorism and sectarianism from the land of Pakistan. Thank you Mr. Speaker.

جناب سپیکر: Thank you very much رول نمبر 287 پڑھیں اس پہ نہ discussion ہوتی ہے نہ question پوچھا جاسکتا ہے۔ نہ point of order ہوتا ہے اس لئے میں اس کو allow نہیں کرتا۔ ریاض فتیانہ صاحب تقریر کریں گے۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: سوالات ہو نہیں سکتے۔ رول نمبر 287 پڑھیں۔ میاں ریاض فتیانہ صاحب۔

جناب ریاض فتیانہ: شکریہ جناب سپیکر! میرا وقت تو پہلے تھا۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: Rule 287 ہے جی ریاض فتیانہ صاحب۔ حافظ صاحب اس پہ question نہیں ہوتے آپ کو پتہ ہونا چاہئے۔ میاں صاحب بات کریں آپ۔

GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR 2004-2005

جناب ریاض فتیانہ: سب سے پہلے میں 2004-2005 کے اس بجٹ کو پیش کرنے پر صدر مملکت، وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: policy statement پہ سوال نہیں ہوتے۔ پلیز سعد رفیق صاحب ایسے بات نہیں کی جاتی۔ تشریف رکھیں۔ حافظ صاحب تشریف رکھیں۔ حیدری صاحب آپ بھی

All the Members are requested to have their seats ۔ تشریف رکھیں
سعد رفیق صاحب بیٹھ کے نہیں بولا جاتا۔موقع دیکھ کے پھر بولنا۔

جناب ریاض فتیانہ : اور پاکستان مسلم لیگ کے پارلیمانی لیڈر چوہدری شجاعت حسین صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جناب سپیکر!

(Interruptions)

جناب سپیکر : راجہ صاحب پلیز تشریف رکھیں۔ حافظ صاحب پلیز تشریف رکھیں۔ میں allow کر نہیں سکتا۔رولز کی پابندی ہے۔جی ریاض فتیانہ صاحب۔

جناب ریاض فتیانہ : سر! آپ چپ کریں تو میں بات کروں۔ جناب یہ بنیادی طور پر growth

(Interruptions)

جناب سپیکر : You are so senior کہ میں خود feel کرتا ہوں کہ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔فتیانہ صاحب آپ تقریر کریں گے۔

جناب ریاض فتیانہ : جناب بنیادی طور پر یہ growth oriented budget ہے۔اس میں پہلی مرتبہ دوسو دو بلین کی ایک record allocation رکھی گئی ہے۔

(Interruptions)

جناب سپیکر : راجہ صاحب پلیز۔حافظ صاحب پلیز۔

جناب ریاض فتیانہ : for public sector development اور دیکھا جائے تو ایک طرح سے یہ......

جناب سپیکر : چوہدری صاحب! راجہ صاحب کو بیٹھائیں۔

جناب ریاض فتیانہ : تو اس میں ایک دوسری بڑی بات یہ ہے کہ اس میں......

(Interruptions)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب پلیز۔ کہیں ان کو بیٹھ جائیں۔ بیٹھائیں ان کو۔

جناب ریاض فتیانہ: اس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اور خاص طور پر agriculture sector کے لئے جو President صاحب نے package کا اعلان کیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں اپنی......

(Interruptions)

مولانا فضل الرحمان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: فتیانہ صاحب! تشریف رکھیں Honourable Leader of the Opposition, on point of order.

مولانا فضل الرحمان: جناب سپیکر! وزیر داخلہ صاحب نے جو رپورٹ پیش کی ہے آپ نے جیسے فرمایا کہ ان کے بیان پر کوئی بات نہیں کی جا سکتی۔ لیکن یہ اس مسئلے کا حل کیا ہوگا انہوں نے کچھ باتیں ایسی کی ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ غلط کی ہیں۔ واقعات کے خلاف کی ہیں۔ اس کا حل کیا ہے آپ بتائیں۔

جناب سپیکر: Rules میں طریقہ بھی ہے۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: دیکھیں ایک روایت ہے کہ جب لیڈر آف دی اپوزیشن کو ٹوکا نہیں جاتا۔

مولانا فضل الرحمان: اگر اپوزیشن ان کی غلطیوں کا نوٹس نہیں لے گی تو پھر اس کا حل کیا ہے وہ آپ ہمیں بتائیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ میں بتاتا ہوں۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: میں بتاتا ہوں۔ House کو in order کریں۔ خواجہ آصف صاحب نوید قمر صاحب۔ خورشید احمد شاہ صاحب۔ انٹریئر منسٹر صاحب۔ Kindly House in order

کریں۔ مولانا صاحب اس کا یہ ہے آنریبل لیڈر آف دی اپوزیشن رولز میں اس کی provision رکھی ہوئی ہے اور رولز کے تحت اس کو لایا جا سکتا ہے آپ رولز پڑھ کے motion move کریں۔ ریاض فتیانہ صاحب۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ موجودہ بجٹ۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: نوید قمر صاحب point of order raise نہیں کرنا۔ حافظ حسین احمد صاحب آپ نے بھی نہیں کرنا۔

سید نوید قمر: سر! یہ بڑا اہم پوائنٹ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں فتیانہ صاحب تشریف رکھیں۔ Naveed Qamar on point of order.

Syed Naveed Qamar: Sir, it is correct that after the statement of Minister you cannot ask a question but at least the Minister may be if later on in this session کہ should give us an assurance کیونکہ جتنے سوالات کا جواب انہوں نے دیا ہے اس سے زیادہ سوال اٹھتے ہیں۔ رول ۶۹ کے تحت ہم اس کو ڈسکس کر سکتے ہیں مختلف رولز ہیں جس کے تحت ہم اس کو raise کر سکتے ہیں ایشیو۔ لیکن کوئی assurance تو ہوگی کہ یہ پھر black hole میں نہیں چلا جائے گا۔ اور یہ پھر یا آج شام کو یا کل کے دن میں یہ answer تو ہو جائیں گے۔ یہ صرف ہمارا سوال نہیں ہے۔ پوری پاکستانی قوم یہ سوال پوچھ رہی ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں میں بات کرتا ہوں۔ میں فلور دینے سے پہلے رول 287 پڑھتا ہوں۔

Statement made by a Minister . " A statement may be made by a Minister on a matter of public importance with consent of the Speaker, but no question shall be asked, not discussion take place

کس طریقہ سے اس کو لانا ہے یا جو thereon at the time the statement is made." آپ کے legal experts ہیں ان سے مشورہ کریں۔ جی ریاض فتیانہ صاحب۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اب speech نہیں کر رہا بطور احتجاج واک آؤٹ کر رہا ہوں۔ چونکہ میں نے کل آپ کے چیمبر میں بھی گذارش کی تھی آج صبح بھی میں نے آپ سے گذارش کی تھی کہ ساڑھے بارہ مجھے کہیں پہنچنا ہے۔ آپ نے مجھے پورے بارہ بجے محترم نوید قمر صاحب کے بعد کھڑا کیا ہے۔ اور پھر اس کے بعد مجھے بیٹھا دیا ہے۔ پھر بیٹھا دیا ہے۔ یہ عجیب تماشہ لگا ہوا ہے۔ اور اس پر میں شدید احتجاج کرتا ہوں۔ میں تقریر نہیں کر رہا اور واک آؤٹ کر کے ہاؤس سے جا رہا ہوں۔

(اس موقع پر معزز رکن میاں ریاض فتیانہ ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: Silence in the House. جی ایم پی بھنڈرا صاحب تقریر کریں گے۔

جناب ایم پی بھنڈارا: شکریہ جناب سپیکر! تقریر کرنے سے پہلے میری ایک گذارش ہے وزیر خزانہ صاحب سے کہ یہ جو دستاویزات ہیں یہ فنانس بل سے کم از کم دس دن پہلے ممبران کو distribute ہونی چاہئیں۔ یہ دستاویزات دو دن پڑھنے کے لئے بہت کم ہیں۔ اور ہمارے لئے ایک ڈیوٹی ہے کہ ہم یہ دستاویزات پڑھیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن ممبران نے یہ دستاویزات پڑھی ہیں انہیں پانچ منٹ بونس کے طور پر دیئے جائیں بولنے کے لئے۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین وزیر خزانہ کو پیش کرتا ہوں اور ان کی وساطت سے پرائم منسٹر میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب کو اور پریذیڈنٹ پرویز مشرف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں یہ بجٹ پیش کرنے پر۔ مگر میں یہ خراج تحسین اس لئے نہیں پیش کرتا ہوں......

جناب سپیکر: خورشید شاہ صاحب تشریف رکھیں۔

جناب ایم پی بھنڈارا: خورشید شاہ صاحب ذرا تشریف رکھیں جی۔

جناب سپیکر: بیٹھ کے بات کرلیں۔ مہر صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ جی بھنڈارا صاحب۔

جناب ایم پی بھنڈارا: میں یہ خراج تحسین اس لئے نہیں پیش کررہا ہوں کہ taxes میں 8 billion روپے کی کمی آگئی ہے۔ میں اس لئے نہیں پیش کررہا ہوں کہ ہماری per capita income 652 dollar ہوگئی ہے۔ اور پچھلے پانچ سالوں میں ایک سو پچاس ڈالر سے اور پچھلے پانچ سالوں اوپر ہوگئی ہے، میں اس لئے نہیں پیش کررہا ہوں کہ ہمارے خزانے میں اب 12.4 billion do lars جمع ہوگئے ہیں، میں اس لئے نہیں پیش کررہا ہوں کہ غربت کی شرح 4.2 فیصد کم ہوگئی ہے۔ میں یہ خراج تحسین اس لئے پیش کررہا ہوں کہ ہم نے آئی ایم ایف سے نجات حاصل کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک زبردست چیز ہم نے حاصل کی ہے۔ میرے محترم دوست چوہدری نثار علی خان صاحب نے اس پر تذکرہ کرتے ہوئے کہا نہیں نہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ آپ نے 2 billion dollars کی support لی ہے، budget support کے قرضے لئے ہیں۔ میرے خیال میں میرے محترم دوست کو اب کوئی tuition دینے کی ضرورت پڑگئی ہے۔ آئی ایم ایف سے جب آپ قرضے لیتے ہیں تو وہاں سے ہمیں dictation ملتی ہے۔ جب ہم اور قرضے لیتے ہیں bilateral طریقہ سے جیسے ہم نے یہ لئے ہیں اس پر کئی قرضوں پر کوئی سود نہیں ہوتا۔ اب میں نے یہ لفظ سود کا استعمال کیا ہے۔ میں اپنے مذہبی دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ bank interest سود نہیں ہے، یہ میرا فتویٰ نہیں ہے۔ یہ الازہر یونیورسٹی کے سکالرز کا فتویٰ ہے اور میں اپنے دوست مولانا اکبر چترالی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب تک ہم یہ قرضے نہ لیں تو چترال کا tunnal نہیں بنے گا۔ اور ہمیں بڑی خوشی ہے کہ......

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اپنی تقریر میں اس کا جواب دیں۔ تقریر میں جواب دیں۔

جناب ایم پی بھنڈارا: تشریف رکھیں مولانا۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: یہ سود کے حق میں بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: تقریر میں جواب دیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ بھنڈارا صاحب!

جناب ایم پی بھنڈارا: تو میں مولانا اکبر چترالی کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ......

(مداخلت)

جناب سپیکر: یہ تقریر میں جواب دے لینا۔ میں ٹھیک بات کر رہا ہوں۔ آپ ان کو بات کرنے سے روک نہیں سکتے۔ بات کریں جی۔ (مداخلت) بھنڈارا صاحب! آپ جاری رکھیں (مداخلت)۔

جناب ایم پی بھنڈارا: سر! ہاؤس کو in order کیجئے۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ صاحب کیا بات کر رہے ہیں آپ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ تقریر میں جواب دینا کہ یہ درست ہے یا غلط ہے۔ قاضی صاحب پلیز ان کو سمجھائیں۔ سعد رفیق ان کو بتائیں (مداخلت) اور اس کا جواب دیں۔ بھنڈارا صاحب۔ یہ غلط طور پر بات کر رہے ہیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اگر کسی چیز سے اختلاف ہے تو اس کا تقریر میں جواب دیں۔ آپ کو رولز کا نہیں پتا۔ بھنڈارا صاحب! بات کریں۔

(اس مرحلہ پر ایم ایم اے کے معزز اراکین واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اور نہ ہی واک آوٹ کا جواز ہے۔ ان کی اگر غلط بات ہے تو تقریر میں جواب دیں اس کا۔ قاضی حسین احمد صاحب! بھنڈارا صاحب! آپ ذرا تشریف رکھیں۔

قاضی حسین احمد: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ یہ قواعد وضوابط بالکل اپنی جگہ پر درست ہیں اور ایوان کو قواعد وضوابط کے مطابق چلانا آپ کا فرض ہے لیکن ایوان کی جو صورتحال ہے اس کو بھی دیکھنا آپ کا فرض ہے اور ایسی اشتعال انگیز باتیں اگر آتی ہیں اور آپ بالکل strictly اس کے اوپر پابندی اور قدغن لگاتے ہیں کہ کوئی آدمی اس کی وضاحت بھی نہ کر سکے اور آپ اس کا حوالہ دیتے ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ صحیح رویہ نہیں ہوگا۔ یعنی ایوان کو ایسا چلانے کے لئے کہ اس کی فضا پرامن ہو، باوقار ہو اور سب لوگوں کو موقع ملے ایسے موقع پر جب ایک ایسی بات آتی ہے جیسے وزیر داخلہ کی سٹیٹمنٹ ہے، سٹیٹمنٹ میں بالکل خلاف واقع باتیں ہوئی ہیں اور سب کو وانا کے ساتھ جوڑنا یہ امریکہ کی پالیسی اور اس کا منشاء ہے۔ وزیر داخلہ امریکہ کے لئے سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں، اس ایوان کے لئے نہیں دے رہے ہیں۔ اسی طرح یہ جو صاحب کھڑے ہیں اگر یہ ہمارے معتقدات پر اور ہمارے بنیادی عقائد پر یہاں پر ہمارے ایوان میں بیٹھ کر بات کریں گے تو ظاہر ہے کہ اس سے اشتعال پھیلے گا اور آپ کو اس بات کو یقینی بنانا چاہیئے کہ کوئی آدمی خواہ بینارٹی سے تعلق ہو، غیر مسلم ہو، مسلم ہو ملک کے اور قوم کے بینادی نظریے پر اگر وہ بات کرے گا اور اس کے اوپر اعتراض اٹھائے گا تو یہاں اشتعال پھیلے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! تشریف رکھیں۔ میں بات کرنے لگا ہوں میری گذارش سنیں اب قاضی صاحب۔ واک آؤٹ تو آپ نے کرنا ہے، میری بات تو سن لیں ناں۔ قاضی صاحب بات سن کر جائیں ناں۔ انہوں نے کہا ہے کہ الازہر یونیورسٹی کے سکالر کا فتویٰ ہے، حوالہ انہوں نے دیا ہے correct وہ غلط بھی ہوسکتا ہے، صحیح بھی ہوسکتا ہے۔ وزیر داخلہ نے جو سٹیٹمنٹ دی ہے اس کے لئے رولز میں گنجائش موجود ہے۔ آپ بھی کوئی لکھ پڑھ کا کام کیا کریں۔ ایک موشن موو کریں۔ اس میں بحث کروالیں۔ تو واک آوٹ کا جواز نہیں، نہ ہی یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ اس پر ہر بندے کا اپنا اختلاف رائے ہوسکتا ہے۔ الازہر یونیورسٹی مسلمانوں کی

یونیورسٹی ہے۔ سکالر کا حوالہ انہوں نے دیا ہے۔ آپ کہیں کہ یہ حوالہ غلط ہے۔ انہوں نے یہ فتویٰ نہیں دیا۔ واک آوٹ کا جواز نہیں بنتا، نہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ بھنڈارا صاحب! تقریر جاری رکھیں گے۔

جناب ایم پی بھنڈارا: محترم قاضی صاحب نے کہا کہ کوئی مسلم یا غیر مسلم ایسے بیان دے جس سے اشتعال پھیلے۔ میں صرف محترم قاضی صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں قائداعظم نے کہا ہے کہ نہ مسلم ہے، نہ ہندو ہے، نہ کوئی اور ہے وہ صرف پاکستانی ہے۔ اور انہوں نے خود بڑی اشتعال انگیز بات کی ہے۔

جناب سپیکر: بھنڈارا صاحب! اب آپ اگلے پوائنٹ پر آ جائیں۔

جناب ایم پی بھنڈارا: میرے محترم مخدوم امین صاحب نے کہا......

جناب سپیکر: نور یز شکور صاحب آپ جائیں، چیف وہپ دریشک صاحب جائیں منا کر لائیں۔ لیاقت جتوئی صاحب جائیں ان کے ساتھ۔

جناب ایم پی بھنڈارا: یہ مخدوم امین صاحب کا فرمانا تھا کہ یہاں ایک فرد کی حکمرانی ہے۔ میں مخدوم صاحب کو بہت ادب سے یہ کہنا چاہتا ہوں شاید وہ بالغ نہیں تھے جب زیڈ اے بھٹو صاحب نے حکمرانی یہاں مسلط کی تھی پاکستان پر جب constitutional amendments یہاں دس دس منٹ کے اندر پاس ہوتے تھے۔

جناب سپیکر: بھنڈارا صاحب! اس طرح کریں بجٹ تک پلیز محدود کریں۔ ٹھیک ہے جنرل ڈسکشن کی جا سکتی ہے۔ میری درخواست ہے کہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب ایم پی بھنڈارا: اور مخدوم صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ سائیکلوں کی جو پروڈکشن ہے وہ صرف سات فیصد زیادہ ہوئی ہے مگر موٹر سائیکلوں کی شرح ۷۰ فیصد اوپر ہوئی ہے۔ اس پر کیا صاحب رونے کی بات ہے۔ جو سائیکل چلانے والے لوگ ہیں چونکہ ملک میں ایک خوشحالی آ گئی ہے وہ

اب موٹر سائیکلیں چلا رہے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تو ایک اچھی بات ہے۔ اس میں رونے کی کیا بات ہے۔

جناب سپیکر: چیف وہیپ صاحب بھی جائیں گے اپوزیشن کے پاس۔

جناب ایم پی بھنڈارا: جناب سپیکر! میں تین تنقیدیں اس بجٹ پر کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی تنقید تو یہ ہے کہ ماحولیات کے لیے جو انہوں نے رقوم مختص کی ہیں وہ بہت کم ہیں۔ Sir, we are on the verge of an environmental disaster اس کا ہم کوئی serious notice نہیں لے رہے ہیں۔ پچھلے پی ایس ڈی پی میں ہم نے آٹھ سو چالیس ملین روپے مختص کئے تھے۔ وہ پچھلے سال سو ملین روپے کم کئے گئے ہیں اس کے بعد اور اس سال جو اس کی allotment ہے وہ بھی کوئی آٹھ سو ملین ڈالر ہے۔ میں صاحب اس کے بارے میں ایک Paragraph پڑھنا چاہتا ہوں ہمارے پاکستان Economic Survey 2003-2004 سے "Air pollution levels in Pakistan, most popular cities are amongst the highest in the world and causing serious health issues. The levels of particles and dust which cause disceases are generally twice the would average and more than five times as high as in Latin America. Sir, these are matter of very serious concern" ایک اور بھی میں بیان پڑھ کر سنا دوں Which is even more serious. "According to the World Health Organization, the ground water of Lahore upto 700 feet deep has been seriously contaminated and should not be used for human consumption."

سر! جو شہروں میں سب سے زیادہ آلودگی پھیلتی ہے وہ motor traffic سے ہے جب میں دہلی گیا تھا کوئی چھ یا سات سال پہلے it was impossible to live breath in Delhi.

مگر جب میں پچھلے سال گیا۔ میں نے یہ observe کیا کہ جتنی بسیں تھیں وہ سی این جی استعمال کر رہی ہیں۔ یہ کیوں نہیں ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بڑے شہروں میں لائیں جو انڈیا میں لائی گئی ہے کہ بسوں اور رکشوں میں صرف سی این جی کا استعمال کیا جائے۔ اس کے برعکس یہ کہنا پڑتا ہے کہ آلودگی، ٹوسٹروک موٹر سائیکل انجن سے بھی بہت زیادہ پھیلتی ہے۔ اس پر پابندی لگائی جائے۔ We need fresh air. ہم ان چیزوں کا سد باب نہیں کریں گے اس وقت تو جو ہمارے pharmaceutical bills، medicines bills ہیں وہ اگلے پانچ سال میں دس گنا زیادہ ہوجائیں گے۔ تو صاحب یہ میری اس بجٹ پر سب سے بڑی تنقید ہے۔

دوسری بات law courts کے ضمن میں ہے۔ پچھلے سال law courts کو جو دیے گئے تھے آٹھ سو چالیس ملین روپے، اس سال اس کی allotment صرف چار سو ملین روپے ہے۔ اس کی مجھے کوئی سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے اسے نصف کیوں کر دیا ہے۔ as far as the common man is concerned اس کے گردن میں سب سے بڑا کانٹا law courts ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے investment attract کرنے کے لئے اور common man کے burden کو کم کرنے کے لئے کہ جو قانونی ادارے ہیں انہیں اور وسیع کیا جائے اور انہیں اور ترجیح دی جائے foreign investment کے حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی irritant اس وقت یہ ہے جو کہ مقدمات فیصلے ہونے میں بہت دیر لگتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹس کرتے جائیں، پوائنٹس۔

جناب ایم پی بھنڈارا: میرے محترم قاضی حسین صاحب نے ایک بڑا اچھا پوائنٹ اٹھایا تھا کہ جو بلین ڈالرز float کر رہے ہیں investment کے لئے اور ہم نے اسی ضمن میں منسٹر انٹریئر کا بیان سنا ہے اور بڑی خوشی ہوئی ہے ہمیں سن کے کہ جو مجرم تھے، یہ جو بھی disasters

ہوئے ہیں کراچی میں، یہ لوگ پکڑے گئے ہیں۔ یہ بہت ضروری ہے اور میں قاضی صاحب کی یہاں تائید کرتا ہوں کہ ہمیں incentives دینے چاہئیں کہ یہ investment پاکستان کی طرف آئے۔ investment لینے کے لئے We should be an investment friendly country. We should not be thinking in terms of living in a small fish pool. ہماری نظر تنگ نہیں ہونی چاہیئے ، ہماری نظر وسیع ہونی چاہیئے ۔ ہم نے investment کو پاکستان میں لانا ہے کہ یہاں اور خوشحالی ہو اور بیروزگاری کم ہو۔ مگر ہم اس تنگ نظر سے چلیں گے تو وہ investment یہاں پاکستان نہیں پہنچے گی۔ اور مجھے افسوس تھا کہ اتنی چھوٹی بات پر میرے بھائی جو ہیں مذہبی جماعتوں کے انہوں نے واک آؤٹ کر دیا۔ کیا وہ بات سننے کے لئے تیار بھی نہیں ہیں ۔ آپ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں تو آپ investment کیسے لائیں گے پاکستان میں، آپ اسے خوشحال کیسے کریں گے۔ بہرحال ہمارا عزم ہے کہ ہم پاکستان کو خوشحال کریں گے۔ اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔

Mr. Speaker: Kindly try to wind up.

جناب ایم پی بھنڈارا: وانا کے اپریشن کے بارے میں جی کوئی تعلق تو نہیں ہے بجٹ تقریر کے ساتھ۔ مگر کئی سپیکرز نے خاص طور پر جو مذہبی پارٹیز کے اراکین نے وانا کا ذکر کیا۔ میں یہ پوچھتا ہوں صاحب کہ وزیرستان پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ وہ تو حصہ ہے پاکستان کا، تو وہاں جو بھی foreigners بیٹھے ہیں کن کی اجازت سے بیٹھے ہیں اور یہ ان کی کیوں تائید کر رہے ہیں کہ وہاں اجازت کے بغیر بیٹھیں۔ ہم نے تو انہیں بہت مودبانہ طریقے سے کہا کہ بھائی صرف رجسٹر ہی کرا لو۔ وہ کہتے ہیں نہیں نہیں۔ نیک محمد کہہ رہا ہے نہیں نہیں، میں تو یہاں کا استاد ہوں۔ میں تو یہاں کا چوہدری ہوں۔ کون رجسٹر کرنے کے لئے کہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیک محمد اور اس کے دوست یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ وزیرستان پاکستان کا کوئی حصہ ہے۔ ہم اسے نہیں

برداشت کریں گے۔ وزیرستان پاکستان کا حصہ ہے اور افغانستان کا حصہ نہیں ہوسکتا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کئی سپیکرز نے کہا کہ ہم نے افہام وتفہیم کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ ہم نے افہام وتفہیم کا راستہ نہیں چھوڑا ہے۔ ہم نے کئی chances دیئے انہیں کہ وہ رجسٹر ہو جائیں۔ وہ رجسٹر نہیں ہوئے۔ میں آخر میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ ہم ایک اسلامی اسمبلی بن جائیں جس میں تنقید صرف تنقید کی خاطر نہ کی جائے بلکہ ہمیں جو national issues ہیں We should rise upto the occassion and form a unity اور جہاں تک terrorism کا مسئلہ ہے یا وانا کا مسئلہ ہے These are issues related to terrorism اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ جو ہمارے بھائی یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ اس کام میں پیش پیش ہونگے اور ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلے سپیکر کو فلور دینے سے پہلے مجھے convey ہوا ہے نور یز شکور صاحب کی طرف سے کہ دو فاضل ممبران یہ clarification کریں گے۔ صاحبزادہ فضل کریم صاحب اور شیرانی صاحب۔ جو پوائنٹ یہاں raise ہوا ہے تو میں ان سے گزارش کرونگا کہ مختصر وقت میں وہ فرمائیں۔ دو کا فیصلہ ہوا ہے۔ جی صاحبزادہ فضل کریم صاحب۔

POINT OF CLARIFICATION REGARDING BANK INTEREST

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: جناب سپیکر! یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی قومی اسمبلی ہے اور ظاہر ہے کہ ہم سب نے ۱۹۷۳ء کے آئین کی پاسداری کا حلف اٹھایا ہے جس میں تمام minorities بھی شامل ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل ایک آئینی ادارہ ہے۔ اس آئینی ادارے میں سود کے سلسلہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے متفقہ طور پر بینک میں جو interest لیا جاتا ہے اس کو خلاف شریعت ڈیکلئیر کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن عظیم جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو

ارشاد فرمایا کہ......(عربی) کسی شخص کو اس اسمبلی میں یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ اشارتاً کنایتاً، تحریراً یا تقریراً اپنے الفاظ میں قرآن کے نص قطعی کی خلاف ورزی کرے۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اور ہم مغرب سے شائد اتنا متاثر ہو گئے، قرآن اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے، ان کی جان مال، عزت اور آبرو کا تحفظ ۱۹۷۳ء کے آئین سے لیکر قرآن عظیم تک موجود ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: لیکن اقلیتوں کو بھی چاہیئے کہ کم از کم انہوں نے جو حلف لیا ہے اس حلف کی پاسداری کے لئے ایسے sensitive issues کو اسمبلی کے اندر اپنی سپیچ میں نہ لائیں جس سے اختلاف اور انتشار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم: میں یہ عرض کروں جناب سپیکر! میں بالکل مختصر بات عرض کرنا چاہتا ہوں آپ کی خدمت میں کہ سود کے سلسلہ میں یہ جو ہمارے تصور پیش کیا جاتا ہے کہ علماء اور مکاتب فکر میں اختلاف ہے، حنفی میں مالکی میں، شافعی میں جعفری میں کسی میں کوئی اختلاف نہیں ہے سود پر علماء کرام کی متفقہ رائے ہے۔ احکامات ہیں اور ان احکامات پر اگر اسمبلی میں بات ہوگی تو ایسا ہی ہوگا میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جناب ہم تو وہ ہیں کہ میں نے ۱۹۹۶ء کی صوبائی اسمبلی میں جب blesphemy law پر بات ہو رہی تھی، لوگ اسوقت تحفظ ناموس رسالت کی بات کرتے ہیں کہ وہ ختم ہونا چاہیئے میرا یہ ایمان ہے، ہمارا یہ عقیدہ بحیثیت مسلمان آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ اصلواتہ السلام کی شان میں جو بھی گستاخی کرے گا وہ بھی سزائے موت کا مستحق ہوگا نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا۔

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ مولانا شیرانی صاحب۔

مولانا محمد خان شیرانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس سلسلے میں میں ہاؤس کی توجہ......

جناب اکرم مسیح: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب گیان چند سنگھ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ ایک نیا ایشو کھڑا ہو گیا ہے۔ اقلیتوں کے اکرم مسیح، گیان سنگھ سارے بات کریں گے۔ کرشن بھیل ہیں۔ اکرم مسیح آپ بیٹھیں۔ تشریف رکھیں۔ کرشن بھیل تشریف رکھیں۔ فاضل ممبران تشریف رکھیں۔ اکرم مسیح تشریف رکھیں۔ آپس میں بات نہ کریں۔ یہ عقیدہ کی بات ہے پارٹی کی بات نہیں ہو رہی۔ تشریف رکھیں۔ جی مولانا صاحب بات کریں۔

مولانا محمد خان شیرانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محترم سپیکر صاحب میں اس ہاؤس کی توجہ......

Mr. Speaker: Mr. Krishan Bheel you will have to mend yourself.

مولانا محمد خان شیرانی: میں اس ہاؤس کی توجہ آئین کے آرٹیکل ۲ اور آرٹیکل ۲ الف، آرٹیکل ۲۲۷، آرٹیکل ۲۲۸، آرٹیکل ۲۰۳، اور آرٹیکل ۲۶۵ کی جانب مبذول کراؤں گا۔ یہ تمام آرٹیکل آپ دیکھیں کہ آرٹیکل ۲ میں اسلام اس ملک کا سرکاری مذہب ہے، آرٹیکل ۲۰۲ الف میں قرارداد مقاصد اس آئین کا مستقل حصہ ہے، آرٹیکل ۲۲۷ میں اس ہاؤس میں اسلام، قرآن وسنت کی مخالفت میں کوئی بات، کوئی رسم کوئی رواج اور کوئی قانون بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ اور آرٹیکل ۶۵ میں قومی اسمبلی اور سینیٹ کے ارکان کے حلف اٹھانے کا طریقہ ہے اور آئین میں جو حلف درج ہے وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں کہ ''میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہونگا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھونگا اور اس کا تحفظ اور دفاع کرونگا'' اور آئین کے آرٹیکل ۲۰۳ میں وفاقی شرعی عدالت ہے اور آرٹیکل ۲۲۸ میں اسلامی نظریاتی کونسل ہے اور یہ تمام کے تمام ادارے آئینی ہیں اور اس اسلامی نظریاتی کونسل نے

اسی سود کے بارے میں فیصلہ دیا ہے کہ یہ خلاف شریعت ہے اور ہم نے اس آئین اور اس آئینی اداروں کے تحفظ کی قسم اٹھائی ہے تو میں معزز ارکان کی خدمت میں گذارش کرونگا کہ آپ نے اپنے حلف کی خلاف ورزی کی ہے۔ آئین کی خلاف ورزی کی ہے، ضد نہ کریں اور اپنے الفاظ پر معافی اس ہاؤس سے مانگیں، جہاں تک ان کا تعلق ہے تو میں بھنڈارا صاحب سے پوچھتا ہوں کہ ہندو مذہب میں کیا شراب کی اجازت ہے کہ وہ تجارت کرتا ہے۔ لہذا میں اس ہاؤس سے......

جناب سپیکر: بہت شکریہ آپ کی بات آگئی ہے۔ آپ اچھے حوالے دیئے ہیں اور ریکارڈ پر آ گیا ہے۔ گیان چند سنگھ آپ بھی پلیز personal explanation پر مختصر بات کریں۔ controversy نہیں کرنی۔

جناب گیان چند سنگھ: وائی گرو جی کا خالصہ، وائی گرو جی کی فتح۔ شکریہ جناب سپیکر صاحب۔

مولانا عبدالاکبر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چترالی صاحب آپکی مہربانی۔

جناب گیان چند سنگھ: جناب سپیکر! میں پرسنل وضاحت پر بات کرنا چاہونگا۔ میرے فاضل ممبر نے شیرانی صاحب سے پہلے اقلیتوں کے حوالے سے کچھ ریفرنس دیئے اور دعویٰ کیے کہ اسلام میں قرآن پاک میں اقلیتوں کو مکمل تحفظ اور مکمل rights دیئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آئین میں اقلیتوں کو مکمل حقوق ملے ہیں۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑیگا کہ یہ قصہ پارینہ بن گئے۔ یہ صرف اس چیز کو کہتے تو ہیں لیکن ثابت کوئی نہیں کر سکا۔ مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ یہ چند ایک اقلیت کے علاوہ سارے مسلمان بیٹھے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ مومن مسلمان نہیں ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ خود مسلمان آپس میں اتنے لڑ رہے ہیں کہ بندہ حیران ہو

جاتا ہے تو میں ان سے کیا توقع رکھوں کہ یہ مجھے کیا right دیں گے، یہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے یہ اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرکے آپس میں لڑ رہے ہیں تو میں ان سے کیا توقع رکھوں کہ یہ مجھے rights دیں گے۔ میں تو اگر کسی کو خراج تحسین پیش کرونگا تو وہ صرف جنرل پرویز مشرف جو ہمارے صدر صاحب ہیں، President of Pakistan

جناب سپیکر: no noise سنیں سننے کا حوصلہ رکھیں۔

جناب گیان چند سنگھ: میں دعویٰ سے ان کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے ہمیں separate electorate سے چھٹکارا دلایا۔ انہوں نے ہمیں پاکستان کا ایک شہری بنا دیا۔ میں صرف ان سے متاثر ہوا ہوں اور ان کے حوالے سے کہہ سکتا ہوں کہ واقعی انہوں نے مسلمان ہونے کا اور انہوں نے پاکستانی ہونے کا حق ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ اکرم مسیح آپ نے بھی یہی بات repeat کرنی ہے۔ اکرم مسیح پھر یہ سارا وقت لگ جائے گا۔ اکرم مسیح پھر یہ سارا وقت لگ جائے گا۔ جی اکرم مسیح صاحب مختصر بات کریں گے۔

جناب اکرم مسیح: جناب سپیکر......

جناب سپیکر: چترالی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ڈیبیٹ شروع کرانے دیں۔ دو کا مجھے کہا تھا وزیر صاحب نے اور دو کو میں نے موقع دے دیا۔

جناب اکرم مسیح: شکریہ جناب سپیکر۔ سب سے پہلے میں اس حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں اور معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ملک میں مخلوط انتخابات ہوئے ہیں، علماء کرام صاحبان نے بھی اور تمام parliamentarian نے non-Muslims سے بھی ووٹ لئے ہیں لیکن مجھے یہاں دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایم ایم اے کے رویہ سے ہم لوگوں کا دل بہت اداس ہوا ہے۔ انہوں نے جب بھی بات کی انہوں نے یہود ونصاریٰ کی بات کی کہ یہ لوگ

ہمارے دوست نہیں ہو سکتے۔ آپ لوگ ہمیں یہ تو بتائیں کہ پاکستان میں کتنے لوگ یہودی ہیں۔ یہاں تو کوئی آدمی یہودی نہیں ہے۔ البتہ نصاریٰ قرآن پاک کے مطابق Christian کو کہا جاتا ہے، آپ لوگوں نے ان لوگوں سے ووٹ لیئے ہیں اور آج آپ لوگوں نے کبھی قومی اسمبلی کے فلور پر ان لوگوں کی بات نہیں کی، اور میں یہاں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ مجھے آج یہ دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بھنڈارا صاحب سے آج کوئی ایسی بات نہیں کی اور اس کے حوالے سے اتنی بات کو ایشو بنایا گیا اور ہماری یہاں پر، محترمہ مسز آسیہ ناصر اور گیان سنگھ بھی اور کرشن بھیل بھی یہاں بیٹھے ہیں جنہوں نے اس کے حوالے سے واک آؤٹ کیا۔ ہم کو کبھی ہمارے پارٹی لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے ہمیں dictation نہیں دی وہ ہم پر اعتماد کرتے ہیں انہیں پتہ ہے کہ ہم جو بھی بات کریں گے ان کے favour میں کریں گے آج تک آپ لوگ بتائیں کہ جب میں نے یہاں توہین رسالت کی بات تھی تو اپوزیشن کے بھائیوں کا بھی کام بنتا تھا کہ وہ توہین رسالت کے حوالے سے بات کرتے، وہاں سے حافظ حسین صاحب آئے اور انہوں نے مسز آسیہ ناصر سے آ کر کہا کہ آپ اکرم مسیح سے دوسری طرح بات کریں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب اکرم مسیح: یہاں پر سر! میں شراب کے حوالے سے بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ رہنے دیں۔

جناب اکرم مسیح: بہت اہم بات ہے اس حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رہنے دیں یہ۔ اکرم رہنے دیں۔ پلیز رہنے دیں۔ یہ نئی controversy کھڑی ہو جائے گی۔ بہت شکریہ

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر......

جناب سپیکر: نہیں لیاقت بلوچ صاحب اس پر میں سارا وقت نہیں لگا سکتا یہ اس طرح تو پھر رات تک ختم نہیں ہو سکتا۔ جی عمران خان صاحب بات کریں گے۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر......

جناب سپیکر: چترالی صاحب بھی وقت مانگ رہے ہیں۔ مہربانی آپ کی میں شکر گذار ہوں۔عمران خان صاحب۔ بعد میں، آخر میں دیکھتا ہوں

مولانا عبدالاکبر: جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں تقریر کروالوں بعد میں وضاحت کرالونگا۔آخر میں کراؤں گا۔عمران خان صاحب آپ بات کریں۔ میں ان کی تقریر کرالوں بعد میں دیکھتے ہیں Members are requested to have their seats. عمران خان صاحب آپ شروع کریں۔

GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR 2004-2005

جناب عمران خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب۔ پہلے تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس ٹائم کتنا ہے۔آدھا گھنٹہ ہے؟

جناب سپیکر: نہیں آدھا گھنٹہ سے کم ہی کریں۔۔

جناب عمران خان: چلیں ۲۵ منٹ۔سب سے پہلے فنانس منسٹر کو میں......

جناب کرشن بھیل ایڈووکیٹ: جناب سپیکر......

جناب سپیکر: کرشن بھیل بیٹھ جائیں ذرا تقریر ہولے۔عمران خان صاحب جاری رکھیں۔

جناب عمران خان: میرے بعد کرلیں۔میرے بعد کرلینا۔

جناب کرشن بھیل ایڈووکیٹ: ہمیں یہاں گالیاں دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: گالی ویسے آپ نے نکالی تھی میں نے سنی ہے۔عمران خان صاحب آپ بات کریں۔آپ نے گالی نکالی تھی۔میں watch کرتا رہتا ہوں۔

جناب عمران خان: میں فنانس منسٹر کو انہوں نے جو بزنس اور انڈسٹری کو......

چوہدری عمران اللہ: پوائنٹ آف آرڈر......

جناب سپیکر: عمران اللہ یہ بہت بری بات ہے۔

جناب عمران خان: جو incentive دیئے ہیں raw materials کے اوپر duties کم کیں اور GST کم کیا میں اس پر ان کو داد دیتا ہوں۔ یہ ایک positive' چیز ہے اور آگے جا کر امید یہ ہے کہ investment بڑھے گی۔ لیکن مجھے جو اصل پرابلم نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ جو فگرز ہمیں دکھائی گئیں کہ پاکستان میں غربت کم ہوئی ہے۔ میں اپنے دوست شوکت عزیز کو اپنے حلقہ میں invite کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں اور بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کے حلقے دیہات کے ہیں۔ تو اگر آپ وہاں کا حال جا کر دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ غربت بہت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ غربت کم نہیں ہوئی بلکہ یہ بڑھی ہے اور آج میرا اس ہاؤس سے التجا ہے کہ بہت ضروری ہے کہ ہم سروے شروع کریں، پاکستان میں تاکہ غربت کے بھی inflation کے بھی ہر ایک کہ ہمارے پاس independent surveys ہوں۔ Diffad کی رپورٹ پڑھ لیں۔ UNDP کی گر آپ پاکستان کے اوپر اور poverty کے اوپر فگرز پڑھ لیں تو ان سب کے مطابق پاکستان میں غربت بڑھ رہی ہے تو ہمیں یہ جو بتایا گیا poverty کا کہ poverty کم ہوئی ہے یہ اپنے آپ کو بہت بڑا دھوکہ ہم دے رہے ہیں۔ اور یہ غربت آج پاکستان کا نمبر ایک ssue ہے۔ میرا وزیر خزانہ سے یہ درخواست ہے کہ جب تک ہم اپنے ٹیکس indirect اکٹھے کریں گے پاکستان میں غربت ختم نہیں ہوگی بلکہ اسی طرح بڑھتی جائے گی، امیر امیر تر ہوتا جائے گا اور غریب زیادہ غریب ہوتا جائے گا۔ پاکستان کے اندر ہمارے اکنامک سروے کے مطابق ٦٩ فیصد ٹیکس indirect ہیں لیکن اگر آپ presumptive tax اور with-holding ڈال دیں جو کہ دنیا میں ہر جگہ indirect tax سمجھے جاتے ہیں تو پاکستان کی indirect taxation آج تقریباً ٩٠ فیصد سے اوپر ہے تو جس ملک کے اندر ٩٠ فیصد indirect taxation آئے اس کا مطلب ہے کہ غریب سے پیسہ لیکر امیر کی طرف جا رہا ہے۔ transfer of wealth غریب

سے امیروں کو جا رہی ہے۔ تو یہاں پر غربت ختم ہو ہی نہیں سکتی بلکہ غربت بڑھے گی اور اگر آپ فگرز دیکھیں تو سارے ایشیا کے اندر بنگلہ دیش میں بھی غربت کم ہوئی ہے، نیپال سری لنکا اور ہندوستان میں کم ہوئی ہے لیکن پاکستان میں پچھلے دس بارہ سال سے غربت تیزی سے بڑھ رہی ہے تو میری گذارش یہ ہے کہ پہلے تو ہم اپنے taxation structure کو دیکھیں کہ جب تک یہ tax structure indirect taxes سے ہم پیسہ اکٹھا کریں گے utilities پر ٹیکس لگاتے جائیں گے تو ہم غریب کی مدد نہیں کر سکتے ہم اس کا نام لیتے رہیں گے لیکن اس کی مدد نہیں ہوگی۔

دوسری چیز inflation ہے official figures یہ ہیں کہ پاکستان میں ۴ء۹ فیصد inflation ہے۔ لیکن اگر آپ sensitive price index کو دیکھیں تو اس کے مطابق ۱۱ فیصد inflation ہے۔ یہ جو sensitive price index ہے یہ directly hit کرتا ہے غریب آدمی کو جو آگے ہی پسا ہوا ہے۔ تو اگر غریب آدمی کی inflation بھی بڑھ رہی ہے اور indirect taxes سے بھی پیسہ اکٹھا کر رہے ہیں تو پاکستان کے اندر ہم آگے دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں ہمارا ملک ایک سول war کی طرف جائے گا۔ جو اصل پاکستان میں غربت بڑھ رہی ہے وہ دیہاتی علاقہ میں بڑھ رہی ہے اور دیہاتی علاقوں کے اندر جو incentive دیئے گئے ہیں کہ tubewell کی ہم نے prices fix کی ہیں۔ اس کو بھی سمجھتے ہیں کہ یہ خوش آئندہ ہے۔ لیکن میری عرض یہ ہے کہ اگر ہم نے غربت کو صحیح معنی میں روکنا ہے تو میری وزیر خزانہ کے لئے تین تجاویز ہیں۔ پلیز ذرا یہ غور سے سن لیں۔ نمبر ایک یہ ہے کہ بجلی اور گیس کی سیلنگ ۱۰۰ یونٹ پر لیکر جائیں اور ۱۰۰ یونٹ کے اوپر بجلی اور گیس کی قیمتیں freeze کرکے ان کے اوپر سے جی ایس ٹی ہٹائیں۔ اس کا کل نقصان جو آپ کو ہوگا اور جو ہم نے calculate کیا ہے وہ صرف دو ارب روپیہ ہوگا۔ اور یہ دو ارب روپیہ اتنے بڑے بجٹ میں اس سے بہت زیادہ فائدہ غریب لوگوں کو پہنچے گا۔ نمبر دو یہ تجویز ہے کہ دیہاتی علاقوں کے اندر چھوٹے کسانوں کے لئے پورے

incentive دیں۔ subsidize کریں ان کو۔ساری inputs کے اوپر سے جی ایس ٹی ختم کریں۔آپ جتنی مرضی poverty alleviation کرلیں جب تک آپ دیہاتی علاقوں کے اندر ایک عام کسان کے لئے اس کو پیسے بنانے کا موقع نہیں دیں گے غربت کم نہیں ہوگی اور ہمارے سامنے East Punjab کی مثال ہے کہ انہوں نے پورا subsidize کیا East Punjab کے farmers کو۔اس نے پیسہ بنایا، اس نے پیسہ اپنی زمین پر لگایا۔وہ پیسہ باہر کے بینکوں میں نہیں لے گیا۔ پیسہ چھوٹا کسان اپنی زمین پر لگاتا ہے اور پیداوار بڑھتی ہے اور ملک بھی خوشحال ہوتا ہے اور جب کسان خوشحال ہوتا ہے تو آپ کی تب rural poverty کم ہوتی ہے تو میں آپ کو یہ بڑے زور سے کہوں گا کہ آپ GST agricultural inputs کے اوپر سے ختم کریں اور subsidise کریں farmers کو European Union اور United States تین سو ساٹھ ارب ڈالر کی subsidy کرتا ہے اپنے farmers کو آئی ایم ایف کے زور پر ہم نے ساری subsidy اٹھا کر ہم نے اپنے غریب فارمر کو کچل دیا پاکستان میں میری request ہے کہ یہ کریں اور میں ایک تیسری آپ کو تجویز یہ دینا چاہتا ہوں غربت کے لئے کہ پاکستان کے اندر لنگر کھولیں شہروں کے اندر دیکھیں یورپ کے اندر جب زیادہ بیروزگاری ہوتی تھی تو soup kitchens کھلتے تھے جدھر غریب آدمی جو بھوکا ہے وہ کہیں جا کر کوئی کھانا کھا سکے شوکت خانم میں ہم نے باہر لنگر کھولا ہوا ہے ہر روز ہزار آدمی آ کر دو وقت کا کھانا کھاتے ہیں وہاں، میں آپ سے یہ request کرتا ہوں اور آج یہ حال ہے کہ پہلے ہم دو روپے لیتے تھے آج کیونکہ لوگ لنگر دیکھ کر خود آ کر donations دے رہے ہیں آج ہم ایک پیسہ بھی نہیں لیتے لوگوں سے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ لوگ بھوکے نہ سوئیں آج ہمارے لوگ جو خودکشیاں کر رہے ہیں میری آپ سے request ہے کہ آپ پاکستان میں اس کو seriously سوچیں زیادہ سے زیادہ آپ کا ایک دو ارب روپیہ خرچ ہوگا لیکن آپ اتنے زیادہ غریب لوگوں کو شہروں کے اندر فائدہ پہنچائیں گے جو اس وقت آج روٹی نہیں کھا سکتے۔

جناب سپیکر! چوتھی جو میری تجویز ہے وہ ہے تعلیم میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے اندر جو سب سے بڑا crisis آ رہا ہے ایک تو بھنڈارا صاحب نے بات کی environment کی environment کا واقعی بہت بڑا crisis آ رہا ہے ہمارا پانی...... جو hepatitis پھیل رہی ہے پاکستان میں پانی کا ستیاناس ہوگیا ہے ہماری ہوا میں آلودگی ہے لیکن یہ تعلیم کا crisis ہے یہ پاکستان میں بہت بڑا crisis ہے بجٹ میں GNP percentage کو ڈبل کرنی چاہیئے ۔ میانوالی میں میں نے سروے کیا ہے وہاں میں آپ کو فگرز دے دوں ہم نے اپنے حلقے کے اندر دیکھا ہے کہ پچاس فیصد سکول بند پڑے ہیں کیونکہ ٹیچرز نہیں ہیں ۔ بیس پرسنٹ سکول صرف کاغذوں پر ہیں تنخواہیں مل رہی ہیں سکول ہیں ہی نہیں اور باقی جو تیس فیصد سکول ہیں کسی سکول کے اندر پچاس فیصد سے زیادہ ٹیچر کا کوٹہ نہیں ہے ۔ ہم کہہ رہے ہیں جنرل مشرف کی حکومت کہتی ہے کہ ہم عورتوں کی صورتحال ٹھیک کرنا چاہتے ہیں ہماری ساری عیسیٰ خیل تحصیل میں ایک لڑکیوں کا کالج ہے اس میں صرف ایک استانی آتی ہے اڑھائی سو لڑکیاں زمین پر بیٹھتی ہیں پڑھائی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ یہ حال ہے پاکستان کی تعلیم کا ، یہ بھی غربت پھیلا رہا ہے غریب غریب ہو رہا ہے اس تعلیم کے سسٹم سے ۔ غریب کے لئے جو تعلیم ہے وہ اس سے اوپر آ ہی نہیں سکتا اور امیر جو ہے وہ انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھ کر اور اوپر جا رہا ہے اور غریب اور فاصلے بڑھ رہے ہیں کلچر بھی بڑھ رہے ہیں فاصلے بھی بڑھ رہے ہیں یہ بہت بڑا پاکستان کا تعلیم کا crisis ہے میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم نے فوج کا بجٹ بڑھا دیا ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ اصل سیکورٹی اور اصل انوسٹمنٹ اس ملک کے لوگ ہیں ۔ پاکستان کا آج ایشیاء کے اندر سب سے کم human development index ہے ۔ سب سہارا ملکوں تک پہنچ چکا ہے لوگوں کے اوپر اگر انوسٹمنٹ نہیں ہے آپ جتنی بڑی فوج رکھ لیں وہ ملک کا کیا مستقبل ہے؟

میں اس کے علاوہ آپ سے این ایف سی ایوارڈ کی بات کرنا چاہتا ہوں دیکھیں این ایف سی ایوارڈ ہندوستان کے اندر صرف دس فیصد population basis پر distribute ہوتا ہے ۔

۶۲ پرسنٹ ہوتا ہے غربت کے اوپر پاکستان کے اندر جو این ایف سی ایوارڈ ہے اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے غربت کا اس کے لئے بھی ہمیں ایک independent survey چاہیئے پاکستان کے سارے علاقوں کا سروے کریں پتہ چلائیں کہ غربت کن کن علاقوں میں زیادہ ہے مثلاً سرائیکی علاقوں میں غربت ہے اندرون سندھ میں زیادہ غربت ہے یہ سارا مغرب جو پنجاب ہے دھر زیادہ غربت ہے بلوچستان میں غربت ہے۔ اس کے مطابق اس کی distribution کریں ب سارے بلوچستان کے لئے جو development fund ہے وہ نو ارب ہے۔ اسلام آباد کے لئے پونے چار ارب ہے جس کا چوالیس فیصد پاکستان کی زمین ہے اس کو نو ارب دے رہے ہیں develop کیسے اس نے ہونا ہے۔ ہم اپنے ملک کے اندر جس طرح این ایف سی ایوارڈ distribute کر رہے ہیں ہم نفرتیں پیدا کر رہے ہیں اس کی صرف ایک بنیاد ہونی چاہیئے اور وہ غربت کے اوپر poverty اگر ہندوستان ۶۲ فیصد اپنا بجٹ این ایف سی ایوارڈ صرف poverty کے اوپر دیتا ہے تو ہمیں اس پر سوچنا چاہیئے کہ ہمارے جو دور علاقے ہیں ان کا کیا حال ہو رہا ہے وہ backwardness میں جا رہے ہیں میری ریکمنڈیشن اس کے لئے یہ ہے کہ جس طرح ہندوستان میں permanent NFC کا سیکرٹریٹ ہوتا ہے ایک permanent secretariat یہاں بھی بنایا جائے جس کے اندر مسلسل assessment ہو رہی ہو اس میں کوئی political interference نہ ہو وہ technocrats ہوں اور وہ ایک poverty کے لحاظ سے اور اس کے بعد جو باقی ایشوز ہیں اس لحاظ سے distribute کریں اس ایوارڈ کو۔

میرے main points یہ ہیں کہ بجٹ آپ اچھا دے لیں لیکن جب تک ایک ملک کے اندر rule of law نہ ہو اور governance system نہ کام کرے یہ بجٹ صرف کاغذ پر رہ جائے گا یہ نیچے جا ہی نہیں سکتا۔ اب rule of law کا یہاں ملک میں یہ حال ہے کہ نہ constitution کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی اس ملک میں عدالتوں کی کوئی اہمیت ہے ہمارے

سامنے ابھی شہباز شریف کا کیس ہوا سپریم کورٹ نے ایک سپریم کورٹ جو ایک premier ایک ملک کی institution ہے اس کو violate کیا حکومت نے اس کی پرواہ نہیں کی اس کی judgement کی Constitution Article 15, 16, 19 کا گورنمنٹ نے violate کیا اس کو بھجوا کر تو اگر آپ کے ملک کے اندر جو main body ہے آپ کی سپریم کورٹ اور عدالتیں ان کا اگر کوئی jurisdiction ہی نہیں ہے ملک میں تو میں آپ کو یہ کہہ دوں کہ directly related ہے انوسٹمنٹ rule of law سے دوبئی کے اندر اگر آج prosperity ہے سنگاپور میں prosperity ہے تو سب سے بڑی وجہ ان کا rule of law ہے۔ پاکستان کے اندر آپ کی عدالتوں کا جو حال ہے وہ ہم سب جانتے ہیں بھنڈار صاحب نے بھی اس کی بات کی آپ کسی ملٹی نیشنل سے پوچھ لیں جو کہ پاکستان میں انویسٹ کرنا چاہتی ہے وہ سب سے پہلے دیکھتی ہے کہ کیا contract enforcement ہے یہاں انہیں جب پتہ ہے کہ نہ عدالتیں آزاد ہیں اور نہ credible ہیں ان کے جو حالات ہیں آج اس کے اندر انویسٹمنٹ کیسے آسکتی ہے اور آپ کیسے expect کرتے ہیں کہ آج پرائیویٹ انویسٹر جو ہے پاکستانی وہ کیوں نہیں انویسٹ کر رہا کیوں وہ زمین کے اندر ہمارے پیسے لگا رہا ہے یا وہ سٹاک ایکسچینج میں ڈال رہا ہے وہ کیوں نہیں productive investment میں پیسہ ڈال رہا جس سے employment آئے گی۔ تو یہ جو شوکت عزیز صاحب نے incentives بھی دیئے ہیں۔ مگر پھر بھی لوگ ان incentives کا فائدہ نہیں اٹھائیں گے جب تک پاکستان کے اندر rule of law نہیں ہوگا اور جب rule of law گورنمنٹ خود توڑ رہی ہے establish rule of law گورنمنٹ کرتی ہے۔ لیکن اس سے بڑی جو چیز ہے سپیکر صاحب وہ ہے governance system۔

اب میں جناب کو ایک basic governance system پر بات کروں گا اور آخری دس منٹ لے رہا ہوں دیکھیں governance system کا ایک basic ہے ایک عام جو business

administration کا جو سٹوڈنٹ ہے اس کو بھی یہ سکھایا جاتا ہے کہ جس کو آپ اتھارٹی دیتے ہیں اسی کے پاس ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ ایک simple principle ہے ایم بی اے کے سٹوڈنٹ کو یہ بتایا جاتا ہے یہ ناممکن چیز ہے کہ آپ نے ذمہ داری پرائم منسٹر کو دے دی ہے اور اتھارٹی پریذیڈنٹ لے کر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ سسٹم کبھی چل سکتا ہی نہیں ہے اس ملک کے اندر یہ جو ہم سسٹم لے کر آئے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ law and order کی situation خراب ہے یہاں یہ ہو گیا foreign investor نہیں آ رہا پہلے تو یہ دیکھیں کہ کیا ملک کا سسٹم sustainable ہے یہ سسٹم کیسا ہے کہ اس کی پریذیڈنٹ کی اتھارٹی constitution میں کچھ نہیں ہے مگر وہ ساری میٹنگز پریذائیڈ کر رہا ہے تمام کام وہ کر رہا ہے اس کے ہی آفس سے نکلتا ہے کہ پرائم منسٹر آج چلا گیا پرائم منسٹر کل چلا گیا تو political uncertainty جس ملک میں ہوتی ہے وہاں انوسمنٹ کیسے آ سکتی ہے۔ تو بجٹ سے پہلے یہ بھی تو دیکھیں کہ political stability کتنی ہے اور اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ سسٹم ہے جس میں ایک آدمی نے ساری پاور اپنے ہاتھ میں رکھ لی اور سامنے پتلے بٹھا دیئے اور پتلے بھی کیسے بٹھائے ہیں پتلے وہ بٹھائے ہیں اور پتلا بنتا ہی وہ ہے جو نااہل ہو یا وہ کرپٹ ہو یا اس کے خلاف نیب کے پاس موٹی سی فائل پڑی ہوتا کہ جب وہ لائن سے ہلے اس کو سیدھا کر دیں۔ اور یا وہ نااہل آدمی ہوں کہ جب چاہئیں اس کو اٹھا کر نکال دیں جس طرح ابھی جو سندھ کے چیف منسٹر سے ہوا ہے اسمبلی میں کوئی بات ہوئی نہیں پکڑ کر پیچھے سے ہی فارغ ہو گیا تو یہ جو سسٹم ہے سپیکر صاحب یہ سسٹم self-destrictive ہے یہ سسٹم چل ہی نہیں سکتا۔ یا تو سیدھی طرح یہ سارا فساد ختم کر کے ساری پاور رکھ کر مارشل لاء لگا دیں اپنا ایک آدمی کام کرے لیکن یہ جواب نہ تیتر نہ بیٹر، نہ Presidential Form of Government ہے نہ Parliamentary Form of Government ہے اور ہم پھر کہتے ہیں کہ جناب یہ ملک آگے نہیں بڑھ رہا یہاں مسئلے ہوئے ہوئے ہیں۔ اور کریڈٹ لے گئے ہم سارے کہ یہ جو

ساری ترقی ہوئی ہے یہ گورنمنٹ پالیسی سے ہوئی ہے میں ایک پوائنٹ صرف اس پر کہنا چاہتا ہوں کہ ۱۱۔۹ سے پہلے روپے کو بیس پرسنٹ devalue کیا تقریباً یعنی کہ ۶۸ روپے پر پہنچ گیا تھا اور اگر ۱۱۔۹ آتا تو سب کو پتہ تھا کہ روپیہ جا رہا ہے سو روپے پر پہنچ جاتا تھا ایک ڈیڑھ سال کے اندر۔ تو ہم اگر آج کہتے ہیں کہ بڑی اکنامک پالیسیز ہیں ہم شکر کریں۔ ۱۱۔۹ کا اگر ۱۱۔۹ ہو گیا تو اس سے اگر ہم نے فائدہ اٹھا لیا لیکن اب کم از کم اپنا governance system ٹھیک کریں تا کہ ملک کو آگے کوئی hope ملے۔

اس کا دوسرا پہلو جو ہے جو کیا گیا پاکستان کے ساتھ جنرل مشرف نے جس طرح کے لوگوں کو اس نے بڑے بڑے عہدے پکڑائے ہیں مجھے یہ بتائیں کہ پاکستان میں ایک نوجوان جو آج اوپر آنا چاہتا ہے اس کو ہم نے کیا مثال دی ہے۔ ایک امریکہ جو آگے بڑھا تھا امریکہ کے پیچھے ایک American dream تھی کہ ایک غریب سے غریب آدمی بھی اگر محنت کرتا ہے ذہن لڑاتا ہے تو بڑے سے بڑے عہدے پر پہنچ سکتا ہے۔ پاکستان میں آج جنرل مشرف نے یہ dream دی ہے کہ اگر آپ جتنے کرپٹ ہوں چوری کریں قتل کریں جو مرضی کر لیں لیکن ان کی آپ حکومت کے ساتھ مل جائیں اور آپ کے پاس تھوڑا سا ووٹ بنک اکٹھا کر کے چلے جائیں تو آپ بڑے سے بڑے عہدے پر پہنچ سکتے ہیں۔ جو ملک ایوارڈ کرتا ہے جو ملک ایوارڈ کرتا ہے ان moralities کو اس ملک کے کیا چانس ہیں۔ اختر حمید خان جو میں سمجھتا ہوں پاکستان کا بہت بڑا ایک بہت عظیم آدمی تھا اس کے بڑے famous points تھے اس نے کہا Pakistan does not have an economic problem, Pakistan has a moral problem اور جنرل مشرف نے اس moral problem کو اور آگے بڑھا کر رکھ دیا ہے کہ سارے کرپٹ لوگ جو اپنے آپ کو ثابت کر رہے تھے گیارہ سال میں کرپٹ ہیں ان کو بڑے بڑے عہدوں پر لا کر بٹھا دیا۔

میں اس کے ساتھ ہی لوکل گورنمنٹ سسٹم پر سپیکر صاحب ! بات کروں گا کیونکہ یہ بھی governance کا حصہ ہے۔ میں اب لوکل گورنمنٹ سسٹم کے اوپر آنا چاہتا ہوں کہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم ہے یہ ایک delivery system ہے یہ جو لوکل گورنمنٹ سسٹم جس طرح بن چکا ہے،اس نے power devolve نہیں کی یہ power centralise کر دی ہے ڈسٹرکٹ کے اندر اس سے زیادہ devolution پہلے تھی۔ میری عرض ہے کہ اگر ہم نے اس کو effective کرنا ہے تو ہمیں یونین کونسل کو پاور دینی چاہیئے بیچ میں ضلعی ناظم اور تحصیل ناظم کو نکال دینا چاہیئے کیونکہ ابھی جو ضلع ناظم کو فرعون بنا دیا ایک ڈسٹرکٹ میں check balance کوئی ہے نہیں اگر وہ گورنمنٹ پارٹی کے ساتھ ہے تو political victimisation بھی کر رہا ہے وہ اپنا حلقہ بھی بنا رہا ہے وہ پیسے بھی اپنے حلقے میں خرچ کر رہا ہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے یہ ایک بڑا گندہ سسٹم نکل آیا ہے،اور اس سے پاکستان کو نقصان بھی ہو رہا ہے اور غریب آدمی پس رہے ہیں اس سے۔

آخر میں میں war on terrorism کے اوپر جو ابھی فیصل صالح نے تقریر کی مجھے ایسے خیال ہوا کہ یہ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے سامنے تقریر ہو رہی تھی یہ ہماری پاکستانی پارلیمنٹ کے سامنے نہیں ہو رہی تھی۔ تقریر یہ ہو رہی تھی ایسے لگ رہا تھا کہ امریکہ کا عراق کے اندر جب spokesman کھڑا ہو کر بات کرتا ہے کہ we will eliminate terrorists, we will be relentless مجھے ایسے نظر آ رہا تھا جیسے اسی طرح کوئی terrorism پر بات ہو رہی ہے۔ یہ فیصل صالح کو سمجھ ہی نہیں ہے کہ وانا کی situation کتنی complex ہے ان کو یہ idea ہی نہیں ہے کیونکہ یہ فیصل صالح کبھی وانا نہیں گئے میں جناب وانا گیا بھی ہوں میں نے سارا سٹڈی کیا ہے سارا قبائلی علاقہ پھرا میں ایک عرض کروں کہ یہ اتنا خطرناک situation پاکستان کے لئے بن سکتا ہے کیونکہ سارے قبائلی علاقے میں آج پاکستانی فوج کے خلاف نفرت پھیل رہی ہے آپ یہاں سے خدا کے واسطے ایک fact finding mission اس پارلیمنٹ کا لے کر جائیں یہ

جھوٹ جو ہم نے سنا ہے سپیکر صاحب یہ بالکل جو جھوٹ سنا ہے آج کہ جناب وہاں فلاں پکڑا گیا فلاں پکڑا گیا اور ٹریننگ کیمپس ہیں یہ ہیں وہ ہیں اس کا طریقہ صرف ایک ہے کہ یہاں کی cross parliament دونوں treasury benches اور یہاں سے fact finding mission یہ بڑا اہم مسئلہ ہے کیونکہ پاکستانی فوج اگر قبائلی علاقے میں پھنس گئی ان کو قبائلی علاقوں کی تاریخ کا نہیں پتہ ہے کہ ایک سپر پاور برطانیہ بھی تھی سب سے زیادہ برطانوی فوجی قبائلی علاقے میں مرے دو سو سال ہندوستان پر ruler رہے وہاں ہر آدمی مسلح ہے وہاں کم از کم پندرہ لاکھ مسلح لوگ ہیں۔ یہ گوریلا وار وہاں پاکستانی فوج کا اور ان کا شروع ہو گیا ہے یہ ملک کی بربادی ہے۔ آگے ہی ڈیفنس بجٹ ہم نے بڑھا دیا ہے آپ یہ سوچیں کہ اگر یہ وہاں اور کسی سے پوچھ لیں وہاں جا کر قبائلی علاقہ میں ابھی جھنڈولا کے اندر یہ وزیرستان کے ایم این اے بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ جھنڈولا کے اندر ابھی کیا ہوا ہے یہ کوئی فارنرز نہیں ہیں یہ قبائلیوں کی اور پاکستانی فوج کی لڑائی ہو رہی ہے یہ فارنر یہاں کوئی نہیں ہے میری عرض یہ ہے کہ بجائے ایسے پروپیگنڈہ سننے کے یہ امریکیوں کو خوش کرنے کے لئے جو ہم کر رہے ہیں اس میں کوئی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے ملک کا سوچنا چاہیئے اور ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ جو امریکہ کی war on terrorism ہے وہ آج امریکہ کے اندر discredited ہو چکی ہے آج امریکہ کے اپنے لوگ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے غلط premise پر یہ جنگ لڑی ہے یا neu conservatives کا ایک کوئی پلان تھا اس کے تحت عراق کو pre planned سارا ہوا ہے وہ خود question کر رہے ہیں کہ وہ کیسی war on terrorism ہے کہ war on terrorism سے terrorists بڑھتے جا رہے ہیں دنیا میں پاکستان کے اندر کس نے انوسٹمنٹ کرنی ہے آپ دیکھ لیں ستمبر ۱۱ کے بعد پہلی دفعہ suicide bombings ہو رہی ہیں کور کمانڈر کے اوپر attacks ہو رہا ہے صدر کے اوپر attack ہو رہا ہے کس نے انوسٹمنٹ کرنی ہے۔ آپ کو میں ایک انڈیکیشن دیتا ہوں کہ چین کے

اندر جو foreign invested enterprises ہیں ان کی ایکسپورٹ ۶۰ پرسنٹ ہے چائینا کی ایکسپورٹ سے یعنی کہ ٹوٹل ایکسپورٹ کے ۶۰ پرسنٹ foreign invested enterprise ہے جو باہر سے انوسٹمنٹ آئی ہوئی ہے پاکستان میں ۸ء ہے اور کیسے آئے گی انوسٹمنٹ جب پاکستان میں یہ بم دھماکے ہو رہے ہیں اور ہم کسی اور کی جنگ لڑ رہے ہیں ہم اپنی کرسیاں بچانے کے لئے امریکہ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں ایک جنگ ایسی ہے جو کوئی جیت ہی نہیں سکتا یہ جنگ کبھی نہ امریکہ جیت سکتا ہے اور پاکستان ایسے ہی بیچ میں پھنسا ہوا ہے تھوڑے سے ڈالر کے پیچھے۔ ہمیں ان کو سمجھانا چاہئیے کہ اس سے ہماری اکانومی بھی برباد ہوگی اور اس سے ہمارا لاء اینڈ آرڈر اور ہماری اپنے لوگوں کے بیچ میں لڑائی ہوگی اور ہماری اپنی فوج اپنے لوگوں سے لڑے گی تو آخر میں یہی وائنڈ آپ کرتا ہوں کہ بجٹ ایک overall ملک کے atmosphere کے اندر آتا ہے بجٹ کبھی اس طرح نہیں آتا کہ آپ نے فگرز دے دی تو یہ implement ہو جائیں گی اس کو implement کرنے کے لئے پورا governance system چاہئیے اور ایک ماحول چاہئیے۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Speaker: Thank you. The House is adjourned to meet again at 4.00 p.m.

[The House adjourned to meet again at 4.00 p.m.]

[The House re-assembled at 4.12 p.m. with Mr. Deputy Speaker in the Chair.]

جناب ڈپٹی سپیکر: السلام علیکم۔ بجٹ پر شروع کرنے کے لئے میں چوہدری عمران اللہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

چوہدری عمران اللہ : شکریہ جناب سپیکر۔ میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے وفاقی بجٹ 05-2004 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! وفاقی وزیر خزانہ نے جو 05-2004 کے لئے بجٹ پیش کیا ہے وہ ہر لحاظ سے ایک مکمل اور متوازن اور عوامی خواہشات کے مطابق ایک بجٹ ہے۔ جس کے کئی ایک حقائق ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر! اس بجٹ کی جو سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عوام پر نافذ نہیں کیا گیا۔ اور اسی وجہ سے اس بجٹ کو ہم ٹیکس فری بجٹ کہہ سکتے ہیں۔ نہ یہ صرف ٹیکس فری بجٹ ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سینکڑوں اشیاء پر ٹیکسوں میں چھوٹ دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ اس میں جو Industrialists ہیں ان کے لئے خصوصی پیکیج کا اعلان کیا گیا ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! ملک میں ایک ملین سے زیادہ سرکاری ملازمین کے لئے انہوں نے سردست ایڈہاک ریلیف دی ہے پندرہ فی صد اور اس کے ساتھ ساتھ جو پینشنرز طبقہ ہے اس کے لئے بھی خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ نہ صرف تنخواہوں میں ایڈہاک اضافہ دیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پے اینڈ پینشن کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے جس کی سفارشات کی روشنی میں امید ہے اس میں مناسب مراعات دی جائیں گی۔ اس سلسلے میں، میں وزیر خزانہ صاحب کو ایک تجویز پیش کرنا چاہوں گا وہ یہ کہ اس میں چھوٹے ملازمین کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! بجلی کی قیمتوں میں جو کمی کی گئی ہے اس میں گھریلو صارفین کے ساتھ ساتھ صنعتی صارفین کو بھی خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔ اس میں خاص طور پر ٹیوب ویل کے لئے فلیٹ ریٹ جو وزیر خزانہ صاحب نے introduce کرائے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے لاکھوں کسانوں کو فائدہ ہوگا اور ان کے روزگار میں اضافہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر! اقتصادی ترقی کے حوالے سے کراچی میں نئے ٹیکسٹائل سٹی کا قیام اور گوادر میں سپیشل اکنامک زون کا قیام دونوں ہی بڑے پر امید منصوبے ہیں۔ ان سے ہزاروں

لوگوں کو روزگار فراہم ہوگا۔ جناب ڈپٹی سپیکر! موجودہ بجٹ میں تجارت اور سرمایہ کاری کو زیادہ سے زیادہ ترغیبات دینا ملکی معیشت میں بہتری لانے کے مترادف ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! اس سے نہ صرف ہماری معیشت ترقی کرے گی بلکہ غربت میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہوگی۔ جناب ڈپٹی سپیکر! موجودہ بجٹ میں پہلی دفعہ ترقیاتی فنڈ میں اکیس فی صد اضافہ کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے دس لاکھ افراد کو روزگار میسر آئے گا۔ اور اس سے لوگوں کی آمدن میں اضافہ ہوگا جس سے غربت کا خاتمہ ہو سکے گا اور پاکستان اقتصادی خودمختاری حاصل کر سکے گا۔ موجودہ بجٹ میں ایک اور بات جو سب سے اہم ہے وہ یہ کہ ہمیں آئی ایم ایف سے چھٹکارہ حاصل ہو سکے گا۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے نہ صرف آئی ایم ایف کے شکنجے سے چھٹکارے کی نوید سنائی ہے بلکہ انہوں نے زیادہ شرح سود پر جو قرض لئے ہوئے تھے ان کو واپس کر کے بھی پاکستانی عوام کو یہ یقین دلایا ہے کہ آئندہ ہم کشکول کہ ہمیشہ کے لئے توڑ دیں گے بلکہ ہمیں آئندہ کسی کے پاس نہیں جانا پڑے گا اور اس سے ہماری معیشت مضبوط ہوگی اور ملک کے اندر مالیاتی خودمختاری حاصل ہو سکے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر! زراعت جو کہ ہمارا سب سے اہم شعبہ ہے اس کے لئے صدر صاحب نے جس پیکیج کا اعلان دس جون کو کسان کنونشن میں کیا یہ پیکیج میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا پیکیج ہے جس سے ہماری زراعت جس پر ستر فی صد آبادی کا انحصار ہے وہ ترقی کرے گی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے کسان کی حالت خوشحال ہوگی اور اس سے غربت میں کمی آئے گی۔ جناب ڈپٹی سپیکر! اس سے قبل آج تک کسی حکومت نے زراعت کے لئے، زراعت کے فلاح و بہبود کے لئے اور زرعی ترقی کے لئے اس قسم کی مراعات کا اعلان نہیں کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب سپیکر! کہ صدر صاحب نے زرعی قرضوں پر جو مارک اپ کی شرح ہے وہ چودہ فی صد سے کم کر کے نو فی صد کر دی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کھاد کی قیمتوں میں خاطر خواہ کمی کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! ٹریکٹر بلڈوزر، کمبائن ہارویسٹر اور دوسری بہت سے زرعی آلات پر جو سیلز ٹیکس تھا وہ معاف کر دیا گیا ہے۔ اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے نہ صرف یہ بلکہ جو زرعی ادویات ہیں اس کے خام مال پر بھی امپورٹ ڈیوٹی کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! اس سے دیہی علاقوں میں خوشحالی آئے گی اور ہماری زراعت ترقی کر سکے گی۔ اس کا جناب! سارا کریڈٹ میں صدر پاکستان کو دیتا ہوں جنہوں نے یہ پیکیج اناؤنس کیا۔ جناب ڈپٹی سپیکر! زراعت کی ترقی میں جو سب سے اہم چیز ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پانی اس کے لئے سب سے اہم اور بنیادی جز ہے۔ اس کی ترقی کے لئے بجٹ میں جناب ڈپٹی سپیکر! اکیس ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ گذشتہ سال کے مقابلے میں پندرہ ارب یعنی چالیس فیصد زیادہ ہیں۔ جناب ڈپٹی سپیکر! اس سے زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ اور ہمارا جو زراعت سے منسلک طبقہ ہے ان کو روزگار کے مواقع بھی میسر آئیں گے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! یہ جو بجٹ وزیر خزانہ صاحب نے پیش کیا ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک proposal ان کو دینا چاہوں گا زراعت کے حوالے سے۔ کیونکہ زراعت میں بنیادی جو چیز ہے وہ پانی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا، اس کے لئے ڈیم کا ہونا کالاباغ ڈیم ہو یا بھاشا ڈیم ہو، ان کا فوری طور پر شروع کرنا نہایت ضروری ہے۔ یہ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں بھی غور کریں اور جلد ہی اس کا اعلان کریں۔ جناب ڈپٹی سپیکر! یہ جو بجٹ ہے آپ اخبارات اٹھا کر دیکھیں کہ ملک میں کسی بھی سطح پر یا کسی بھی فورم پر اس پر تنقید نہیں ہوئی اور نہ ہی اس پر احتجاج ہوا ہے۔ اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے پاس کسی قسم کا کوئی ایشو نہیں ہے، جتنی بھی تقاریر کی گئیں اپوزیشن کی جانب سے اس میں جناب نہ تو کوئی proposal آئی ہے سوائے اس بات کے کہ وانا پر یا کراچی پر بحث کی گئی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر کوئی مفید اور کوئی positive proposal جو آنا چاہیے تھی وہ نہیں آئی۔

تھوڑا سا میں اپنے حلقے کے بارے میں بھی گزارش کرنا چاہوں گا۔ میرا تعلق NA-95 سے ہے۔ جو گجرانوالہ کا city کا حلقہ ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! یہ ایک انڈسٹریل سٹی ہے۔ اس میں بہت زیادہ revenue generate ہوتا ہے۔ لیکن پچھلے کئی سالوں سے ہمارے شہر کے اندر کوئی mega project نہیں دیا گیا سنٹرل گورنمنٹ کی جانب سے۔ تو میں جناب وزیراعظم پاکستان سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے شہر کے اندر سکول اور کالجز بہت کم ہیں ہمارے شہر کی جو آبادی ہے وہ twenty million سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس کے لئے جناب سکولوں اور کالجوں کے لئے خاص طور پر میری ان سے گزارش ہے اور وزیر تعلیم سے بھی کہ اس پر توجہ دیں کیونکہ ہمارے شہر کے اندر تین لڑکیوں کے کالجز ہیں اور تین لڑکوں کے کالج ہیں اس کے لئے میری وزیراعظم صاحب سے اور وزیر تعلیم سے خصوصی درخواست ہے کہ اس پر توجہ دیں اور ہمارے شہر کے اندر نئے کالجز، خواتین اور male کے لئے establish کیے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ higher education کے لئے بھی کوئی نیا انسٹی ٹیوشن قائم کیا جائے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! ہمارے شہر کے اندر revenue جو ہم generate کرتے ہیں انڈسٹریل سٹی ہونے کے ناطے، اس کا اگر 50% بھی ہمارے شہر پر لگ جائے تو میں یہ سمجھوں گا کہ ہمارے شہر کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ پچھلے کئی سالوں سے ہماری یہ بدقسمتی رہی ہے کہ سابقہ ادوار میں جتنی بھی حکومتیں آئیں، کسی نے بھی ہمارے شہر کی طرف کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی، اور کوئی بھی ایسا منصوبہ ہمارے شہر کے اندر شروع نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے ہم یہ سمجھیں گے کہ ہمارے شہر کو بھی centre کی سطح پر کوئی اہمیت حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! آخر میں، میں ایک دفعہ پھر وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے۔ ایک ایسا متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے جس میں کسی قسم کی بھی کوئی کمی نہیں ہے اور اس میں اپوزیشن کے لئے کوئی ایسا ایشو نہیں ہے جو وہ

اٹھا سکیں اور جو وہ اخبارات یا میڈیا پر لا سکیں۔ میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آخر میں صدر پاکستان کو جنہوں نے زراعت کے لئے خصوصی پیکیج دیا۔ ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ۔

جناب کرشن بھیل ایڈووکیٹ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کرشن بھیل صاحب کا مائیک کھول دیں۔

جناب کرشن بھیل ایڈووکیٹ: thank you Sir آپ کا شکریہ۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا آج سر! کیا ہوا کہ جناب ایم پی جنداراں صاحب کے کچھ الفاظ پر ایم ایم اے والوں اور نواز لیگ والوں نے واک آؤٹ کیا۔ تو میرا تعلق نواز شریف کی پارٹی سے ہے تو میں بھی گیا۔ واپس جب آیا تو وہاں سے ایک ممبر صاحب نے اٹھ کر ہم سے بدتمیزی کی تو سر! میں اس کو بھی معاف کر دیتا ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے یہاں پر 97% مسلمان رہتے ہیں۔ قائداعظم کی انگریزی کی تقریر کسی کو سمجھ میں نہیں آیا لیکن ایک ہی نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ تو اس پر پاکستان بنا ہے اور ہمارے minorities کے rights جتنے قرآن شریف میں محفوظ ہیں نہ وہ ہمیں 73ء کا آئین دیتا ہے اور نہ کوئی اور چیز قرآن شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کہ حکم دیتا ہے کہ اٹھو اور انسان کو سجدہ کرو، وہ مسلمان کا نام نہیں لیتا۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رب العالمین ہوں، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں رحمت اللعالمین ہوں، تو ہمیں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے جب قرآن شریف میں ہمارے سارے حقوق محفوظ ہیں تو ہمیں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو کسی کی دل آزاری کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ نے بہت اچھی بات کی۔ جی سمیعہ راحیل قاضی

مسز سمیعہ راحیل قاضی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب سپیکر! وطن عزیز جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، اس کے بجٹ کی بنیاد سوشل جسٹس، معاشی مساوات اور دولت کی منصفانہ تقسیم پر ہونی چاہیے۔ آج جن حالات میں ہم رہ رہے ہیں، اس میں قومی سلامتی نہ صرف مضبوط دفاع سے وابستہ ہے بلکہ political stability, rule of law اور مضبوط معاشی استحکام بھی اس کے اہم عناصر ہیں، اس پس منظر میں آج اگر ہم بجٹ پر بحث کرتے ہیں تو اہم ترین مسئلہ جو ہمیں نظر آتا ہے وہ یہی ہے کہ پارلیمنٹ کا بجٹ میں کوئی role نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ ہم دستاویز کا ایک بہت ہی موٹا سا پلندہ جو کہ اٹھایا بھی نہیں جاتا، اور وہ ہم اٹھا کر لے کر چلے جاتے ہیں، اور پچھلے سال بھی شاید اکثریت کا وہ بند کا بند ہی پڑا رہ گیا اور اس دفعہ بھی نہ جانے کتنے لوگوں نے اس کی ربن بھی کھولی ہے کہ نہیں۔ پھر دوسری بات یہ ہے کہ charge اور non charge کی جو بحث ہے اس بجٹ میں، ہم جیسے جو fresh parliamentarians آئے ہیں ہم تو یہی سن رہے ہیں کہ دنیا آج بہت open ہو گئی ہے آج دنیا میں میڈیا سے کوئی چیز چھپی نہیں رہ سکتی۔ ہر چیز اتنی زیادہ لوگوں کی نظروں میں ہے یعنی سب کچھ نظر آ رہا ہے تو سر! کیوں یہاں پر دفاع، صدارت، عدلیہ اور مرکزی حکومت کے قرضے جو کہ ہمارے بجٹ کا main حصہ ہیں، وہ پھر کیوں پارلیمنٹ سے چھپائے جاتے ہیں۔ ہم کیوں کوئی ایسا نظام adopt نہیں کر سکتے کہ جس میں شفافیت ہو اور جس میں پارلیمنٹ کو ان ساری چیزوں کا پتہ ہو۔ قرآن کریم جو ہمیں دوسری بات بتاتا ہے کہ فضول خرچی اور اصراف سے ہمیں منع کیا گیا ہے، سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے کہ (عربی) ''کہ فضول خرچ اور اپنے مال کو بے دردی سے اڑانے والے لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے'' اور اس کے ساتھ ہی ہمیں ہدایت ملتی ہے۔ کہ (عربی) کہ اگر تم شکری گزاری کا رویہ اختیار کرو گے تو ہم تمہیں اور بھی زیادہ عطا کریں گے۔ اور جناب سپیکر! شکرگزاری تو یہ تھی کہ جیسے ابھی

ہمارے معزز ممبر کرشن بھیل صاحب نے کہا کہ یہ ملک بنایا گیا تھا لا الہ الا اللہ کی بنیاد کے اوپر اور اسی کے لئے یہ ملک بنایا گیا تھا۔ یہاں تو ہونا یہ تھا کہ یہاں پر اللہ کے دیئے ہوئے معاشی نظام کے سوا ہم ہر نظام سے انکار کر دیتے۔ مگر ہماری بدقسمتی کی انتہا دیکھیئے کی سپریم کورٹ کا واضح فیصلہ آنے کے باوجود بھی ہم اسی طرح سے سود پر اصرار کئے چلے جا رہے ہیں اور ہمارے اس بجٹ میں کوئی بھی اس طرح کی indication نہیں ہے کہ ہم غیر سودی نظام کی طرف جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ میں کہا گیا کہ غربت کم ہوئی ہے۔ اس سے بڑا مذاق شاید اور کوئی بھی نہیں ہے اس لئے کہ گزشتہ سال ایک کروڑ ساٹھ لاکھ جو ہمارے افراد ہیں وہ غربت کی لکیر کے نیچے دب گئے ہیں اور یہ جو تعداد تھی یہ ساڑھے تین کروڑ سے بڑھ کر پانچ کروڑ ہو گئی ہے۔ مہنگائی میں ساٹھ فیصد سے لے کر ایک سو پچاس فیصد اضافہ ہوا ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں پندرہ فیصد کے اضافے کی جو خوشخبری دی گئی ہے اس سے بھی افسران ہی اور بائیس گریڈ کے افسران ہی مستفید ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ گریڈ ایک جس کو سب سے زیادہ ضرورت تھی اس کو صرف دوسو اکاسی روپے جس میں شاید ایک بوری آٹا بھی نہ آسکے۔ اس کا اس کو allowance ملا ہے۔ جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ اس کو fix کر دیا جائے۔ اور اس کو percentage کے حساب سے نہ دیا جائے بلکہ جو گریڈ سولہ سے کم گریڈ کے ملازمین ہیں اور خاص طور پر گریڈ ایک سے گریڈ بارہ تک کے، ان کے لئے fix کر دیا جائے کہ ان کی تنخواہوں میں ایک ہزار روپے یا پندرہ سو روپے کا اضافہ کیا جائے۔ بجلی کا ریٹ دس پیسے کم کیا گیا ہے گویا ایک سو یونٹ خرچ کرنے والے مزدور کا بل اب دوسو اٹھاون کی بجائے دوسو اڑتالیس روپے آیا کرے گا۔ مگر پچیس روپے ماہانہ ٹی وی لائسنس کی وجہ سے وہ اب دوسو تہتر روپے ادا کرنے پر مجبور ہوگا جو کہ سراسر ناانصافی ہے۔ اور میری تجویز ہے کہ اس کو فوراً ہی ختم کر دیا جائے۔ جناب سپیکر!

ہمارے ہاں دو جو ہمارے بڑے گھر ہیں، وزیراعظم ہاؤس اور Presidency ان دو گھروں کا خرچہ ایوان صدر کا اٹھارہ کروڑ سے بڑھا کر اکیس کروڑ بائیس لاکھ کر دیا گیا ہے۔ اور جبکہ وزیر اعظم ہاؤس کا انیس کروڑ کا بجٹ تھا اور چھبیس کروڑ بتیس لاکھ روپے خرچ کر دیئے گئے اور اس دفعہ پھر اسے انیس کروڑ سے بڑھا کر بائیس کروڑ پینسٹھ لاکھ روپے اس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ گویا کل دو گھروں کا خرچہ جناب سپیکر! اس غریب ملک کے دو بڑے گھروں کا خرچہ پنتالیس کروڑ روپے ہے جو کہ بہت ہی زیادہ ناانصافی ہے۔ اور لوگ اپنے بڑوں سے ہی سیکھتے ہیں اگر وہی اتنا زیادہ خرچ کریں گے تو اس ملک عام آدمی کا کیا ہوگا۔ پھر Human Development کی بات آجاتی ہے اور پاکستان کا Human Development کا index جنوبی ایشیاء میں اور ایشیاء میں سب سے کم ہے اور جناب سپیکر! بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ یہاں پر لوگوں کا I. Q. level دنیا میں سب سے زیادہ ہے یعنی بہت ذہین لوگ بڑے اچھے ڈاکٹر بڑے اچھے انجینئر اور جو professionalism ہے وہ جتنا پاکستانیوں میں ہے شاید دنیا کی بہت کم قوموں میں یہ professionalism ہے۔ اور U.K. کی ایک رپورٹ کے مطابق طبقاتی فرق بھی اتنا زیادہ ہے۔ جناب سپیکر! Human Development میں تعلیم صحت اور غربت میں جو کمی ہوتی ہے وہی اہم عناصر ہوتے ہیں۔ اور تعلیم میں ہمارے ہاں صرف 1.75 بجٹ کا حصہ رکھا گیا ہے جبکہ صحت میں صرف 0.47 حصہ رکھا گیا ہے۔ اور میں آپ کو بتا رہی تھی کہ U.K. کی ایک رپورٹ کے مطابق جو وہاں پر O Level کے امتحانات بچے دے رہے ہیں تو سب سے زیادہ برطانوی بچے ہیں اور اس کے بعد دنیا بھر میں سب سے زیادہ پاکستانی بچے O. Level کا امتحان دے رہے ہیں اور وہ صرف فیس کی مد میں ایک ارب ڈالر ادا کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ایک ارب ڈالر اٹھاون ارب روپے بنتے ہیں جو کہ ہمارے کل تعلیمی بجٹ سے بھی بہت زیادہ ہے اور یہ جو طبقاتی فرق ہے اس کے لئے ہمیں ضروری سوچنا پڑے گا اور حال ہی میں پرویز مشرف

صاحب نے بھی students سے خطاب کرتے ہوئے ایک اچھی تجویز دی تھی جس کی میں حمایت کرتی ہوں اور مطالبہ کرتی ہوں کہ اس پر فوراً ہی عملدرآمد کیا جائے۔ کہ یکساں نظام تعلیم اس ملک میں رائج کیا جائے اور یکساں نصاب ہو یہاں کے سارے students کے لئے اور اردو ذریعہ تعلیم ہو۔ اس لئے کہ ترقی ہمیشہ انسان اپنی قومی زبانوں میں کرتا ہے۔ آپ دنیا بھر کا گند دیکھ لیں میڈیا کے ذریعے سے وہ اردو ہی میں پیش کیا جاتا ہے چاہے وہ ڈرامے ہوں چاہے وہ فلمیں ہوں چاہے وہ گانے ہوں لیکن ترقی کے لئے وہ کہتے ہیں کہ جی انگلش ضروری ہے جو کہ ہمارے ہاں کے بچوں کو کچھ بھی سمجھ نہیں آتی۔ وہ پہلے اردو سیکھتے ہیں پھر وہ انگریزی سیکھتے ہیں اور ان کی ترقی کا وہ معیار نہیں رہتا۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ اور اس کی مثال جاپان ہے وہ اپنی ہر skilled education ہے اپنی جاپانی زبان میں ہی دیتے ہیں۔

وزیر خزانہ صاحب نے اپنے انتہائی شائستہ انداز میں ہمیں پرسوں خوشخبری دی۔ کہ اس سال کے آخر تک ہم آئی ایم ایف سے نجات حاصل کر لیں گے لیکن کل انہوں نے پھر پریس کانفرنس میں یہ نوید سنا دی کہ یہ قرضے لینے کا سلسلہ جاری رہے گا۔ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! میں بڑے ادب سے عرض کرتی ہوں کہ کوئی بھی آج کے زمانے میں پیسہ ویسے نہیں دیتا۔ آپ چاہے ادھر اپنے ملک کی حالت دیکھ لیں یا آپ کسی گھر کی حالت دیکھ لیں۔ کوئی بھی جو قرض کسی کو دے گا تو اس کے ساتھ اس کا کوئی نہ کوئی مفاد وابستہ ہوتا ہے اور ان قرضوں کے ساتھ ساتھ جو ہم لے رہے ہیں ان کی تہذیب اور ان کا culture بھی درآمد ہو رہا ہے۔ مسلمان عورت آج استعمار کا سب سے بڑا ہدف ہے۔ اس کے لئے بڑی بڑی رقوم مختص کی جا رہی ہیں اور آپ لوگوں کو شاید اندازہ نہیں ہو کہ ہم جو 2000ء میں گئے تھے خواتین کی عالمی کانفرنس ہو رہی تھی نیو یارک میں وہاں پر ہمیں پتہ چلا کہ ہمارے لئے تو سارا ایجنڈا یہاں پر بیٹھ کر بنایا جاتا ہے۔ اور ہم پہلے بڑے مرعوب ہوتے تھے یہاں کی این جی اوز سے اور ان کی working سے۔

کہ یہ لوگ اتنی بڑی بڑی reports منٹوں میں اور دنوں میں پتہ نہیں کیسے اتنی research کرتے ہیں کیسے اتنی محنت کرتے ہیں۔ لیکن وہاں جا کے ہمیں پتہ لگا کہ یہ تو بنی بنائی چیز ہوتی ہے جو کہ یہاں پر درآمد ہو جاتی ہے اور صرف ان کے اوپر print line لگ جاتی ہے کہ یہ فلاں این جی او ہے اور فلاں این جی او کی کارستانی ہے۔ حالانکہ یہ پورا بنایا ایجنڈا ان کو وہاں سے ملتا ہے اور دنیا کی ہر زبان میں ملتا ہے اور دنیا کے ہر کونے میں جاتا ہے۔

جناب سپیکر صاحب! ہمیں انشاءاللہ تعالیٰ سے بڑی امید ہے کہ (عربی) کہ یہ لوگ بھی منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ پلاننگ کر رہے ہیں اور اللہ بھی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ اور اللہ سے بہتر تو منصوبہ ساز شاید کوئی ہے ہی نہیں۔ وہی سب سے بہترین منصوبہ ساز ہے۔ اس نے شرق و غرب میں مسلمان کی ایک ایسی نسل کو پروان چڑھایا ہے اور آج شرق و غرب ایک ایسی مسلمان کو دیکھ رہی ہے کہ جو انہی کی Universities میں تعلیم بھی پاتی ہیں اور انہی کے بنائے ہوئے نظام تعلیم سے مستفیض ہوتی ہے اور انہی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے اس نظام سے پوری طرح سے انشاءاللہ تعالیٰ مقابلہ بھی کریں گی اور پوری طرح سے وہ ساری جو اپنے دین کے اوپر اور اپنے اس کے اوپر جو اعتماد ہے اس کو وہ دنیا کے سامنے بھی انشاءاللہ پیش کریں گی۔

جناب سپیکر! یہ لوگ کبھی حدود آرڈیننس کا شوشہ چھوڑ دیتے ہیں جیسے پاکستان میں عورت کو اور کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔ صرف وہ نعوذ باللہ ساری عورتیں حدود آرڈیننس کے تحت جیلوں میں بند ہیں۔ کبھی ان کو سیڈا فکر ستاتی ہے کہ سیڈا کے اوپر جو الحمداللہ پاکستان نے ایک reservation لگا دی ہے، Constitution کی۔ کہ Constitution کی جو بھی reservations ہیں اور ہمارے آئین سے جو ٹکراتی ہوں اس آرٹیکل کے اوپر یہاں عملدرآمد نہیں کیا جائے گا۔ اور ہم یہ سن رہے ہیں کہ اس سال کے آخر میں ان کا بہت ہی زیادہ یعنی ان کے اوپر دباؤ ہے کہ آپ لوگ یہ سیڈا کی reservation ہٹا دیں لیکن میں آپ کو یہاں پر یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہم بھی پوری طرح

سے alert ہیں اور ہم اپنے اس ملک کے اسلامی تشخص کو انشاءاللہ ختم نہیں ہونے دیں گے۔ اور ہم یہ جو reservations ہیں سیڈا کے اوپر ہمارے آئین کی اس کی پوری طرح سے مزاحمت کریں گے اور یہ ختم نہیں ہونے دیں گے۔ کبھی آزادی نسواں اور کبھی مساوات مرد و زن کے کھوکھلے نعرہ لگا کر عورت کو دام فریب میں پھنسانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! مسلمان عورت ہر جگہ یہی ایک نعرہ لگا رہی ہے کہ follow Khatija, Ashia and Fatima, the true leaders of Muslim women of yesterday, today and tomorrow پھر Women Development کے بجٹ کی بات میں تھوڑی سی یہاں پر ضرور کرنا چاہوں گی کہ women development ہمیں بہت ہی زیادہ خوشی ہے کہ ہم عورتیں ہیں۔ عورتوں کی ترقی کے لئے یہاں پر آئے ہیں اور انہی کے لئے بات بھی کرتے ہیں لیکن اس کا جو بجٹ ہے اس کا نہ کوئی سر ہے اور نہ پیر ہے۔ میں آپ سب لوگوں سے گزارش کروں گی کہ اپنی وہ جو pink بڑی سی، موٹی سی کتاب ہے اس کو تھوڑا سا کھول کر دیکھ لیں اس میں بہت سارے صفحات جو ہیں وہ women development کے نام پر ہی بھرے گئے ہیں اور پونے چار ارب سے زائد تین ارب ۹۷ کروڑ روپے اس کے لئے مختص کئے گئے ہیں اور اس کی کوئی detail ہمیں سمجھ نہیں آ رہیں کہ وہ کس چیز کے لئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم ہو گیا ہے۔ وائنڈ اپ کرنے کی کوشش کریں۔

مسز سمیعہ راحیل قاضی: جی میں وائنڈ اپ کرتی ہوں دو منٹ میں۔ کہ یہ کس چیز پر خرچ ہو رہا ہے اس لئے اس کی جو مدات ہیں وہ ہمیں ضرور بتائی جائیں اور میں وزیر خزانہ صاحب سے بھی اور اپنی محترمہ نیلوفر بختیار صاحبہ سے بھی گزارش کرتی ہوں کہ وہ اس کا خرچ اور اس کی وہ ساری چیز ضرور ہمیں بتا دیں، پارلیمنٹیرینز کو اعتماد میں لیں اس لئے کہ پچھلے سال جو National Commission on the Status of Women اس کا ۸۶ لاکھ خرچ

بتایا گیا ہے جبکہ ہم نے سر! اس کی ایک ہی شق دیکھی ہے کہ جی حدود آرڈیننس کو ختم کر دیں۔ انہوں نے ۸۶ لاکھ روپے صرف اس ایک جملہ پر لگا دیئے ہیں۔ تو اس کا ہمیں خرچ بتایا جائے کہ یہ کس طریقے سے خرچ ہوا ہے اور آئندہ سال بھی ان کے لئے ۸۶ لاکھ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ پھر ایک اور Regional Steering Committee for Asia and Pacific اب پتہ نہیں یہ کیا چیز ہے۔ اس کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ ساری چیزیں جناب سپیکر! اس پارلیمنٹ کا اور یہاں پر آئی ہوئیں یہ ۷۳ خواتین کا حق ہے کہ ان کو women development کا پتہ ہو اس لئے کہ عورتیں نہ صرف اسلام آباد کی، یہ پاکستان کی عورت کی ترقی کا بجٹ ہے۔ ساری عورتیں اسلام آباد میں بھی نہیں رہتیں، ساری عورتیں شہروں میں بھی نہیں رہتیں۔ یہاں کی دور دراز کی جو غریب عورت ہے جس کا مسئلہ پانی ہے، جس کا مسئلہ تعلیم ہے، جس کا مسئلہ صحت ہے، جس کے لئے کوئی سہولت میسر نہیں ہے اس کے لئے ضرور یہ ساری چیز اس تک پہنچائی جائے۔

آخر میں، ایک بات کہنا چاہوں گی کہ میرا چونکہ پنجاب سے تعلق ہے اور وہاں پر آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہا ہے اور ان کے لئے ہم نے کہا تھا کہ چونکہ گدائی ہمارا قومی مزاج بن چکا ہے چاہے وہ حکومت کی سطح پر ہو یا وہ نچلے طبقے کے لیول کے لوگ ہوں۔ اس لئے ان گداگروں کے لئے ایک rehabilitation centre کا انتظام کیا جائے وہاں پر۔ یہ بہت ہی زیادہ ایک مصیبت آ گئی ہے کہ آبادی زیادہ ہو گئی ہے، مہنگائی انتہائی زیادہ ہے، بے روزگاری حد سے بڑھ گئی ہے۔ اس لئے قومی مزاج ہمارا بنتا جا رہا ہے۔ ہر سڑک، آپ دیکھ لیں لاہور کی اور ہر جگہ آپ دیکھ لیں اس لئے ادھر ایک rehabilitation centre ضرور بنایا جائے۔

آخر میں، میں آپ کو علامہ اقبال کے کچھ اشعار ہیں جو کہ بجٹ کے متعلق ہی ہیں کہ صرف پیسے سے ہی قومیں نہیں بنتی، صرف معاشی استحکام ہی کافی نہیں ہے بلکہ اگر جذبے جوان ہوں، اگر

ایمان مستحکم ہو۔وہ فرماتے ہیں

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فکر سے ہے میسر تو نگری سے نہیں
اگر جواں ہو میری قوم کے جسور و غیور
قلندری میری کچھ کم سکندری سے نہیں
سبق کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں میرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے تو نگری سے نہیں

شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حنا ربانی کھر صاحبہ۔عمر ایوب صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب عمر ایوب خان: جناب بہت شکریہ۔ جناب میں اپنی بہن قاضی صاحبہ کی تقریر کے ایک پوائنٹ کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ یہ موقع نہیں ہے۔

جناب عمر ایوب خان: ایک اہم بات ہے۔آپ میری بات سن لیں۔

Mr. Deputy Speaker: Umer Ayub Khan be seated please نہیں کر سکتے۔اس وقت موقع نہیں ہے۔ پوائنٹ نوٹ کرلیں جب آپ بولیں گے تو اس وقت بات کر لینا۔حنا ربانی کھر جی۔لیاقت بلوچ صاحب، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر جو ریز کرنا چاہ رہا ہوں وہ آئین کے حوالے سے ہے۔ ہمارا آرٹیکل 50 ہے:

"There shall be a Majlis-e-Shoora (Parliament) of Pakistan consisting of the President and two Houses to be known respectively as the National Assembly and the Senate."

یہ میں نے آرٹیکل کا حوالہ اس لئے دیا ہے۔ آج جب ہم پارلیمنٹ میں آ رہے تھے تو باہر بھی بہت بڑی رکاوٹیں تھیں۔ اندر جو ہے کہ ہمارے تمام corridors کے اندر کمانڈوز گنیں اٹھا کر پھر رہے تھے جس سے یہ لگ رہا تھا کہ جیسے فوج نے از سر نو پارلیمنٹ پر یا اس پورے معاملات پر قبضہ کر لیا ہے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ آج صدر پاکستان اسی پارلیمنٹ بلڈنگ کے اندر ممبران پارلیمنٹ کے ساتھ ملاقاتیں کر رہے ہیں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صدر جو کہ پارلیمنٹ کا حصہ ہیں اور اس اعتبار سے پارلیمنٹ کے ممبران سے ملاقاتیں کرنے میں کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن پارلیمنٹ جو کہ جمہوریت کا ایک نمائندہ اور اس کا ایک symbol ہے اور اس میں اس طریقے سے سیکورٹی کے نام پر باوردی فوجی حضرات کا یوں چلنا پھرنا اور corridor کے اندر آنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ precincts......

جناب عمر ایوب خان: جناب آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر نہیں دیا۔ آپ نے لیاقت بلوچ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر دے دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب لیاقت بلوچ: میں آئین کی بات کر رہا ہوں۔ یہ جواب دیں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عمر ایوب صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ اس کی تقریر میں interrupt کر رہے تھے۔ آپ بیٹھیں۔ یہ اور بات کر رہے ہیں، آپ اور بات کرنا چاہتے تھے۔ آپ ان کی تقریر کا جواب دینا چاہتے تھے۔

جناب لیاقت بلوچ: میرا ڈیبیٹ سے یا کسی تقریر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان ڈیبیٹ سے تعلق نہیں ہے، یہ الگ بات کر رہے ہیں۔

جناب لیاقت بلوچ: میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے یا قومی اسمبلی کے اس بلڈنگ کے جو custodian ہیں وہ نیشنل اسمبلی کے سپیکر ہیں اور سینیٹ کے چیئرمین ہیں۔ کیا

یہ ساری اجازت قومی اسمبلی کے سپیکر سے حاصل کی گئی ہے یا سینٹ کے چیئرمین سے حاصل کی گئی ہے کہ یہاں تمام corridors کے اندر کمانڈوز اور فوجی جو ہیں وہ گنیں اٹھا کر پھریں۔ میں ممبران سے کہتا ہوں کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہم ۱۹۸۵ء سے دیکھتے چلے آ رہے ہیں۔ ہر دور کے اندر صدر آ کر پارلیمنٹ کی بلڈنگ میں بیٹھتے ہیں۔ ممبران کے ساتھ ملاقاتیں کرتے ہیں۔ لیکن کبھی اس طریقے سے کوئی رویہ اختیار نہیں کیا گیا جس سے پارلیمنٹ کی اور جمہوریت کی توہین ہوتی ہو۔ اس لئے ہم احتجاج کرتے ہیں کہ ہمارے corridors کے اندر جب اسمبلی کا یہ اجلاس ہو رہا ہے اور یہاں......

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب! آپ تشریف رکھیں میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ بلوچ صاحب! آپ کا یہ جو پوائنٹ ہے سیکورٹی کے لئے تو سارے ہی یونیفارم والے لوگ ہی ہوتے ہیں اور صدر کی اپنی ایک سیکورٹی ہوتی ہے جب بھی صدر آتا ہے تو ان کو special security provide کی جاتی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب عمر ایوب خان: جناب سپیکر! آپ مجھے بھی پوائنٹ آف آرڈر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عمر ایوب صاحب! آپ بات کو سمجھیں۔ آپ ان کی تقریر میں پوائنٹ آف آرڈر کر رہے تھے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان کو جواب دے دیا ہے۔ تمام ممبران تشریف رکھیں۔ ہاؤس کو smoothly چلنے دیں۔ حنا ربانی کھر صاحبہ!

[At this stage Mr. Deputy Speaker vacated the Chair which was occupied by Mr. Speaker]

Miss. Hina Rabbani Khar : Thank you Mr. Speaker. Mr. Speaker, it is an honour and privilege for me to participate in the debate on the Finance Bill, 2004-05. Mr. Speaker in the New World Order economic strength rather than military muscle determine the respect and place that countries get in the comity of nations. Pakistan Mr. Speaker, has performed better than most other Asian countries at 6.4 per cent real GDP growth. We are only behind China, India,an Thailand and surpassing growth rate

showed by Hong Kong Singapure, Korea, Indonesia and Malaysia. What is more encouraging still Mr. Speaker, as mentionec by the Finance Minister in his speech, Pakistan is on its way to start second generation reforms. Today, Mr. Speaker, we are in the position to target at 8 per cent growth by the financial year 2006-2007 and God willing we may be able to achieve it before that even. But of course, Mr. Speaker, through the speeches that we have been listening to coming from the other side, it seems that the large scale manufacturing growth is 17.1 per cent, fixed investment growth of 25 per cent, private sector investment growth of 18 per cent and all the other achievements are focussed and consistant. I repeat, Mr. Speaker, are focussed and consistant policy efforts of the last few years are according to the Opposition benches that figmat of the Finance Minister and his team's imagination. I believe Mr. Speaker, the over subscription of the Pakistani Euro Bond in the capital market, in the International Capital market were four times. It is also Figmat of the Finance Minister's imagination.We have been patiently hearing things coming from the other side Mr. Speaker. In one thing that I want to clear out immediately as it was just mentioned by my friend from the other side is the total expenditure incurred by the Presidency of 2.12 billion. Mr. Speaker if you look into the bifurcation of these details it is clear that the personal expenditure is far less than public expenditure and the major crux of it is from the public expenditure that the Presidency and the Prime Minister's residences bear.

Mr. Speaker, for the last year and a half we have been hearing heavy criticism coming from the other side about Pakistan's involvement with the PRGF programme of the IMF *i.e.* Poverty Reduction Growth Facility. We were told that we have held the sovereignty of the country as hostage by entrying this programme. Mr. Speaker, today when the Finance Minister announced that we are on a way to be and Pakistan is, categorically speaking, the 1st country in the World Mr. Speaker which is not only to get out of the PRGF programme successfully but is not going to get in to any new arrangement with the IMF. Mr. Speaker.

جناب سپیکر: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ محمود اچکزئی صاحب آن پوائنٹ آف آرڈر۔

POINT(S) OF ORDER *RE:* ENHANCED SECURITY ARRANGEMENTS IN PARLIAMENT HOUSE

جناب محمود خان اچکزئی : جناب سپیکر! آپ نہیں تھے چیئر پہ۔ لیاقت بھائی نے ایک relevant بات کی کہ آئینی طور پر President is part of the Parliament

پریذیڈنٹ، قومی اسمبلی اور سینٹ مل کے پارلیمنٹ بناتے ہیں۔ ان کا یہ حق ہے کہ وہ پارلیمنٹ میں آئیں۔ ان کا یہاں آفس ہے۔ وہ آ سکتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! مسلح لوگ کمانڈوز کے پارلیمنٹ کی گیلریوں میں یہ جناب سپیکر! نئی بات ہے۔ اس کو ہم پارلیمنٹ کی توہین سمجھتے ہیں اور اس پر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں آپ بلاوجہ واک آؤٹ کرتے ہیں۔ لیاقت بلوچ صاحب۔ عمر ایوب خان۔ بلاوجہ آپ، وزٹرز گیلریاں ہوتی ہی اسی لئے ہیں۔ اس میں وزٹرز آ سکتے ہیں۔

جناب عمر ایوب خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سر! انہوں نے irrelevant points of order اٹھائے ہیں۔ The President is part of Parliament. He is entitled, it is his right to come here and interact with the members of Parliament وہ کسی بھی ٹائم آ کے کر سکتے ہیں۔ ان کا آئینی حق ہے اور اس وقت وہ الحمدللہ آ رہے ہیں یہاں پہ interact کرنے کے لئے، بہت اچھی بات ہے۔ federation کے لئے اچھی ہے۔ ان کو کیا حق بنتا ہے۔ President of Pakistan ان پہ دو assassination attempts ہوئے ہیں۔ It is part of the security detail کہ وہ لوگ آئیں اور ان کی جان کا تحفظ ہونا چاہیئے۔ دوسری چیز, The other thing Sir کہ یہاں پہ پوائنٹ اٹھایا گیا، مس راحیلہ قاضی صاحبہ نے پوائنٹ اٹھایا پریذیڈنٹ ہاؤس کے اخراجات کے بارے میں، floor of the House پہ سر! کیبنٹ سیکرٹریٹ کی طرف سے میں نے floor of the House پہ یہ پہلے بھی clarification دی تھی اور آج بھی میں دیتا ہوں کہ یہ pink books اٹھا کے کوئی چیک کرنے کی ذرا زحمت بھی کریں۔ سب سے بڑا expenditure جو ہوتا ہے پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر ہاؤس کا، ان کے سٹاف کا ہوتا ہے جو پبلک سیکرٹریٹ کہلاتا ہے۔ اس سیکرٹریٹ میں سارا اسٹاف بیٹھ کے کام کرتا ہے۔ جس کے تحت public interaction etc.

cells, grievances cell ہوتے ہیں اور ایک چھوٹا پورشن ہوتا ہے جو کہ ان کا روز مرہ یا house hold expenditure کا ہوتا ہے۔ پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر جو ہیں وہ ملک کے، فیڈریشن کے بھی ہیڈ ہیں اور Prime Minister is also Leader of the House باہر سے guests آتے ہیں۔ ان کی entertainment expenses etc. سارے ہوتے ہیں۔ وہ ضروری چیزیں ہیں۔ irrelevant چیزوں میں ہاؤس کا ٹائم مہربانی کر کے ان کو instruct کریں irrelvant چیزوں میں نہ کریں۔ یہ عادات اپوزیشن کی بن گئی ہے کہ بار بار واک آؤٹ کر دیتے ہیں۔ آپ کو سر! یہ ridicule کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ They have no respect for the Chair and it is shameful اس اسمبلی میں، گیلریز میں، میں 1985 سے یہ دیکھتا آ رہا ہوں۔ It is for the first time میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ اتنی shameful جو اپوزیشن کر رہی ہے۔ بالخصوص towards the Chair آپ کی طرف سے whoever is sitting on the Chair ان کا سب سے زیادہ shameful act ہوتا ہے۔ Thank you very much, Sir.

جناب سپیکر: آپ کا نکتہ اعتراض صحیح ہے۔ بشریٰ انور سپرا صاحبہ۔

بشریٰ انور سپرا: سر! انہوں نے جس طرح irrelevant walk out کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو اس کی سختی سے مذمت کرنی چاہیئے اور پریذیڈنٹ صاحب بلا خوف و خطر اپنی جان پہ کھیلتے ہوئے جس طرح ہمیں defend کر رہے ہیں اور جمہوریت کو defend کر رہے ہیں، اس ملک کو اندرونی بیرونی خطرات سے defend کر رہے ہیں۔ ان کی جان کی سلامتی کے لئے ان کی جتنی سیکورٹی ہو کم ہے اور اس پہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم اس کی سختی سے مذمت کرتے ہیں جو انہوں نے ابھی واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: سردار بہادر خان سیہڑ صاحب۔

سردار بہادر احمد خان سیہڑ: شکریہ جناب سر! ہسٹری گواہ ہے کہ جماعت اسلامی نے اس ملک میں ضیاء الحق کی گود میں بیٹھ کر سیاست کی۔ اس وقت تو جماعت اسلامی یہ بھول گئی۔ شائد وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ یہ ہمارا democratic attitude ہے۔ آج جب کہ پریذیڈنٹ part of the Parliament ہیں۔ اور یہ ان کا ایک democratic act ہے۔ یہ ایک جمہوری سرگرمی ہے کہ وہ پارلیمنٹ ہاؤس میں آئے ہیں۔ پارلیمنٹ کی بلڈنگ میں آ کے وہ بیٹھے ہیں اور سیکورٹی کے مسائل ہیں جناب۔ جب کور کمانڈرز پہ حملے ہوتے ہیں۔ پریذیڈنٹ صاحب پہ دو حملے پہلے ہو چکے ہیں۔ سیکورٹی کی خاطر اگر انہوں نے کوئی بندوبست کیا ہے تو اس میں کوئی اچنبھے والی بات نہیں ہے۔ اس لئے ان کا بائیکاٹ بے معنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا نکتہ اعتراض درست ہے۔ رجب علی بلوچ صاحب۔

جناب رجب علی خان بلوچ: سر! میں یہی گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ جس چیز پہ ابھی واک آوٹ ہوا ہے اور مجھے انتہائی حیرت ہوئی کہ یہی وہ لوگ تھے جو پہلے بار بار کہتے تھے کہ جی صدر صاحب اسمبلی سے خطاب نہیں کرتے۔ صدر صاحب اسمبلی کا حصہ نہیں بنتے۔ صدر صاحب پارلیمنٹ کا حصہ نہیں بنتے ہیں۔ اب جب انہوں نے مہربانی کی ہے اور یہاں پہ ہم نے ان کو ویلکم کیا ہے۔ جب انہوں نے اپنے چیمبر میں آنا شروع کیا ہے۔ سر! سوال یہ ہے کہ کیوں سیکورٹی کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ ان کو یہاں باڈی گارڈ نظر آتے ہیں۔ اور خود یہ جو سڑکوں کے اوپر اسلحے سے بھری ہوئی گاڑیاں اپنی یہ مولوی حضرات لے کے چلتے ہیں۔ ان کی وجہ سے یہاں پہ ہمیں یہ سیکورٹی کے measure کرنے پڑتے ہیں۔ جناب والا! یہ اسلحے کا کلچر جو ہے اس ملک میں متعارف کس نے کروایا ہے۔ یہاں پہ باڈی گارڈ لانے کی ضرورت کیوں پڑی ہے۔ وانا سے جو ٹریننگ لے کے لوگ آ رہے ہیں اور یہاں پہ دہشت گردیاں کرر ہے ہیں۔ ان کی حمایت کون کر رہا ہے۔ ان کو یہاں پہ ٹریننگیں کون دے رہا ہے۔ جس کی وجہ سے آج یہ ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ جناب والا! خود تو یہ کچھ بھی کرتے ہیں تو ان کو کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ ہر شخص کو اپنی حفاظت کرنے کا اختیار ہے۔ اور جتنا ہی کوئی اہم عہدے پہ ہو اتنی ہی اس کی زیادہ سیکورٹی ہونی چاہیے۔ خود وہ تسلیم کرتے ہیں کہ پریذیڈنٹ آف پاکستان ہیں جو مجلس شوریٰ کے حصہ ہیں۔ تو میں نے دیکھا ہے کہ میں بھی، باقی بھی اور بہت سے علمائے کرام جن کو threat ہوتی ہے وہ بھی اپنے ساتھ باڈی گارڈ رکھتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں یہ بلاوجہ point of order raise کئے گئے ہیں۔ حنا ربانی کھر آپ speech کریں گی۔

GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR 2004-05

Miss Hina Rabbani Khar : Mr. Speaker, in continuation to what I was saying. For a year and a half Mr. Speaker, we have heard heavy criticism on Pakistan's PRGF programme with the IMF. Today, Mr. Speaker when Pakistan is on its way to become the first country in the world, to success fully complete the PRGF, the Poverty Reduction Growth Facility, with the IMF, and get out of it, without getting into any new arrangement with the IMF, we hear criticism still. It was said from the other side Mr. Speaker that the Government has amassed a debt of 6.7 billion dollars in the last seven years. Mr. Speaker, if this is the analytical ability that we are exhibiting and we are to look at nominal terms only, then every developed country in this world is worse than Pakistan. When we analyse figures, we must look at the resources that are available, we must look at its relationship to the GDP of the country.

Mr. Speaker, if you look at the real GDP growth in the country with respect to the resources that are available, total domestic debt as a percentage of GDP in the year 1999. was 43.3 percent. And in the year 2003-2004 Mr. Speaker, it is 37.2 percent. More interestingly still Mr. Speaker, let's look at the domestic debt and interest payment as a perecentage of GDP because this really is what gives the fiscal space, the much coveted fiscal space Mr. Speaker. In 2003-2004.

Mr. Speaker : Kindly try to wind up.

Miss Hina Rabbani Khar : Mr. Speaker, I have just started. There was heavy interrruption Mr. Speaker, Domestic debt and interest payment as a percentage of GDP Mr. Speaker in 2003-04 is 3 percent while in 99 Mr. Speaker, it was six percent of the GDP. I am going into the details of this figure because it was also variously said that the Government is not honest about its total debt. So, let's look at the external debt and liabilities of the country Mr. Speaker, First as the percentage of GDP in 1999-2000, it was 51.7 percent of our GDP and in 2003-04,37.8 percent of the GDP. Now, if we cut in official liquid reserves which give us a net debt and liabilities, our net external debt and liabilities, in 99-2000, Mr. Speaker, it was 50.4 percent of the GDP and in 2003-04, it is 26.2 percent of the GDP. So, let's concentrate not on nominal figures Mr. Speaker, but on figures which are relating to our present resources.

Other interesting things were also said from the other side. It was said that the capital market reforms were actually started by the governments of yester-years, that the SECP was actually institutionalised by the last government.

Mr. Speaker, for that all I have to say is this, it is one thing to set up an institution and quite another altogether to make it useful and purposeful, to make it the independent watchdog that it is supposed to be.

Now Mr. Speaker, I come to the main crux of my speech. Mr. Speaker, through the course of my speech, I am going to concentrate on the sector in Pakistan which despite years of being ignored, remains the largest contributor to the GDP of the country. Mr. Speaker, this sector accounts for the hefty 42.1 percent of the total employed labour force in the country. And if we look at this figure from a different angle, and if you look at the total number of people who are dependent on agriculture as the primary source of income in the rural areas, this figure of 42.1 percent would become more staggering still. Mr. Speaker, this is a sector which serves as the base sector for the country's two major industries in the manufacturing sector that of textile and sugar. More interestingly still Mr. Speaker, the latest estimates of rural and urban poverty in Pakistan show that in the rural areas where invariable agriculture is the primary source of income, the percentage of poor is 28.35

percent of the total people over there, are living below the poverty line. While in the urban areas Mr. Speaker, this percent is 13.60. So, that means that total percentage of people living below the poverty line in the rural areas in literally more than double of those living in the urban areas. So, one thing is very clear Mr. Speaker, that agriculture as is very commonly called, it is not only the backbone of this economy by supporting two of the main industries in the manufacturing sector and providing important cash crops to the country, but it is also the answer to our main goal, that of poverty alleviation.

Mr. Speaker, before I go on to speak of this sector, let me make one thing very clear. I choose to be an optimist. I choose to look a half empty glass call it half full.

For the first time Mr. Speaker at least in my lifetime, the importance of this sector and the dire and immediate need to formalise it, to give people working in this sector, the same tools and opportunities as are available to people working in other sectors, has been realised, it has been felt Mr. Speaker, and the presidential package announced days before the Finance Bill is a proof of that. And it has been said that why call it a Presidential package. The Presidential package is not coming out of thin air. For a year and half, I have said, in this Parliament listening to people debate over the high charges of interest rate charged by the ZTBL. It is in response to that. And it is in response to heavy consultation with the Finance Minister or some Parliamentarians from within us. So, this is a response to Parliament and this is what I call democracy.

Mr. Speaker, the pessimists of this country say that it is too little and it is too late. That is not enough for a sector that has not been provided any major incentive in the last so many years. Mr. Speaker, they compare this package to the hefty 7.8 billion dollars used by India as farm subsidy given by India to its farm sector. We say Mr. Speaker that it is a first step and a positive one on the long road of steps, but it is heading in the right direction.

Mr. Speaker, now let's look at the details of what this direction is. The vision of this Government *vis-a-vis* the growth of agriculture in the economy is to formulise this sector. Let me give you a very simple example Mr. Speaker. In the last two years, we

have witnessed a massive growth in the automobile sector. It is not that the genuis mind is to understand it, the entire growth was propelled by one single factor: the availability of cheap and easy leasing facilities towards this sector. This is what we mean by formulising this sector. It means giving the farmers access to credit. Cheap credit as industrialists and commercial units in the country have.

Mr. Speaker it is important to realise no matter how large the base of a bank, no matter how wide its network, it cannot possibly cater to the estimated demand of three hundred billion rupees in the agricultural sector.

Mr. Speaker, the Government realises and heavily encourages commercial bank to enter the market. The State Bank went ahead and introduced a new set of prudential laws. For this sector, linking repayment with agricultural cycles to the extent that out of a total of sixty five billion rupees given out to the agricultural sector in this year, more than fifty per cent Mr. Speaker, are coming from the commercial sectors and not the Zarai Taraqqiyati Bank Limited. And we don't want the agricultural sector to be for ever held hostage to one single bank and its performance.

[At this stage Mr. Speaker vacated the Chair which was occupied by Mr. Deputy Speaker]

Miss Hina Rabbani Khar: However Mr. Speaker due to low recovery rates ZTBL was charging hefty fourteen per cent which compared to an average of six per cent which was available to the industrial and commercial units was indeed staggering. Interest rates, Mr. Speaker, have been brought down to 9 per cent.

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹائم کا خیال رکھیں، ٹائم ہو چکا ہے آپ کا۔

Miss Hina Rabbani Khar: That is a decrease of five per cent Mr. Speaker. No mean task. May be not enough, but a decrease of five per cent to agricultural credit.

Similarly Mr. Speaker in order to ensure that the maximum people benefit from this new relexations as of July 1, 2004, every

agricultural loan would be charged nine per cent instead of the previous fourteen per cent. And I would not go into the details of the other settlement pacakages which have been mentioned, they have been coming out in the press, have been mentioned in the Finance Bill as well.

Mr. Speaker, the Union Bank is in the process of introducing credit cards which would be good for purchasing essential inputs like fertilizers and pesticides from specified outlets. Another good thing about this particular measure is that loans, credit taken by farmers, would only be able to be used for productivity and development needs not for *Shadi, Bia*. This Mr. Speaker is another great step in the right direction and also a step towards formulising this sector and providing them with investment tools that are available to other sectors.

So, Mr. Speaker, when we look at agriculture, we must look at making the environment better and more conducive for investment. However Mr. Speaker, the best use for agricultural sector in this budget with not only immediate and far-reaching effect, but something that promises to deliver within the period of four years Mr. Speaker what we have not been able to deliver in the last fifty seven years of our history the sixty six billion rupees lining of water courses package Mr. Speaker. Eighty seven thousand water courses will be lined in the period of four years, where in the last fifty seven years of our history, we were able to line less than fifty five thousand water courses.

The benefits of this package Mr. Speaker are plenty. First of all, we will be saving according to estimates given by WAPDA and the Water Management and Training Institute Lahore, eight million acre feet of water. This is the cheapest source available right now, the cheapest option to save water. Additionally Mr. Speaker, we will be creating employment opportunities in the rural areas where arguably and unarguably, it is needed most, for 386 thousand people in the course of the four years of this package and immediately in the year 2004-05, which will be the first year of this package, a hundred thousand job opportunities would be available to the rural poor.

And thirdly and may be Mr. Speaker equally importantly the package also addresses the issue of water seepage and provides efficient water management system to every farmhand.

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کرنے کی کوشش کریں، بہت ٹائم ہو گیا ہے۔

Miss Hina Rabbani Khar: I will just take two more minutes Mr. Speaker. All these efforts Mr. Speaker……

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں پلیز۔

Miss Hina Rabbani Khar: Mr. Speaker let me mention one more thing.

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں wind up کریں۔

Miss Hina Rabbani Khar: Mr. Speaker, I am winding up in two minutes. One thing that we need to keep in mind is that when we look at, when we give a suggestion, we must keep in mind that there are limited resources. Within these limited resources, however Mr. Speaker, one thing that has been coming up from the Opposition and the Treasury Benches is the question of electricity tariff for the farmers. Electricity tariff has been rationalised all over, for every sector but the agricultural sector, we have a few packages, my friend or colleague Mr. Ishaque Khan Khakwani in his speech would go into greater details of that. So, it is the demand from our side and a suggestion that may also be looked into.

Mr. Deputy Speaker: Thank you, thank you.

Miss Hina Rabbani Khar: Mr. Speaker I want to mention one last thing before I go. The real questions that agriculture today is facing, are less the concern of budgetary allocation and more of a firm commitment from the agricultural department to revamp its research facilities and the facilities that are provided at the university. And to give you a very good example we keep on moping about how we don't have enough subsidies in the agricultural sector. How come we never concentrate on the total output and the yield gap that exists between agricultural production in Pakistan and other developed and developing countries. So Mr. Speaker in that regard, I will give you just one example.

جناب ڈپٹی سپیکر: Wind up کریں اس سے پہلے کہ میں مائیک بند کراؤں آپ wind up کر دیں۔ بہت ٹائم ہو گیا آپ کا۔

Miss Hina Rabbani Khar: Mr. Speaker, just last minute. Mr. Speaker in terms of seed cotton just, I am winding up after I say this, in terms of seed cotton Mr. Speaker, we are ranked fourth in the world. In terms of production and acrage however, we are ranked thirteenth in the world. Mr. Speaker this holds true for wheat and sugar cans, however, what we need to do is to close down this yield gap and through dissimination of information, this yield gap exists between the Pakistani farmer and the farmers of the world and this yield gap also exists as was constantly mentioned in the……

Mr. Deputy Speaker: Please wind up.

Miss Hina Rabbani Khar: Being a progressive farmer and……

Mr. Deputy Speaker: Please wind up, you have taken more than twenty minutes.

Miss Hina Rabbani Khar: At the end Mr. Speaker, I congratulate the Finance Minister for introducing a Finance Bill 2004-05 which is truly over encompassing, aggressive in its approach and ensures that we move ahead amongst the comity of nations not as a snail's Mr. Speaker, but as a prowling tiger. Thank you Mr. Speaker.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی محمد انور بھٹو صاحب۔

جناب محمد انور بھٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب……

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بھٹو صاحب! بریگیڈیئر ذوالفقار صاحب کھڑے ہیں۔ ان کا مائیک آن کریں۔ جی۔ مسئلہ کیا ہے بریگیڈیئر صاحب۔

Brig. (R.) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, I wish to point out that there is nothing more annoying than a continuous, you know, interference from the Chair to cut it down, cut it down, this does not help the speaker to concentrate even......

جناب ڈپٹی سپیکر: بریگیڈیئر صاحب اس کے لیے ٹائم fix ہے دس منٹ۔ ایک سپیکر کے لیے دس منٹ ہیں۔ اگر بیس منٹ لیتا ہے تو نہیں دے سکتے۔

Brig. (R.) Zulfiqar Ahmad Dhillon: Sir, why don't we increase this time, what is the problem with us?

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پورا ہاؤس ہے۔ سب نے اس پر بولنا ہے۔ جی محمد انور بھٹو صاحب تقریر جاری رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے جی۔ بیٹھیں۔

جناب محمد انور بھٹو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر صاحب۔ مجھے تو افسوس ہے۔ ہم پہلی بار اس اسمبلی میں آئے ہیں اور پتہ نہیں ہے جو سارے سینئر بیٹھے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر ہمیں دکھ ہوتا ہے۔ تو پہلی بار ہمیں موقع ملا تو بریگیڈیئر صاحب نے پہلے interfere کیا۔ بھئی کم از کم ایسا تو نہ کرو۔ جناب سپیکر صاحب آپ کی بڑی مہربانی جو آپ نے مجھے ٹائم دیا اور ہمارے جناب مشرف کے خوبصورت وزیر خزانہ جناب شوکت عزیز نے جو بارہ جون 2004-2005ء کا جو بجٹ پیش کیا ہے اس پر مجھے آپ نے موقع فراہم کیا ہے۔ مجھے تو بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی ہے کیونکہ وہ تو امریکہ کا لکھا پڑھا ہوا ہے میں تو دیہات کا اور مڈل کلاس کا ہوں اور اسی کلاس کی میں نمائندگی کرتا ہوں۔ اس بجٹ کی جو بڑی بڑی کاپیاں ہمیں دی گئی ہیں۔ مجھے تو سمجھ میں کم از کم نہیں آتی ہیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا۔ اور اس پر ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے بھی بات کی کہ یہ تو سائیں غریبوں کا بجٹ ہے۔ بڑے دکھ سے کہنا پڑتا ہے تو میرے حلقے کے لوگوں نے فون کیا کہ سائیں اس دن تو ساری رات ہم سنتے رہے تقریر کہ کہیں تو غریب کے لیے کوئی announcement ہوگی۔ پر غریب کے لیے کچھ نہیں ملا۔ صرف زمینداروں، بڑے بڑے جاگیرداروں کے لیے یہ announcement کیا گیا کہ اٹھارہ سو سی سی اور سولہ سو سی سی کار پر ٹیکس کم کر دیا گیا۔ وہ غریب بے چارے میرے حلقے کے لوگ تو گدھا گاڑی پر چڑھتے ہیں۔ وہ تو کار کی سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ انہوں نے announcement تو یہ کیا ہے کہ اٹھارہ سو سی سی اور سولہ سو سی سی اور ایک ہزار سی سی پر ہم نے ٹیکس کم کیا ہے۔ یہ انہوں نے نہیں بتایا ہے کہ آٹا کتنا کم کیا ہے۔ گھی کتنا کم کیا ہے یہ تو بتایا ہی نہیں ہے۔ اور جب انہوں نے مجھے حلقے سے فون کیا کہ

سائیں جب ہم نے یہ سنا کہ دفاع کا بجٹ جو ہے وہ ۳۳ ارب روپے بڑھائے گئے تو کیا وجہ ہے جب خود آپ کہتے ہیں کہ ہندوستان سے بھی تعلقات ہمارے بہتر ہیں اور افغانستان میں بھی سارے اتحادی فوج بیٹھی ہوئی ہے تو پھر کیا ضرورت تھی کہ آپ نے دفاعی بجٹ اتنا بڑھایا۔ اس سے یہ سمجھ آ رہا ہے کہ شاید آپ ان کو رشوت کے طور پر دے رہے ہیں۔ اتنا بجٹ اور عوام کے لیے صحت اور تعلیم کے لیے صرف بارہ ارب روپے کا آپ نے اعلان کیا اور دوسری دکھ کی بات یہ ہے۔ کہ پانچ چھ مہینوں سے عوام بہت پریشان ہیں جو اربوں روپے کے اشتہارات آ رہے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ کس خوشی میں یہ بانٹے جا رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے مجھے تو یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ شاید کوئی پاکستان میں الیکشن ہو رہے ہیں۔ یہاں تو جو ہمارے king of Pakistan ہیں اس کو یہ الیکشن کے ذریعے یہاں لا رہے ہیں۔ افسوس کی بات ہے اتنے اربوں روپے کس خوشی میں بانٹ رہے ہیں سپیکر صاحب مجھے تو کم از کم بتائیں۔ کس خوشی میں۔ یہاں تو لوگ ایک گولی کے لیے ہسپتال میں ترس رہے ہیں اور یہاں تو اربوں روپے کے اشتہارات بانٹے جا رہے ہیں۔ افسوس کی بات ہے، اور پھر کہتے ہیں کہ ہم نے تو زرعی پیکج دیا۔ کیا آپ نے پیکج دیا۔ پیکج تو محترمہ بے نظیر بھٹو نے دیا۔ اسی وقت انہوں نے یہ announcement کیا کہ جس کے پاس پانچ ایکڑ زمین ہے ہم اس کو بھی ٹریکٹر دیں گے۔ آپ نے کیا کیا ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ پچیس ایکڑ، پچیس ایکڑ کو تو ٹریکٹر نہیں ملتا ہے۔ آپ کے زرعی پیکج میں تو ٹریکٹر نہیں ملتا ہے۔ ہم نے تو پانچ ایکڑ پر غریب کو ٹریکٹر دیا۔ ہم نے تو یہ پالیسی announce کی اسی وقت محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہ جس کسان کے، پاس زمین نہیں ہم اسی کو بھی ڈیڑھ لاکھ میں ٹریکٹر دیں گے۔ آپ نے کیا کیا ہے۔ باتیں تو زیادہ کرتے ہو۔ خواہ مخواہ ہمیشہ۔ کہتے ہیں کہ آپ نے کرپشن کی۔ آپ لوگوں نے ملک کو لوٹا۔ آپ نے کیا کم لوٹا؟ کیا نہیں کھایا آپ نے؟ یہ سائیں ڈان کی رپورٹ ہے۔ ایک سو گیارہ آرمی آفیسرز ہیں۔

(اس مرحلے پر نماز عصر کی اذان کی آواز سنائی دی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ ہیں۔ پانچ منٹ میں آپ wind up کریں۔

جناب محمد انور بھٹو: گھبراؤ مت۔ میں ابھی کچھ کرتا ہوں۔ آپ گھبرائیں مت۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساڑھے پانچ بجے جماعت ہوتی ہے۔ اس لیے میں نے پانچ منٹ کہا ہے۔

جناب محمد انور بھٹو: جناب سپیکر صاحب۔ یہ کہتے ہیں کہ سیاستدانوں نے اتنی کرپشن کی۔ اس طرف جو بیٹھے ہوئے ہمارے کولیگ دوست ہیں۔ ذرا آپ اس پر بھی تھوڑا سا سمجھائیں۔ یہ ڈان اخبار کی رپورٹ بھی ہے۔ ایک سو گیارہ آرمی آفیسرز کو چار سو پلاٹ بہاولپور اور رحیم یار خان میں تقریباً ۴۷ روپے کنال کے حساب سے ان کو الاٹ کیا گیا ہے اور یہاں مارکیٹ ریٹ جو ہے وہ پندرہ بیس ہزار روپے کنال ہیں۔ یہ کل کو پھر یہ sale کریں گے۔ یہ کرپشن نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسرا یہ ایک رپورٹ آئی ہے۔ اتوار کے انگریزی The News میں خبر آئی ہے ذرا میں اپنے دوستوں کو یہ بھی کہتا ہوں کہ اس رپورٹ کو بھی آپ پڑھ لیں۔ دوسری رپورٹ یہ آئی ہے کہ ہمارا جنرل مشرف صاحب ان کو کمرشل پلاٹ لاہور میں allot کیا گیا ہے ایک لاکھ روپے میں وہ بھی instalment میں اور اس کا مارکیٹ ریٹ جو ہے دو کروڑ روپیہ ہے کیا یہ کرپشن نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انور بھٹو صاحب ایک منٹ عمر ایوب صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عمر ایوب خان: جناب سپیکر صدر صاحب کو The President is not here, personal capacity میں جو چیز ہے کہ بات نہیں کر سکتے بجٹ پر بات کریں personal accusations پر بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آنریبل انور بھٹو صاحب تشریف رکھیں ابھی ویسے بھی نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب عمر ایوب خان: بجٹ کے اوپر بات کریں پرسنل چیز صدر کی یہاں پر ڈسکس نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز کا وقت ہو گیا ہے The House is adjourned for Asr Prayers to meet again after twenty minutes.

[The House adjourned for 20 minutes]

[The House re-assembled at 5:35 p.m. with Mr. Speaker in the Chair]

جناب سپیکر: انور بھٹو صاحب۔

جناب انور بھٹو: جناب سپیکر! صاحب تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔ بات یہ ہے جناب سپیکر صاحب ہمارے حلقے میں اسی وقت اری 6 دھان جو ہے وہ تو کھانے کے چاول ہیں امیر تو اس کو دیکھتے ہی نہیں اسی وقت ہمارے علاقے میں ابھی تک پانی نہیں پہنچا اب یہ کب سے ہماری فصل ہوگی تو یہاں کے غریب کسان جو ہیں اپنے بچوں کے لیے سال کے لیے کچھ نہ کچھ کر لیں وہ بھی انکی امید ختم ہوگئی۔

جناب سپیکر صاحب! اسی وقت ہمارے جو بجٹ کی بات ہو رہی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ ہم نے غریبوں کے لیے کسانوں کے لیے بڑی مراعات دیں اور میں یہی بات کر رہا تھا جو انہوں نے tractor کی پالیسی دی وہ ہمارے گورنمنٹ کی پالیسی تھی جو ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اس وقت جب Prime Minister تھیں تو یہ پالیسی announcement کی تھی، تو جس کے پاس پانچ ایکڑ کی زمین ہوگی اس کو ہم ٹریکٹر allot کریں گے اور ہماری حکومت نے وہ ٹریکٹر دیے اور ہماری حکومت نے باہر سے جو ٹریکٹر import کیے وہ ہم نے اسی وقت ڈیڑھ لاکھ میں کسان کو فراہم کیا اور اسی وقت وہ ٹریکٹر مارکیٹ میں تین لاکھ اور چار لاکھ

cotton seed agriculture بنک والے دے رہے ہیں آپ دیکھیں اس کے بعد ابھی یہ جو cotton seed پر جوانہوں نے sales tax لگائی ہے یہ تو ہمارے دوست کہتے ہیں کہ بھائی بہت اچھا بجٹ ہے اس کاٹن سیلز ٹیکس سیڈ پر لگی ہے اس کا تو رزلٹ آگے نکلیں گے جناب سپیکر صاحب! کم ازکم ہمارا گھی جو ہے تین سے چار روپیہ ماہ کا ہمیں خریدنا پڑے گا اسی لیے میری گزارش ہے اور آپ کے توسط سے میں تجویز کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ جو sales tax لگائی ہے مہربانی کر کے ختم کریں اور اس کے علاوہ جناب شوکت عزیز صاحب نے بجٹ کا تو 7 percent جو ہم نے اضافہ کیا ہے مجھے تو یہ سمجھ میں آتا ہے گزشتہ جو ایک سو ساٹھ ارب تھی ابھی اسی وقت انہوں نے 194 ارب بڑھائی ہے اسی حساب سے تقریباً یہ 15% بڑھتا ہے پتہ نہیں ہے۔ وہ ہمارے سندھی میں کہاوت ہے وہ جو پیرو والے جوانگھگر ہے وہ انہوں نے بتایا باقی تو سمجھ میں بات آتی نہیں ہے۔

<u>نواب محمد یوسف تالپور:</u> پیرو والے؟

<u>جناب انور بھٹو:</u> پیرو والے جوانگھگر ہمارے سندھ میں کہاوت ہے تو پیرو والے انگھگر جو وہ بتاتے ہیں بس ایسے ہی انہوں نے بیان کیا باقی تو حساب کتاب کے حساب سے یہ لگتا ہے کہ ان کو بھی شاید کسی نے بجٹ بنا کے دیا اور ہمارے خوبصورت منسٹر صاحب نے یہاں آکر پیش کیا۔

<u>نواب محمد یوسف تالپور:</u> کیا کہا؟

<u>جناب انور بھٹو:</u> سائیں دیکھنے میں تو خوبصورت ہیں ناں۔

<u>جناب سپیکر:</u> مہربانی کر کے مختصر کریں وقت کافی ہو گیا ہے۔

<u>جناب انور بھٹو:</u> جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہی حشر رہا اس ملک میں اور سیاستدانوں کے اوپر الزام لگتے رہے وہ جو خود ملک کو لوٹ رہے ہیں اس کا کوئی حساب کتاب نہ ہو ڈیفنس بجٹ کا کوئی حساب کتاب نہ ہو اور پھر جہاں عوامی قیادت ملک سے باہر ہو، دن دیہاڑے جو قتل ہو رہے ہوں اور سندھ میں حالت یہ ہے کہ واحد اکثریتی پارٹی سندھ کی پاکستان پیپلز پارٹی ہے اس

کو اقلیت میں تبدیل کیا گیا۔ جو ایوب خان کے زمانے میں بنگالیوں کے ساتھ حشر کیا۔ میں یہی کہتا ہوں کہ خدارا اس ملک کو ایک رہنے دو اور ہمارے سندھ کا جو پانی ہے وہ پورے حساب سے پورے حق سے ہمیں دے دو اور ہمیں زندگی اچھی گزارنے دو۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک امین اسلم خان، مخدوم امین فہیم صاحب۔ بات کرنا چاہتے ہیں۔

POINT OF ORDER *RE:* FATAL ROAD ACCIDENT NEAR RAWALPINDI

مخدوم محمد امین فہیم: جناب سپیکر مجھے احساس ہے کہ بجٹ کی تقاریر کے دوران آپکا ٹائم نہیں لینا چاہیے۔ لیکن میں ایک پاکستان کے عوام کے بہت اہم اور sensitive issue پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور آپ کے اس پر احکامات بھی چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! آج صبح راولپنڈی کے قریب ایک بس اور ٹرالر کا ایکسیڈنٹ ہوا جس میں 37 انسان مر گئے ہیں۔ یہ روزمرہ کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! اور پاکستان کے ہر علاقے میں چاہے وہ پہاڑی علاقہ ہو چاہے وہ نیچے سندھ میں ہو۔ یہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔ اس کے لیے جب بڑا ایکسیڈنٹ ہوتا ہے لوگ مرتے ہیں اور پرائم منسٹر سمیت سارے لوگ ان کے لواحقین سے افسوس کرتے ہیں اور ان کی بھلائی کے لیے آرڈر کرتے ہیں۔ لیکن اصل مقصد یہ ہے کہ اس پر کوئی سخت قوانین بننے چاہئیں۔ ایک ڈرائیور کی غلطی سے، ایک ڈرائیور کو چاہیے غلطی ہو یا چاہے کسی قسم کا اس میں نقص ہو کئی معصوم جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ یا سڑک پر چلتے ہوئے لوگ، یا گاڑیوں میں سفر کرتے ہوئے لوگ۔ جناب یہاں پر سڑک پر چلنے کا مسئلہ آپ کا بھی ہے، میرا بھی ہے، پاکستان کی پوری قوم کا ہے۔ ایک ایک انسان اس میں متاثر ہوتا ہے۔ مہربانی کر کے جو متعلقہ محکمے ہیں ان کو کہیں کہ بیٹھ کر کوئی serious قسم کی اس میں سوچ دیں۔ جو سرکاری لوگ سفر کرتے ہیں پروٹوکول کے ساتھ ان کو تو پرواہ نہیں ہوتی لیکن جو common man ہے اس کو کسی بھی وقت اسی قسم کے حادثے کا سامنا ہونا ہے۔

یہ پاکستان کی اہم جانیں محفوظ کرنے کی بات ہے۔ یہاں پر میں آپ کو یاد دلاؤں کہ جنرل جی اے ملک اس کا بھی روڈ ایکسڈنٹ ہوا تھا جس میں وہ انتقال کر گئے تھے۔ اس وقت بھی میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ کوئی قانون بنے۔ ایک ڈرائیور کو کیس چلا کے تین یا چار مہینے سزا دے کے یا جرمانہ لگا کے آپ چھوڑ دیں گے تو اس سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میں اس میں آپ کے توسط سے چاہوں گا کہ جو vehicle owners ہیں جناب سپیکر! ذرا توجہ سے اس کو سنیں اور اس پر کوئی آرڈر کریں۔ جو vehicle owners ہیں چاہے کمرشل ہو چاہے پرائیویٹ ہو۔ اگر اس کی گاڑی ایکسیڈنٹ کرتی ہے تو میں یہ suggest کروں گا concerned department کو کہیں کہ جو owner of the car ہے owner of the vehicle ہے وہ جرمانہ بھرے اور ایک جان کا جرمانہ سب کے مشورے سے لگائیں۔ ایک معصوم ڈرائیور کو سزا دینے سے کچھ نہیں ہوگا مہربانی کر کے اس پر اب کوئی آرڈر کریں۔

جناب سپیکر: بابر غوری صاحب۔

جناب بابر خان غوری: شکریہ جناب سپیکر۔ ابھی ہمارے محترم ساتھی امین فہیم صاحب نے جو point out کیا ہے ایک افسوس ناک واقعہ صبح پیش آیا۔ جیسے ہی یہ علم میں آیا تو ہمارے فیڈرل منسٹر نصیر خان صاحب اور شیخ رشید صاحب دونوں وہاں پہنچے اور بڑا افسوس ناک واقعہ ہوا جس میں چالیس لوگوں کی ہلاکت ہوئی اور جہاں تک loss کا ہے ٹرانسپورٹ کے حوالے سے بالکل صحیح کہتے ہیں۔ اس کے اوپر قوانین پر سختی سے عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ لیکن آپ کے بھی علم میں ہوگا، آپ بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں یہ ٹرانسپورٹ کے جو قوانین ہیں وہ صوبائی حکومتوں کے پاس ہیں اور جو صوبائی حکومت اس حوالے سے ہماری جو recommendations ہیں اس ہاؤس کی میں یہ چاہوں گا کہ یہ بھی لیں اور گورنمنٹ سائیڈ سے ہم لوگ مل کے اور جو Federal Government کی ذمہ داری ہے وہ ہم پوری کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ امین فہیم صاحب نے ایک positive بات کی کہ قانون سازی کریں اور قانون سازی کے

اندر ہی ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کہیں کوئی بہتری لا سکتے ہیں ان ڈرائیورز کے لئے اور ان ایکسیڈنٹس کو روکنے کے لئے جو already Federal Government کے مواصلات کے under میں جو roads ہیں وہاں پر already ہم نے کافی قانون سازی کی ہے۔ اس کے اندر ایسے احکام جاری کئے جیسے آپ نے موٹروے میں دیکھا اس میں limits ہیں اس کے ساتھ، ساتھ ابھی موبائل فون پر پابندی لگائی ہے تاکہ حادثات کو کم سے کم کیا جائے۔ لیکن اگر ایسی تجاویز ہیں اور جو ایسے واقعات کو روکنے کے لئے چونکہ بڑے بڑے حادثات ہو رہے ہیں تو اس کے لئے ہم مل کر بیٹھیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان سفارشات کو جب صوبائی حکومتوں کو ضرورت ہوگی ان کے پاس بھیجیں گے اور جو Federal Government نے کرنی ہوگی اس کو کریں گے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: راولپنڈی میں جو واقعہ ہوا ہے اس میں راجہ پرویز اشرف صاحب، شیخ رشید احمد صاحب، نیئر بخاری صاحب اور شہناز شیخ صاحبہ یہ تمام فاضل ممبران بات کرنا چاہتے ہیں۔ سب کا concern ہے بہت افسوس ناک واقعہ ہے ان کا حلقہ بھی ہے اور ان کا concern ہونا بھی چاہئیے۔ تو میری استدعا ہے کہ ایک ایک منٹ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ دیکھ رہے ہیں مجھے تو کوئی نہیں یہ واقعہ ہی اس قسم کا ہے اس میں پھر مہربانی کریں ایک ایک منٹ ہی لگائیں چونکہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنے گا لیکن آپ کے حلقہ جات ہیں۔ شیخ رشید احمد صاحب۔

ڈاکٹر عامر لیاقت حسین: میرا خیال ہے دعائے مغفرت کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ جنازہ ہو جائے دعائے مغفرت کل کر لیں گے۔

وزیر اطلاعات (شیخ رشید احمد): ہمارے علاقے میں دفنانے کے بعد دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کل صبح کر لیں گے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے صبح کریں گے صبح کر لیں گے۔ ٹھیک ہے دعا صبح کر لیں گے۔ شیخ رشید احمد صاحب کو ایک منٹ ہی لگانا ہے۔

شیخ رشید احمد: شکریہ جناب سپیکر! میں ایک منٹ سے بھی کم لوں گا۔ یہ جو اندوہناک واقعہ ہوا ہے جس میں قیمتی جانیں گئی ہیں۔ یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے اور آدھا منٹ میں ہم وہاں پہنچے جو کچھ کر سکتے تھے ہم نے کیا ہے کیوں کہ یہ انسانی مسئلہ ہے۔ دوسری بات جو کہنا چاہتا ہوں میرا خیال تھا کہ پہلے میں آپ سے بات کرلوں۔ کیوں کہ وہ serious بات ہے لیکن ابھی گورنمنٹ نے مجھے کہا ہے اس لئے floor of the House اپوزیشن کے سامنے یہ کہنا چاہتا ہوں کیوں کہ اپوزیشن کو اعتماد میں لینا بھی ضروری ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ سیکورٹی انتظامات صدر صاحب کے لئے ہیں اس طرف بالکل نہیں ہیں۔

بیگم رخسانہ بنگش: صدر کے لئے نہیں تو اور کس کے لئے ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے بات سن لیں۔ بات کرنے دیں یہ کیا عادت پڑ گئی ہے آپ کو۔ ہر بات پر آپ بولنا شروع کر دیتے ہیں Let him make the statement

شیخ رشید احمد: جناب سپیکر! پہلے میں آپ سے کہوں آپ کے نوٹس میں ہے کیوں کہ جناب سپیکر! صدر صاحب کا اس راستے سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کا اسی طرف سے راستہ ہے اسی طرف دفتر ہے اسمبلی کو seriously security threats موصول ہوئی ہیں۔ اس کی بنیاد پر لوگوں کی، ممبروں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے انتظام کئے جارہے ہیں۔ اس میں اور اضافہ کر سکتے ہیں اس سیکورٹی کا اس سیکورٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا سارا سسٹم علیحدہ ہے۔ یہ میں اجلاس کے عزت اور احترام اور سارے معاملات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نہ کوئی سرکاری مسئلہ ہے نہ اپوزیشن کا مسئلہ ہے نہ صدر صاحب کی حفاظت کا مسئلہ ہے یہ اسمبلی کے ممبران اور اس پارلیمنٹ ہاؤس کے تحفظ کا اور اس جمہوری ادارے کے تحفظ کا مسئلہ ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ممبران ان سے تعاون کریں کہ ہم نے serious threats وصول کی ہیں۔ اس لئے اس کو political issue نہ سمجھا جائے۔

جناب سپیکر: راجہ پرویز اشرف۔

راجہ پرویز اشرف: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر آج صبح بس کا جو المناک حادثہ ہوا ہے جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا سانحہ ہوا ہے اس علاقے میں جس میں میرے اپنے حلقے کے کئی لوگ جو ہیں وہ جاں بحق ہوئے۔ گذارش یہ ہے کہ نیشنل ہائی ویز کو محفوظ بنانا ہر لحاظ سے، وہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ آج بھی جو واقعہ ہوا ہے اس میں ایک ٹرالر جو ہے اس نے اس بس کو ٹکر ماری اور بس جو تھی وہ کھائی میں جا گری جس سے وہ واقعہ ہوا اور یہ داستان جو ہے ہم آئے دن اخبارات میں پڑھتے ہیں۔ وزیر صاحب کا ہسپتال جانا بہت اچھی بات ہے میں سمجھتا ہوں۔ یہ قابل تحسین بات ہے۔ لیکن ان کے ہسپتال چلے جانے سے۔ میرے ہسپتال چلے جانے سے یا کسی دوسرے لیڈر کے ہسپتال چلے جانے سے وہ چالیس گھر جن کے سروں سے سایہ اٹھ گیا۔ جو سینکڑوں بچے یتیم ہو گئے۔ اتنی بیوائیں جو ہو گئی ہیں میں سمجھتا ہوں ان کی تلافی وہ نہیں کر سکتے۔ حکومت کو چاہیئے کہ اس قسم کے واقعات کی روک تھام ایک طرف لیکن جو لوگ اس میں جاں بحق ہوئے ہیں ان لوگوں کو rehabilitate کیا جائے۔ یہ وہ لوگ، وہ غریب لوگ تھے، وہ ملازمین تھے جو ہر روز اپنے گھروں سے اس بس میں بیٹھ کر سیکرٹریٹ اسلام آباد میں آیا کرتے تھے۔ شاید وہ لوگ میں سمجھتا ہوں ان کی جان چلی جانے کے بعد آج ان کے گھروں میں کہرام مچا ہوا ہے اور ہم اگر صرف یہ کہہ دیں کہ یہ سیاسی بات ہے یا سیاسی point scoring ہے تو یہ نہایت افسوس ناک بات ہے۔ ہمیں کوئی عملی ان کی امداد کرنی چاہیئے اور یہ وقت کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی یہ ہے کہ جو غریب لوگ مارے جا رہے ہیں ہم ان کے لئے کچھ نہ کچھ کریں ان کے لواحقین کے لئے کریں اور ان کے پسماندگان کے لئے کچھ کریں۔

جناب سپیکر: شہناز شیخ صاحبہ اس ایکسیڈنٹ کے بارے میں بات کرنی ہے یا اور کسی موضوع پر؟

<u>بیگم شہناز شیخ</u>: جی اسی موضوع کے بارے میں ۔ جناب سپیکر! میں بابر غوری صاحب کے اس بیان پر کہ صوبائی مسئلہ ہے اس میں فیڈرل گورنمنٹ کا بھی مسئلہ ہے ایکسیڈنٹ ہوسکتا ہے چھ مہینے پہلے میری بھابھی کا ایکسیڈنٹ بس کے ساتھ ہوا اور وہ واران بس تھی جس کو monopoly ہوئی ہے پچھلی حکومت نے اسلام آباد میں اور کسی ایکس جرنیل کی بیٹی اس کو own کرتی ہے اور اس میں دو serving Brigadiers کی بیویاں زخمی ہوگئیں اور اس کے باوجود انہوں نہ پرچہ ہونے دیا نہ ڈرائیور arrest ہونے دیا اور یہ powerful جو ٹرانسپورٹ کمپنیاں ہیں ان کا کوئی علاج ہونا چاہئیے ان کے ڈرائیوروں کے لئے ان کے لئے کوئی سخت قانون بننا چاہئیے ۔ چاہئے یہ صوبوں میں ہو چاہئے یہ فیڈرل حکومت کے تحت آتا ہو۔

<u>جناب سپیکر</u>: بہت شکریہ۔ جناب نیر بخاری صاحب۔

<u>سید نیر حسین بخاری</u>: شکریہ جناب سپیکر ۔ بلاشبہ یہ بڑا المناک واقعہ ہے اور بابر غوری صاحب نے کہا کہ یہ صوبائی معاملہ ہے ۔ ریکارڈ درست کرنے کے لئے عرض کر دوں کہ یہ ایکسیڈنٹ اسلام آباد کیپٹیل ٹیریٹری کے اندر ہوا ایک گذارش اور کیس رجسٹرڈ بھی ہوا ہے اگر نہیں ہوا تب بھی اس کو اسلام آباد میں ہونا ہے ۔ تو یہ وفاقی معاملہ ہے ۔ دوسری اہم بات جو میں کرنا چاہتا ہوں کہ جس قانون کے تحت وہ مقدمہ درج ہوگا وہ کوئی صوبائی قانون نہیں ۔ وہ تو Federal Statute کے تحت ہی ہونا ہے ۔ جیسا کہ مخدوم صاحب نے کہا تھا کہ compensation کے بارے میں کوئی راستہ ہونا چاہئیے کوئی حل نکالنا چاہئیے ۔ تو میں یہ گذارش کروں گا کہ اس حادثے کے جو متاثرین کے لئے گورنمنٹ کو compensation announce کرنا چاہیئے تا کہ ان لوگوں کی کوئی rehabilitation ہو سکے ان کی بحالی ہو سکے یہ میری گذارش ہے۔

<u>جناب سپیکر</u>: بہت شکریہ۔ اس موضوع پر آخری سپیکر ہوں گے لیاقت بلوچ صاحب۔

<u>چوہدری اعتزاز احسن</u>: جناب زمرد خان کا بھی حلقہ ہے ان کا بھی حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر: زمرد خان کو بھی ٹائم دیتا ہوں۔

جناب لیاقت بلوچ: جناب سپیکر میں بھی اس المناک واقعے پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ سڑکوں پر سفر غیر محفوظ ہو چکا ہے اور عوام کو جان مال کا تحفظ نہیں ہوتا ۔ ایک طرف ایکسیڈنٹس ہوتے ہیں دوسری طرف سڑکوں پر ہی gun point پر motor vehicles پر جو ڈکیتیاں ہوتی ہیں وہ بھی ایک خطرناک شکل اختیار کرتی چلی جارہی ہیں۔ وزیر مواصلات صاحب نے تو یہ فرمایا ہے کہ اس میں صوبوں کا زیادہ معاملہ ہے۔ حالانکہ وفاق کی سطح پر پالیسی ترتیب دینا۔ Road Safety Act کے معاملات کو طے کرنا اور اسی طریقے سے ایک Transport Cell ہوتا ہے وفاق کی سطح پر جو کہ پورے ملک کے لئے ٹرانسپورٹ کی ایک پالیسی کو ترتیب دیتا ہے۔ اسی طریقے سے جو ہماری سڑکوں کی حالت ہے ان سڑکوں کی ساری کیفیات کو دیکھ کر ایکسائز کے وہیکلز کو امپورٹ کرنے کی سڑکوں پر چلنے کی اجازت دینا، فیصلہ کرنا یہ وفاق کی سطح کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس لئے محض ان تمام معاملات کو صوبوں کی طرف منتقل کر کے نہیں طے کیا جاسکتا جب تک کہ وفاق سنجیدگی کے ساتھ اس میں کوشش نہ کرے اور میں بھی اسی چیز کا مطالبہ کرتا ہوں کہ جو لواحقین ہیں ان کی مدد کے لئے حکومت کی طرف سے امداد لازمی طور پر کی جانی چاہیئے ۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں ستی صاحب ان کا بھی concerned ہے مہرین راجہ صاحبہ ان دونوں کی طرف سے بھی بات کریں گے زمرد خان صاحب۔

جناب زمرد خان: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! آج کے حادثے پر دونوں طرف سے اظہار افسوس ہوا۔ لیکن شکر ہے کہ آج حکومت کی طرف سے واران کے بارے میں بھی یہاں بات ہوئی جو کہ پچھلے تین مہینوں سے میں اپنے شہر میں بھی اور اسمبلی کے اندر بھی کر رہا ہوں کہ راولپنڈی کے اندر اور اسلام آباد کے اندر جو شہریوں کا حشر ہو رہا ہے وہ گورنمنٹ تماشائی بنے اس

کو دیکھ رہی ہے۔ یہاں پر ایک محترمہ نے کہا کہ میری بھابھی کا ایکسیڈنٹ ہوا تو جناب والا پچھلے دنوں آج سے سات دن قبل ایک نوجوان اس بس کے نیچے آیا اس محترمہ کا بیان تھا جو کہ ایک جرنیل کی بیٹی ہے وہ کہتی ہے کہ جو کرایہ نہیں دے گا اس کا یہی حشر ہوگا۔ تو آپ دیکھ لیں کہ اگر چھوٹی گاڑیوں کو راولپنڈی اور اسلام آباد کے شہر کے اندر نہیں آنے دیا جاتا تو اتنی بڑی بڑی بسوں کی راولپنڈی شہر کے اندر اور اسلام آباد کے اندر کس طرح permission ہوئی۔ آج تک کسی پولیس افسر کی جرات نہیں بیچارے جو چھوٹے افسران ہیں ان کی کیا وہاں پر تو ڈی آئی جی اور ایس ایس پی کی مجال نہیں کہ اس بس کو روک سکیں یا اس محترمہ سے کوئی بات چیت کر سکیں۔ بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: بہت شکریہ شہناز شیخ ذاتی وضاحت کریں گے۔

<u>بیگم شہناز شیخ</u>: جناب سپیکر! میرے اس بیان کو بالکل اس طرح نہ لیا جائے میں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ ایکس جرنیل حمید گل صاحب کی بیٹی ہے......

(شیم شیم شیم)

<u>جناب سپیکر</u>: سنیں خاموشی سے سنیں۔ میں نے ان کو فلور دیا ہے خاموشی سے سنیں۔

<u>بیگم شہناز شیخ</u>: وہ حمید گل صاحب کی بیٹی ہے اور اس کو نواز شریف صاحب یہ monopoly دے کر گئے تھے لہذا ان کو انہیں کے کھاتے میں ڈالیں۔

<u>جناب سپیکر</u>: تہمینہ ادھر نہیں ہیں۔ یہ بہت افسوس ناک واقعہ ہے تمام ایوان کو اس کا افسوس ہے اور خاص طور پر جن کے حلقہ کے آدمی شہید ہوئے افراد شہید ہوئے ان کیساتھ پوری ہمدردی ہے۔ تو یہ اچھی تجویز ہے کہ اس بارے میں مخدوم صاحب آپ پھر کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں۔

<u>مخدوم محمد امین فہیم</u>: میں اس وقت ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کیوں کہ منسٹر صاحب نے بڑی positive بات کی ہے تو مین ایک تجویز دیتا ہوں کہ آگے چل کر کے جو بھی legislation کی

جائے اس میں جو گاڑی کا owner ہو جتنے لوگ اگر مرتے ہیں تو اس کا جرمانہ اس گاڑی کا owner بھی share کرے۔ اگر میرا ڈرائیور کوئی ایکسیڈنٹ کرتا ہے جناب سپیکر اگر مجھے اس کے لئے پچاس ہزار کسی کو دینا پڑیں گے تو میں ڈرائیور کو کہوں گا کہ خبردار آہستہ چلو۔ لیکن ڈرائیور کو دو مہینے تین مہینے سزا دینے سے کچھ نہیں ہوگا۔ قانون یہاں بنتا ہے توڑنے کے لئے قانون کو کوئی نہیں سنبھالتا۔ اس لئے vehicle owners کو اس میں involve کریں جو حکومت پیسے دیتی ہے جس کا آدمی مرے اس کے لئے پیسے مقرر ہوں کہ اتنے پیسے گاڑی کا owner دے۔ چاہے کمرشل ہو چاہئے پرائیویٹ ہو چاہے سرکاری ہو چاہے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ کی ہو۔

جناب سپیکر: منسٹر فار ہیلتھ۔

وزیر صحت (جناب محمد نصیر خان): جناب سپیکر! آج بڑا افسوس ناک واقعہ ہوا اور میں صبح ہی وہاں پر پہنچ گیا تھا آٹھ بجے بخاری صاحب بھی وہاں موجود تھے اور اس وقت تقریباً بائیس لاشیں پہنچی تھیں اور تقریباً پانچ کا آپریشن ہو رہا تھا۔ اب میں صرف یہ ہاؤس کے ساتھ share کرنا چاہتا ہوں کہ ڈبلیو ایچ او کی میٹنگ جب جنیوا میں ہوئی Road safety. Now road killing is the number three killer in the world by now. And by the year 2015, it will the number one killer in the world. And this was one of the most important agendas on the World Health Organization. In Pakistan for it is alarming population and statistic It is not the government or the opposition. We all have to کہ ہے now. seriously think about the road safety in Pakistan. The issue of licence to the drivers, the conditions of the vehicles, the by-laws and the laws of the roads' traffic in Pakistan because, since the last five years the traffic has increased one eighty three hundred per cent in Pakistan. تو یہ ہے No. 3 killer in Pakistan لیکن I think by the

So, it ۔ہوجائے گا No. 1 killer ہیں پاکستان میں بھی یہ بھی statistics جو year 2012 is important کہ Government and Opposition بیٹھ کے اس کے laws بنائیں اور بڑا seriously اس کے بارے میں سوچیں کیونکہ اب یہ جو چیز ہے It is not for laughing stock کہ جی non serious attitude لے کے یہاں سے اسمبلی سے نکل جائیں۔ It is one of the most important issues to be discussed. And it is not provincial. It is not Federal. It is not Government. It is not Opposition یہ ہمارا سب کا مسئلہ ہے جی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جو تجاویز آئی ہیں اس میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ کو چاہئیے کہ قوانین اس قسم کے بنائیں اور اگر گورنمنٹ delay کرتی ہے تو اپوزیشن کی طرف سے یا کوئی بھی پرائیویٹ ممبر، دو ہی طریقے ہیں قانون سازی کے، پرائیویٹ ممبرز بھی کر سکتے ہیں، قوانین ہونے چاہئیے۔ دوسرا یہ ہے کہ وزیر صحت صاحب نے یہاں فرمایا، تو زخمی اگر کوئی ہیں تو ان کے لئے خصوصی instruction دے دیں ہسپتال میں۔ خواجہ صاحب آپ نے اس پر بات کی ہے۔

خواجہ محمد آصف: سر! میں ایک particular بات اس سلسلے میں کرنا چاہوں گا، ان سڑکوں کے اوپر خصوصاً آپ کی اور میری constituency میں جو کنٹینرز ہوتے ہیں وہ loose رکھے ہوتے ہیں، ٹریکٹر کے پیچھے یا ٹرالی کے اوپر۔ وہ loose ہوتے ہیں ان کو باندھا نہیں ہوتا۔ بہت سے ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں کہ انہوں نے ایک دم بریک لگائی ہے اور کنٹینر پیچھے آیا ہے اور پیچھے آنے والی گاڑیوں کے اوپر گرا ہے اس قسم کے بہت سے ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں، میں نے سیالکوٹ ڈرائی پورٹ کے ساتھ بھی یہ مسئلہ take up کیا تھا۔ آپ کا اور میرا حلقہ ساتھ ساتھ ہے، اور یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے۔ اور اس قسم کے ایکسیڈنٹ جہاں جہاں یہ کنٹینرز سروس چلتی ہے۔ جن شہروں کی export oriented economy ہے وہاں پر یہ بہت بڑا خطرہ ہے۔ چھوٹی

سڑکیں ہیں، مثلاً سیالکوٹ وزیرآباد روڈ چھوٹی سڑک ہے اس کے اوپر کنٹینرز جا رہے ہوتے ہیں، سیالکوٹ ڈرائی پورٹ سے سیالکوٹ اور سیالکوٹ سے سیالکوٹ ڈرائی پورٹ سمبڑیال۔ تو وہ کنٹینرز جو اوپر رکھے ہوتے ہیں وہ باندھے نہیں ہوتے۔ اور عموماً خالی کنٹینرز۔ جو بھرا ہوتا ہے اس کو باندھ لیتے ہیں اور جو خالی ہوتے ہیں اس کو باندھا نہیں ہوتا۔ تو یہ basically قوانین جو ہیں وہ statute book پر موجود ہیں۔ ان قوانین پر عمل نہیں ہو رہا۔ ڈرائیوروں کے پاس جعلی لائسنسز ہیں۔ اور یہ کم از کم جو ویگنوں والے ہیں اور بسوں والے جو ہیں They are hell drivers اور جو حضرات اور معصوم لوگ ان کی جو دوڑ ہے، دولت اور پیسے کمانے کی دوڑ میں جس طرح آج ہوا ہے اس طرح پچھلے کئی سال سے۔ یہاں کئی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وزیر صحت صاحب جو ہیں ان کے والد ابھی چند ماہ پہلے ایک سڑک کے حادثے میں وفات پا گئے۔ اس طرح بہت سے لوگ ہیں جن کے عزیز و اقارب جو ہیں وہ روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک collective مسئلہ ہے، شیر افگن صاحب کے فرزند، میرے اپنے بڑے بھائی روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہوئے، تو یہ ایک collective مسئلہ ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ قوانین نئے بنائے جائیں تو وہ بھی اچھی بات ہے لیکن اگر موجودہ قوانین پر عملدرآمد ہو جائے، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی کافی ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی اعجاز الحق صاحب منسٹر مذہبی امور۔

وزیر مذہبی امور (جناب محمد اعجاز الحق): جناب سپیکر! میں اسی subject پر تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہ رہا ہوں کہ یہاں پر جو بات ہوئی اور چونکہ میرے حلقے سے تھی concerned ہیں جو پہلے پرانا حلقہ ہوتا تھا، کہ واران کا پرابلم discuss ہوا اور یہ بتایا گیا کہ پچھلی حکومت نے ایک فرنچائز دی تھی جس طرح کہ میکڈونلڈ یا فرائیڈ چکن یا اس قسم کی کمپنیوں کو دی جاتی ہے اور اس فرنچائز کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں، اور انہوں نے جو fulfil کرنی تھی

passengers اور conditions وہ بھی نہیں کیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بسیں کیونکہ کم ہیں اور زیادہ ہیں، تو وہ تیزی سے چلاتے ہیں، اور اگر آپ اس کے statistics منگوائیں، یہ تو ہم نے دو یا تین لوگوں کی بات کی میرے خیال میں جب سے یہ سروس چلنی شروع ہوئی ہے، سینکڑوں لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں، تو میں یہاں پر یہ کہوں گا کہ صوبائی حکومت کو ہدایت کی جائے اور یہ یہاں سے جو concerned منسٹر ہیں ان تک یہ بات پہنچائیں، کہ اس مسئلے کو غور سے دیکھا جائے اور جو چھوٹے لوگ ان روٹس سے ہٹا دیئے گئے ہیں، کم از کم ان کو اجازت دی جائے تا کہ یہ بسوں والے timely چلائیں گاڑیاں اور جو بے روزگاری ہے وہ پہلے ہی اس ملک میں بہت زیادہ ہے اس کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جہاں تک قانون سازی کا تعلق ہے۔ جی ڈاکٹر شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب والا اس میں میری گزارش یہ ہے کہ دو اس میں amendments چاہیئے۔ Because my son was killed in an accident کہ ڈرائیورز دوسرے دن bail out ہو جاتے ہیں اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس وجہ سے They are careless اب دوسری بات یہ ہے کہ یہ bailable ہے اس کو non-bailable کرنا پڑے گا۔ اور اس کے لئے cut of time ہونا چاہیئے۔ کم از کم دو سال تک تو more than 50% جو یہ wagon drivers ہیں دوسرے ڈرائیورز ہیں، loose drivers ہیں یہ سارے کے سارے خود بخود رک جائیں گے اور دوسری اس میں بات یہ ہے کہ جیسے سویڈن میں king سے ایکسیڈنٹ ہوا he killed a person تو اس کا لائسنس کینسل ہوا، آج پارلیمنٹ بھی نہیں بحال کر سکی۔ چونکہ یہ بہت اہمیت رکھتا ہے لائسنس، Anybody who commits this offence اور اس کا لائسنس اگر کینسل کر دیا جائے And it should not be restored at

all تو اس سے وہ بہت زیادہ effect ہوگا یہی اس کا حل ہے اور یہ تو گورنمنٹ ایک دن میں لا سکتی ہے اور میرے خیال میں Parliament will be in its favour just to avoid the thousand people being killed daily یہ میری دو گزارشات ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ جہان یوسف صاحب آخری speaker ہوں گے اس موضوع پر۔

سردار شاہ جہاں یوسف: شکریہ جناب سپیکر، جس طرح کہ آج راولپنڈی میں یہ واقعہ پیش آیا، اسی طرح کا واقعہ ۶ تاریخ کو رات مری سے پکنوتر کی طرف سے ایک ٹرک جس میں ۴۵ لوگ سوار تھے، وہ ایک کھائی میں گر گیا، اور اس میں تقریباً چالیس آدمی ہلاک ہوئے، جو کہ ایک ہی گاؤں بلکہ ایک ہی کنبے کے مختلف لوگ تھے اور اسی طرح دوسرے دن ایبٹ آباد لورہ سے ایک بس آتی ہوئی حادثہ کا شکار ہوئی جس میں پندرہ آدمی ہلاک ہوئے۔ یہ تقریباً ایک ہفتے میں اتنے بڑے بڑے حادثات ہوئے ہیں۔ اس کے حوالے سے جس طرح پورے ہاؤس کا ایک consensus ہے۔ کہ اس کے اوپر مکمل قوانین بنائے جائیں۔ اور over loading جو ہے، اس کو ختم کیا جائے اور گاڑی جس کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس کو اسی کے لئے مخصوص کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں، جناب سپیکر! یہ بھی گذارش کروں گا کہ ابھی تک ہماری صوبائی گورنمنٹ نے ان تقریباً چالیس آدمی جو ہلاک ہوئے تھے کے لئے نہ تو کوئی compensation کا اعلان کیا immediately اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری گورنمنٹ کو چاہئیے تھا کہ اس کے لئے کچھ اعلان کرتی اور وہ جو متاثرہ families ہیں، ان کی مدد کی جائے، ان کے جو بچے یتیم ہوئے ان کو restore کیا جائے۔

اس کے علاوہ ایک خاص بات جو میں اس فلور پر کہنا چاہوں گا، کہ جس رات کو حادثہ ہوا اس صبح میں تقریباً نو بجے ایوب میڈیکل کمپلیکس ایبٹ آباد پہنچا تو مجھ سے پہلے ہسپتال کے عملے نے چالیس لاشوں کو ٹرک میں لاد کر بے دردی کے ساتھ روانہ کر دیا تھا۔ گو کہ یہ سراسر ناانصافی ہے

اور انسانیت کے ساتھ ظلم ہے جو کہ نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ میں جس وقت اس گاؤں میں پہنچا باقی ہمارے ممبران بھی وہاں گئے، تو پورے علاقے میں ایک کہرام مچا ہوا تھا تو وہاں پر میں نے خود لاشوں کے ٹکڑے دیکھے۔ تو کم ازکم ان کو تابوت میں بند کیا جاتا۔ ان کی کچھ dressing ہوتی۔ لیکن یہ اتنا بڑا ظلم ہمارے جو ادارے ہیں وہ کر رہے ہیں، اگر ان کے پاس فنڈ نہیں ہیں، تو وہ donation بھی مانگ سکتے ہیں باقی لوگ بھی اس کو restore کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ حالات میں نے وہاں دیکھے، تو میں سمجھتا ہوں کہ اس فلور پر اس کو discuss کرنا ایک انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے اور اس پر آپ کی رولنگ ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: واقعی یہ بہت افسوس ناک واقعہ ہے۔ چوہدری صاحب ذرا گائیڈ کریں اس پر کیا ہونا چاہیئے؟

جناب اعتزاز احسن: جناب سپیکر! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ بالکل بجا۔ یہاں بہت اچھی تجاویز آئی ہیں مخدوم امین فہیم صاحب نے جیسے تجویز دی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی پہلے ایسا قانون تھا نہیں؟ یا کوئی پالیسی بن رہی تھی؟

جناب اعتزاز احسن: انشورنس کے قانون میں دراصل کچھ اس طرح ہے کہ Third Party Insurance ہونا لازمی ہے۔ لیکن میں جو ایک چیز عرض کرنا چاہتا ہوں وہ صرف اتنی ہے۔ باتیں سب درست ہیں کہ جی یہ ہونا چاہیئے۔ گورنمنٹ کو یہ کرنا چاہیئے۔ پولیس کو یہ کرنا چاہیئے۔ قانون سازی یہ ہونی چاہیئے۔ ایسے لوگ ہیں یہاں، ایسے معزز اراکین یہاں ہیں جن کے اپنے عزیزوں کے حادثات ہو چکے ہیں۔ مسئلہ سارا جناب اس قانون پہ عملدرآمد کا ہے۔ قانون موجود ہے۔ مناسب قانون ہے۔ عملدرآمد کا جہاں تک تعلق ہے عملدرآمد میں اپنے آپ پہ ہونے نہیں دیتا۔ میں نے ایم این اے کے پلیٹ لگائی ہوئی ہے۔ پولیس والا روک لے تو میں انگیخت ہو جاتا ہوں۔ وہ میرے سے کاغذ مانگ لے تو میں باہر نکل کر اس سے لڑنا شروع

ہو جاتا ہوں اور میں یہاں آ کے ایک تحریک استحقاق بھی پیش کر دوں گا کہ جناب میرے ساتھ فلاں پولیس آفیسر نے زیادتی کی۔ میں نے کہا ایم این اے ہوں خواہ میں غلط سائیڈ پہ چلا رہا تھا چاہے overspeeding کر رہا تھا چاہے لائسنس نہیں تھا۔ بیٹا میرا بچہ بارہ سال کا کار چلاتا ہو تو میں پھر بھی انگیخت ہوتا ہوں کہ پوچھا کیوں ہے۔ جنرل کی گاڑی کو دیا جائے تو وہ جس نے روکا ہو جو پولیس والا ہو جس کو ہتھکڑی لگنی چاہیئے وہ مدعی بن جاتا ہے اور جس کو مدعی بننا چاہیئے اس کو ہتھکڑی لگ جاتی ہے۔ یہ ہم سب کا اپنا قصور ہے جناب۔ ہمیں اپنی اناء جب تک عزیز رہے گی گاڑیاں کیا ملی ہیں ہم کو۔ کار کو ہم اپنی اناء کا ایک مظہر سمجھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ جتنی بڑی گاڑی ہے اتنا میرا حق ہے سڑک پہ۔ میری گاڑی پہ جتنا چھوٹا نمبر ہے چاہے میں نے خریدا ہے دس لاکھ کا بولی میں، اتنا میرا زیادہ حق ہے سڑک پہ۔ اس گاڑی کو کوئی روکے پولیس والا، اس گاڑی کی طرف کوئی دیکھے کوئی اشارہ کرے کوئی سیٹی مارے وہ غلط ہے۔

اصل بات جناب سپیکر! یہ جو ہمارا استحقاق ہم نے ناجائز استحقاق بنا رکھا ہے اور ہمیں قومی اسمبلی کے ممبران کو اس میں سب سے پہلے سارے ملک کے لئے ایک مثال پیش کرنی چاہیئے۔ نہ ہمارے بچے بلا لائسنس موٹر کاریں چلائیں۔ نہ ہم تین تین چھ چھ کاروں پہ ایم این اے کی پلیٹ لگا کے دوستوں کو بھی گاڑیاں دی ہوں۔ نہ ہم کوئی ان گاڑیوں کے لئے اپنے لئے یا کسی اور کے لئے استثنیٰ سمجھیں۔ یہ ہم Leader of the House تو نہیں جو Leader of the Party ہیں ان کی طرح پیچھے دس دس گن مین لے کے اپنی گاڑی پہ چلیں۔ ہم سڑکوں کے مالک نہ بنیں۔ ہم ان سڑکوں پہ بڑی عاجزی سے چلیں۔ یہ اللہ کی سڑکیں ہیں۔ ان پہ غریب عوام چلتے ہیں۔ اس طرح کے حادثات نہیں ہوں گے۔ اگر ہم قومی اور صوبائی اسمبلی کے ممبران اور اعلیٰ افسران چاہے وہ وردی میں ہوں چاہے وہ بغیر وردی کے ہوں۔ وہ سڑکوں کو اپنی جاگیر سمجھنا چھوڑ دیں۔ اپنی کاروں کو ہر قانون سے بالاتر ہونا سمجھنا چھوڑ دیں۔ پولیس کو اپنا کام کرنے دیں۔ ان

کو رشوت وہاں دیں۔ نہ رشوت والے کسی کا ساتھ دیں تو تب یہ کام ٹھیک ہوگا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میں جو کہنا چاہتا ہوں۔ وہ تسلسل ٹوٹ گیا ہے کچھ دوست بات کرنا چاہ رہے تھے اچھی باتیں انہوں نے کی ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم سب کو قوانین کی پابندی کرنی چاہیئے۔ دوسری یہ قوانین پہلے جو ہیں گورنمنٹ کو، وفاقی حکومت سے جو متعلقہ بات ہے وہ خود کرے ورنہ آئین کے تحت صوبائی حکومت کو direction دی جاسکتی ہے وفاقی حکومت کی طرف سے ان کو بھی ہدایات جاری کریں۔ گاڑیوں کے جو مالکان ہیں جیسے مخدوم صاحب نے کہا۔ میں چاہوں گا اس پہ دو طریقے ہیں ایک تو قانون سازی جیسے میں نے کہا گورنمنٹ بھی کرسکتی ہے اور پرائیویٹ ممبر بھی کرسکتا ہے۔ پالیسی کے طور پر اس کو ڈسکس بھی کیا جاسکتا ہے۔ بہت سی اچھی تجاویز آئیں گی۔ جب عملدرآمد ہوتا ہے تو سڑکوں سے رکاوٹیں بھی دور ہوں گی اور باقی جو رکاوٹیں ہیں یا جن کی وجہ سے accidents ہوتے ہیں وہ بھی کم ہوں گے تو اس لئے آج کا واقعہ اور جو ایبٹ آباد جاتے ہوئے بس کو واقعہ پیش آیا اور دوسرے دن بھی جو ہوا وہ بھی بہت افسوسناک ہے۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اس پہ وفاقی حکومت خود بھی عملدرآمد کرے اور صوبائی حکومت کو آئین کے تحت ہدایات جاری کریں اور ہم سب قوانین کی پابندی کریں۔ بہت شکریہ۔ ملک امین اسلم خان صاحب۔

GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET FOR 2004-05

ملک امین اسلم خان: شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر! آج اس بجٹ پہ بحث شروع کرتے ہوئے سب سے پہلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ 2004-05 ایک لحاظ سے بڑا منفرد بجٹ ہے کیونکہ اس بجٹ کے اندر حکومت نے اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے ایک Economic philosophy پیش کی ہے ہمارے ملک کے لئے اور یہ economic philosophy پیش کرنا

بڑی منفرد بات ہے۔ کیونکہ اسی ایوان کے اندر ایسے بجٹ بھی پیش ہوئے ہیں جن کے اندر صرف یہ فکر ہوتی تھی کہ اگلے سال ہم نے کشکول کس ملک کے آگے لے کر جانا ہے یا نظریہ یہ ہوتا تھا کہ ہم نے، اگلے سال لوٹ کھسوٹ کے مواقع کس طرح بجٹ کے اندر پیش کرنے ہیں۔ جناب والا! اس سال کے بجٹ کے اندر جو ایک strategic vision دیا گیا ہے اس کے دو اہم نقطے ہیں۔ پہلا نقطہ یہ ہے کہ پاکستان نے کس طرح اپنی معاشی خودمختاری حاصل کرنی ہے اور دوسرا نقطہ یہ ہے کہ اس معاشی استحکام اس وقت ملک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آ چکا ہے اس معاشی استحکام کو ہم نے عام آدمی تک کس طرح ٹرانسفر کرنا ہے۔ تا کہ پاکستان کا عام شہری بھی ایک partner in prosperity بن سکے۔ تو میں ان دونوں نقطوں کے اوپر اپنی بجٹ تقریر focus کروں گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس strategic vision کے ساتھ اس بجٹ کے اندر کچھ quantifiable targets دیئے گئے ہیں۔ یہاں پر یہ تنقید کی گئی ہے کہ جناب یہ گول مول بجٹ ہے۔ یہاں پر لفظوں کا ہیر پھیر کیا گیا ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا واحد بجٹ ہے جس کے اندر اگلے تین چار سال کے اندر ایک quantifiable targets دیئے گئے ہیں جن میں سب سے اہم target یہ ہے کہ پاکستان کی اکانومی نے انشاءاللہ grow کرنا ہے اور 2006 and 2007 تک ہم نے اس کو 8% تک لے جانا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنے بجٹ کے خسارے کو جو کہ پچھلے چار سال کے اندر پچاس فیصد کم ہو چکا ہے اس کو ایک فیصد اور کم کر کے دو تین سال کے اندر تین فیصد پر لے جانا ہے اور افراط زر کو بھی ساتھ کنٹرول کرنا ہے۔ اور یہ کوئی ہوائی باتیں نہیں ہیں بلکہ targets ایسے ہیں جو کہ آج سے دو سال بعد ہم پیچھے مڑ کے دیکھ سکیں گے کہ ہم نے آیا وہ قبول کیے ہیں کہ نہیں کیے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا جو تیسرا اہم پہلو ہے کہ اس کے اندر ان targets and vision کے ساتھ کچھ drivers بتائے گئے ہیں کہ ہم نے یہ کس طرح ادھر تک پہنچنا ہے۔ ہم نے کن sections کے ذریعے یہاں پر جانا ہے۔ اس میں پانچ اہم drivers بتائے گئے ہیں جو کہ agriculture, housing small industry

IT and infrastructure ہے۔تو ان پانچ drivers کے ذریعے ہم نے انشاءاللہ اپنے ان targets کو achieve کرنا ہے اور اس vision کو ہم نے reality بنانا ہے۔

یہاں پر جناب! جب تنقید برائے تنقید کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ This is a budget of myth. یہاں پر خان کیلی کی باتیں کی گئی ہیں۔اس میں میں صرف strategic vision کا یہ پہلا جو ٹارگٹ ہے کہ جی ہم نے معاشی خودمختاری حاصل کرنی ہے اس کے اندر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم دیکھیں 2003 کے بجٹ کے اندر وزیر خزانہ صاحب نے یہ بات کی تھی کہ ہم نے آئی ایم ایف کو اگلے سال خیر باد کہنا ہے۔اور 2004 میں ہم اللہ کے فضل سے آج آئی ایم ایف کو خیر باد کہنے کی پوزیشن میں آ گئے ہیں اور انشاءاللہ اسی سال آئی ایم ایف کو خیر باد کہیں گے۔تو جناب یہ myth ہیں یہ ایک reality ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنی debt requirement کے اندر جو مہنگے قرضے تھے ان کو واپس کرنے کا پہلے ہی آغاز کر دیا ہوا ہے اور ایک ارب سے زیادہ کے قرضے واپس کر چکے ہیں۔یہ بھی جناب کوئی myth نہیں ہے یہ ایک حقیقت ہے جو سب کے سامنے موجود ہے۔اسی طرح جو یورو بانڈ کا اجراء ہوا ہے جس کے اندر پاکستان کا جو یورو بانڈ ہے وہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں over subscribe ہوا ہے اور International market میں پاکستان کی معاشی ترقی کے ساتھ response بھی آیا ہے یہ بھی کوئی myth نہیں ہے۔جناب والا! یہ بھی ایک حقیقت ہے۔

آخر میں اس بجٹ کے اندر ایک تجویز پیش کی گئی ہے جو بل پہلے ہی پیش کیا جا چکا ہے جو کہ fiscal responsibility جس کو نام دیا گیا ہے اس کے اندر بھی ہم نے کوئی myth کی بات نہیں کی ہے۔ہم نے یہ کہا ہے کہ ہم اگلے دس سال کے اندر اپنے debt profiling کو اس پارلیمنٹ کے تابع کریں گے اور ایک بل کے ذریعے اس کو لیگل تحفظ فراہم کیا جائے گا۔تو جناب والا! یہ ساری وہ realities جو کہ اس بجٹ میں پیش کی گئی ہیں جن کے ذریعے پاکستان

انشاءاللہ اپنی معاشی خودمختاری حاصل کر کے رہے گا۔ دوسرا جو اہم vision ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے اس خوشحالی کو، اس prosperity کو، اس معاشی استحکام کو عام آدمی تک ہم نے کس طرح پہنچانا ہے۔ تو جناب، والا! اس کے اندر بھی ہم نے دو اہم جو ہمارے سیکٹر ہیں، شہری سیکٹر اور دیہی سیکٹر ان کے اندر فوکس کیا ہے۔ دیہی سیکٹر کے لئے یہاں پر ایک انقلابی زرعی پیکیج دیا گیا ہے جس کو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم ثابت ہوگا کیونکہ یہ ۶۰ پرسینٹ جو ہماری آبادی ہے، جہاں پر ہمارے زیادہ تر دیہات کے اندر غریب لوگ رہتے ہیں، ان کسانوں کو ڈائریکٹ یہ ریلیف مہیا کرے گا۔ یہاں پر اس کے ساتھ ہم نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہماری حکومت ایک responsive حکومت ہے۔ پچھلے سال بدقسمتی سے زراعت کا جو سیکٹر ہے وہ اس طرح grow نہیں کر سکا جس طرح کہ ہم نے ٹارگٹ اس کو دیا تھا لیکن اس کا فوری طور پر ہم نے response پیش کیا ہے، فوری طور پر ایک انقلابی زرعی پیکیج پیش کیا ہے جس کے ذریعے عام آدمی کو ریلیف ضرور پہنچے گا۔ یہ جناب کوئی خیالی باتیں نہیں ہیں جب کھاد سستی ہوگی، جب بیج سستے ہوں گے، جب دوائیاں سستی ہوگی، جب زرعی آلات سستے ہوں گے، جب ہم ٹریکٹر بغیر ڈیوٹی کے امپورٹ کریں گے تو عام آدمی کو ریلیف انشاءاللہ پاکستان میں ضرور ملے گا اور اس میں کسی قسم کی کوئی خام خیالی نہیں ہے۔ جناب والا! جہاں پر دیہی ترقی کے لئے ہم نے یہ جامع پیکیج پیش کیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنی شہری آبادی کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ وہاں پر بھی ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ عام آدمی کو ریلیف ملے۔ ایک ڈائریکٹ ریلیف ہے جو کہ ۱۵ پرسینٹ ہم نے تنخواہوں میں، پنشن کے اندر اس بجٹ کے اندر اضافے کا proposal دیا ہے وہ عام آدمی کو شہروں میں relief provide کرے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر جو دو اہم سیکٹرز ہیں ہاؤسنگ کے اور اس کے ساتھ صنعت کی ترقی کے۔ یہ دونوں سیکٹرز جو ہیں یہ ہماری جو اربن پاپولیشن ہے اس کے اندر direct relief provide کریں گے کیونکہ انہی کے momentum

کے ذریعے یہاں پر ہم نے روزگار کے مواقع پیدا کرنے ہیں اور اسی روزگار کے مواقع سے یہاں پر ہم نے اپنے جو عام شہری ہیں پاکستان کے ان کو معاشی استحکام کی ہم نے نوید سنائی ہے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے اندر ہم نے بڑے جامع طریقے سے اپنے دیہی علاقے کو، اپنے شہری علاقے کو ریلیف کے مواقع پیدا کئے ہیں اور ان کو انشاءاللہ خوشخبری کی نوید ضرور سنائی جائے گی جو کہ ہم macro-level پر اللہ کے فضل سے حاصل کر چکے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی حرف آخر نہیں ہے۔ اس بجٹ کے اندر بہت سے ایسے پہلو ہیں جن کے اندر بہتری کی جا سکتی ہے۔ یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے کئی سپیکرز نے کچھ اچھی تجاویز دی ہیں لیکن کچھ سپیکروں نے صرف تنقید برائے تنقید کی ہے لیکن میں یہاں پر کچھ تجاویز بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی کا جو aspect ہے اس کے لئے ایک بہت اہم جو ہماری اس وقت پالیسی ہے کہ ہم نے تیل کی قیمتوں کو ہر ۱۵ دن بعد بڑھانا ہے۔ اس تیل کی قیمتوں کو ۱۵ دن بعد بڑھانے کی جو پالیسی ہے اس کی وجہ سے ہم پر پندرہ دن کے بعد عوام پر ایک مہنگائی کا کوڑا برساتے ہیں جس کی وجہ سے ایک upward trend ہے ہمارا inflation کا۔ تو اس کے اندر ہمیں کمی کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم directly تیل کی قیمتوں میں کمی نہیں کر سکتے تو جناب ایک اس میں بڑا اہم thirty forty percent aspect ہے جو کہ سرچارج کا aspect ہے اور یہاں پر میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سرچارج بھی ہمیں تحفے میں ملا ہے کیونکہ یہاں پر اسی اسمبلی میں ایسا بجٹ پاس ہوا تھا، یہاں پر فنانس منسٹر صاحب کو لقب ملا تھا کہ وہ سرچارج عزیز صاحب ہیں، انہی سرتاج عزیز صاحب نے ہمیں تحفے میں سرچارج دیا ہوا ہے لیکن ہم اس کو کم کر کے عوام کو relief provide کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بجلی کی قیمتوں میں دس پیسے کی کمی کی گئی ہے عام آدمی کے

لئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وقت کم ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کو زیادہ بڑھائیں کیونکہ جو دس پیسے، کم کئے ہیں وہاں پر ۲۵ روپے کا ان پر ایک indirect tax لگا دیا ہے ٹیلی ویژن کا۔ اس کو balance کرنے کے لئے we have to increase this relief to the common man یہاں پر بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور وہ بندھے ہوئے ہیں، ہمارے اپوزیشن ممبرز کی حکومتوں کی وجہ سے جنہوں نے آئی پی پیز کی پالیسیز کے اندر ساڑھے چھ سینٹ پر بجلی provide کی اور اس ملک کی معاشی ترقی کو انہوں نے یرغمال بنا کر رکھا ہو ہے لیکن انشاءاللہ اب ۲۰۰۶ء سے ہمیں وہ ریلیف ملنا شروع ہوگا جس کے ذریعے ہم عام آدمی کو وہ ریلیف دے سکیں گے۔ تعلیم اور صحت کا جو اہم aspect ہے اس کے اندر ہم نے اضافہ کیا ہے۔ ۱۳۴ پرسینٹ تعلیم، ۵۰ پرسینٹ صحت کے اندر اضافہ کیا ہے لیکن absolute terms میں ابھی بھی وہ بہت کم ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ جس طرح ہم fiscal responsibility کا ایک بل لے کر آ رہے ہیں اسی طرح social responsibility کا بھی بل لے کر آنا چاہیئے۔ اس کے لئے ہم نے پرائم منسٹر صاحب سے بھی اور اپنے صدر صاحب سے بھی بات کی ہے اور انشاءاللہ ہم حکومت کی طرف سے ایسا بل پیش کریں گے جہاں پر تعلیم اور صحت کے جو ہمارے اگلے دس سال کے expenditure کا profile ہے اس کو ہم fix کر سکیں۔ آئی ٹی کا شعبہ۔ ہم نے engine of growth اس کو قرار دیا ہے لیکن unfortunately ہم نے engine of growth تو قرار دیا ہے لیکن کمپیوٹروں پر ہم نے ٹیکس لگا دیا ہے اس بجٹ کے اندر۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس اس وقت delay کرنا چاہیئے تا کہ جب ہم اس کے اندر momentum حاصل کر چکیں تو اس کے بعد یہ ٹیکس لگایا جائے۔

آخر میں، میں اپنے حلقے کے متعلق کچھ یہاں پر باتیں کروں گا۔ جناب والا! میرا اٹک کا حلقہ ہے جس کے اندر ایک علاقہ ہے جس کو چھچھ کہا جاتا ہے اور اس علاقے کا جو PIU Unit

ہے یا Productivity Unit ہے وہ پاکستان کا سب سے highest unit ہے۔اس کا مطلب ہے وہاں پر جو زرعی productivity ہے وہ بہت high ہے۔ چھوٹے کسان ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک مجھے جو feedback ملی ہے اپنے حلقے کی وہ سب اس پیکیج پر بڑا خوش ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگلے سال کے اندر اس پیکیج کے ذریعے اس علاقے میں ایک direct relief provide کیا جائے گا لیکن پاکستان کے باقی علاقوں کی طرح اٹک کے اندر بھی بے روزگاری ایک اہم مسئلہ ہے اور یہ اس کے باوجود ہے کہ یہاں پر بہت بڑے بڑے پراجیکٹ موجود ہے میرے حلقے کے اندر۔ غازی بروتھا کا پراجیکٹ ہے، کامرہ کی ایرفورس فیکٹری ہے، سنجوال آرڈیننس فیکٹری ہے لیکن unfortunately ان فیکٹریوں کے لئے ہم قربانی تو دیتے ہیں لیکن ہمیں یہاں پر jobs کا کوٹہ provide نہیں کیا جاتا۔ تو میں یہاں پر اپیل کروں گا کہ یہ jobs کا کوٹہ اس علاقے کو provide کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے اٹک کے اندر ایک انڈسٹریل اسٹیٹ بنائی جائے کیونکہ میرا حلقہ وہ واحد حلقہ ہے جہاں پر جی ٹی روڈ اور موٹر وے آپس میں آ کر ملتے ہیں اور یہ دو اہم شاہرائیں پاکستان کی ایک پوائنٹ کے اوپر جب آ کر کراس کرتی ہیں تو وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے بہت ہی موزوں ترین جگہ ہے اور ہمارے منسٹر صاحب کو اس کے اوپر توجہ دینی چاہیئے۔

آخر میں میری تجویز یہ ہے کہ ہم نے پاکستان کے اندر devolution کی ہے اور اس کو بڑے فخر کے ساتھ ہم قبول کرتے ہیں لیکن اس devolution کا ایک بہت اہم حصہ یہ ہے کہ ہم نے fiscal اور financial devolution کرنی ہے۔ ہمارے آئین کا یہ حصہ ہے کہ جو hydro-power generation ہوتی ہے اس کی رائیلٹی صوبے کو دی جاتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم devolution میں believe کرتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ affected

population کو رائیلٹی دی جائے اور اس کے لحاظ سے غازی بروتھا کی تمام رائیلٹی اس وقت پنجاب کو جاتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ پنجاب کو نہیں بلکہ ہمیں ایک legislative input کر کے اس کو پنجاب کے ذریعے، پنجاب کی جگہ اٹک کو دینی چاہیئے۔ جو کہ ایک affected حلقہ ہے۔ آخر میں میں وائنڈ اپ کرتے ہوئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اہم اور بڑا موزوں بجٹ ہے۔ انشاء اللہ ہم اس خواب کو ضرور تعبیر کریں گے جو کہ ہمارے صدر صاحب نے ہمیں معاشی ترقی کا دکھایا ہے اور جس کو عملی جامہ وزیر اعظم جمالی صاحب پہنا رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: خواجہ محمد آصف صاحب۔ ان کے بعد میں ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ صاحب!

خواجہ محمد آصف: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ سر! میں کوشش کروں گا کہ جو ٹائم آپ نے الاٹ کیا ہوا ہے اسی میں ختم کروں۔ آپ سے گزارش ہوگی کہ interruptions تھوڑی سی کم ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آج نہیں کرتا۔

خواجہ محمد آصف: بہت شکریہ۔ سر! وزیر خزانہ تو یہاں پر نہیں بیٹھے ہوئے لیکن پارلیمانی سیکریٹری ان کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس دن بجٹ پیش ہوا ہے اس کے اگلے روز کراچی سٹاک ایکسچینج کے باہر سٹہ بازوں نے مظاہرہ کیا۔ توڑ پھوڑ بھی کی اور جو ٹیکس اس بجٹ میں ان پر لگایا گیا ہے جو تقریباً 0.1% کے قریب ہے اس کے خلاف انہوں نے احتجاج کیا اور اخباروں میں یہ آیا ہے کہ حکومت اس ٹیکس کو واپس لینے پر غور کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے ایک سال میں سٹاک مارکیٹ میں جن لوگوں نے انوسٹ کیا خصوصاً ان speculators نے، ایک اندازے کے مطابق ایک trillion روپے جو ہیں وہ کمائے ہیں، ایک trillion روپے کا مطلب ہے کہ ہمارے ٹوٹل بجٹ سے سو بلین روپے یعنی سو ارب روپیہ

زیادہ، یعنی ایک ہزار ارب روپیہ جو ہے انہوں نے اس مارکیٹ سے کمایا ہے اور یہ جو بڑا معمولی سا ٹیکس ان پر لگا ہے اس کے خلاف وہ احتجاج صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ اس ٹیکس نیٹ میں ایک دفعہ آگئے تو شاید ان کی جان جو ہے وہ دوبارہ نہ چھوٹ سکے۔ تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ درخواست کروں گا کہ یہ ٹیکس جو ہے اس کو withdraw نہ کیا جائے۔

جناب والا! میں بجٹ سے متعلقہ دو تین موضوعات پہ ہی بات کروں گا۔ میرے دوسرے ساتھی جو ہیں وہ بھی باتیں کریں گے اور repetition بھی نہیں کرنا چاہتا۔ سب سے پہلے آج سے تقریباً چند روز قبل سات جون کی بات ہے ایک question کیا گیا تھا، یہ question میرے بھائی سید نوید قمر صاحب نے کیا تھا وزیر خزانہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم نے 1998-99 کے مالی سال سے لے کے 2002-03 کے مالی سال تک یعنی پانچ سال میں پندرہ اعشاریہ دو ارب ڈالر جو ہیں وہ اوپن مارکیٹ سے خرید کے اپنے foreign exchange reserves جو ہیں وہ بڑھائے۔ ان تمام transactions پہ total loss جو ہے سٹیٹ بینک نے incur کیا تقریباً پچیس ارب روپیہ تھا۔ اور یہ تمام کا تمام foreign exchange جو چند منظور نظر منی چینجرز سے خریدا گیا۔ جس کی explanation اس سوال میں نہیں دی گئی۔ جناب والا! اس کے علاوہ نوے دس ارب روپیہ اس ملک میں foreign remittance جو ہے بیرون ملک پاکستانی جو رہتے ہیں انہوں نے بھیجا۔ اور اس کے بعد net figure اس وقت بارہ ساڑھے بارہ ارب روپے کے ہمارے foreign exchange reserves ہیں جس کا ڈھنڈورہ پچھلے دو سال سے وزارت خزانہ اور یہ حکومت پیٹ رہی ہے میں سمجھتا ہوں یہ سوال جو ہے اس سارے قصے کی جو اصل حقیقت ہے وہ سامنے نہیں آتی۔

Mr. Speaker: Silence in the House, please silence.

خواجہ محمد آصف: ابھی میرے ایک فاضل دوست جو تقریر فرما رہے تھے انہوں نے یورو بانڈز کا ذکر کیا ہے کہ وہ اتنے time over subscribe ہوا۔ میں یہ جو myth ہے ان کی ابھی break کر دیتا ہوں کہ یہ یورو بانڈز پونے سات پرسنٹ کے اوپر دیا گیا۔ پانچ سو ملین ڈالر over subscribe ہوا۔ یہ پونے سات پرسنٹ کے اوپر یورو بانڈ float کیا گیا۔ جب کہ مارکیٹ میں اس وقت پوائنٹ نائن پرسنٹ پرائم ریٹ ہے ڈالر کا۔ اگر آپ کل یہاں پہ دس ہزار کرولا گاڑیاں کھڑی کر دیں اور کہیں کہ جی پانچ لاکھ روپے کی ہم نئی گاڑی بیچ رہے ہیں تو اس کے لئے آپ کے پاس تقریباً ایک کروڑ خریدار آ جائے گا۔ اس لئے اگر آپ ایک unrealistic out of market rate of interest جب offer کریں گے مارکیٹ سے چار پانچ پرسنٹ زیادہ offer کریں گے تو لازمی طور پر وہ بانڈ over subscribe ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی کوئی criminal بات نہیں ہوسکتی جو اس یورو بانڈ کے ساتھ جس کے وپر یہ فخر یہ طریقے سے کہہ رہے تھے۔ چار ساڑھے چار پرسنٹ پہ اگر مجھے وزیر خزانہ کہتے تو میں پانچ سو ملین نہیں دو بلین ڈالر ان کا place کروا دیتا۔ یہ تو پانچ سو ملین کی بات کر رہے ہیں اور وہ بھی over subscribe ہوتا۔ تو وقت آنے پر جب یوم حساب آئے گا یہ transaction جو۔ ہے اس کی پوری پوری investigation ہوگی اور ساتھ ہی ساتھ یہ سارے کا سارا جو پندرہ اعشاریہ دو ارب ڈالر مارکیٹ سے جن منی چینجرز سے یہ خریدا گیا ہے اس کا بھی حساب لیا جائے گا۔

اس کے بعد جناب سپیکر! آج سے تقریباً دو سال قبل اکتوبر 2002 میں سٹیٹ بینک نے ایک سرکلر نکالا جس سرکلر کا نمبر بی پی ڈی ۲۹ ہے۔ اس میں جو existing banking system میں defaulters ہیں ان کو relief دینے کی بات کی گئی۔ یہاں میں بتا تا چلوں کہ جب یہ حکومت برسر اقتدار آئی، جب فوجی حکمرانوں نے اقتدار پہ قبضہ کیا تو پہلی نشری تقریر میں ہمارے

موجودہ چیف آف سٹاف جنرل مشرف صاحب نے ڈیفالٹروں کے متعلق بڑے زبردست آرڈر جاری کئے اور کہا کہ دوسو ارب روپیہ لوٹا جا چکا ہے اور ان سے ریکوری کی جائے گی اور نیب والے یہ اپنی کارروائی ڈالتے ہیں کہ ہم نے ایک سو اسی ارب روپیہ ریکور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سٹیٹ بینک کی دسمبر 2003 کی فگر جو ہے وہ بتاتی ہے کہ actual figure over year December 1999, 2000 کے اوپر اکتیس دسمبر 2003 کی جو فگر ہے اس میں تقریباً بیالیس ارب روپے کا bad loans میں پاکستانی بینکنگ سسٹم میں اضافہ ہوا۔ دوسو اکسٹھ ارب روپے یہ loan یہ اکتیس دسمبر 2003 کو کھڑے تھے۔ جناب والا! جس سرکلر کی میں بات کر رہا تھا یہاں پہ بہت سے لوگ جو ہیں اس سرکلر کو جانتے ہیں۔ اس کے ذریعے جس قسم کی ریلیف جو ہے، جن لوگوں نے بینکنگ سسٹم میں پیسہ لیا اور پیسہ نہیں لٹایا۔ ان کو جس طرح ریلیف دیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں اس سے بڑا ڈاکہ پاکستانی خزانے پہ پچھلے چھپن سال میں کسی نے نہیں مارا۔ میں آپ کو ایک مثال بتاتا ہوں۔ چوبیس کیسز کا میں نے، ان کے نام نہیں لوں گا، ایک sample لیا۔ ان میں اصل رقم جو outstand کر رہی تھی، میں سود کی بات نہیں کر رہا۔ 1.63 billion rupees تھی۔ صرف چوبیس کیسز کی بات کر رہا ہوں۔ اس کی settlement 328 million rupees میں کی گئی۔ یعنی 23 percent of the principal کے اوپر ان کی settlement کی گئی۔ میں صرف چوبیس کیسوں کی بات کر رہا ہوں۔ یہ سینکڑوں کیس ہیں۔ ایک ایک کیس کے اندر پینسٹھ پینسٹھ کروڑ روپیہ right off کیا گیا اصل سے، انٹریسٹ ریٹ کی میں بات نہیں کر رہا۔ اصل سے ستر کروڑ روپیہ اسی کروڑ روپیہ، چالیس کروڑ روپیہ۔ میں نے سوال کیا ہوا ہے۔ اللہ کرے یہ جواب دے دیں اس سوال کا۔

جناب سپیکر: عمر ایوب خان صاحب ضروری جانا ہے کہیں۔ تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ سن رہے ہیں ناں۔

جناب عمر ایوب خان: سر! میں ادھر ہی ہوں۔

خواجہ محمد آصف: میں بھی اپوزیشن والا ہوں۔تو یہ کئی ارب روپیہ پچھلے دو سال میں write off کیا گیا ہے۔نومبر پچھلے سال میں ایک سوال کیا گیا اس ہاؤس میں، اس کے جواب میں ایک لسٹ چھپی۔اگر میرے سوال کا جواب آتا ہے تو total quantum کا تو پتہ لگ جائے گا۔ہوسکتا ہے وہ list publish نہ کریں۔لیکن resolution committee جو ہے سٹیٹ بینک نے اس settlement کے کرنے کی جو بنائی گئی ہے اس resolution committee کے اندر defaulters لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔اور وہ اپنے کیسز جو ہیں وہ سیٹل کرا رہے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق ہمارے ہاؤس میں بھی اس وقت لوگ بیٹھے ہیں جو اس سرکلر کے تحت تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ ان کے کیسز سیٹل کئے جائیں۔میں سمجھتا ہوں جب اے ڈی بی پی کا defaulter دس ہزار یا پندرہ ہزار روپے کے لیے قید ہوسکتا ہے۔تو ایک شخص جس نے اربوں روپے بینک کے دینے ہوں ان کو write off کرنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ریونیو کے تحت مجھے پتہ ہے آپ کے حلقے میں، میرے حلقے میں اور جہاں پہ یہ ہمارے دوسرے ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے حلقوں میں دس ہزار پندرہ ہزار یا بیس ہزار روپے seeds کے لیے یا implements کے لیے جو اے ڈی بی پی سے لوگوں نے لون لیا ہوتا ہے ان کے لیے ختم کر دیا ہے۔لیکن پچھلے پانچ سال میں یہ لگا رہا ہے۔اور اب جو orgy of corruption جو جاری ہے اس سرکلر کے تحت، میں جو لوگ کرتا دھرتا ہیں ان کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب یوم حساب آئے گا اور جب کسی جمہوری حکومت میں نیب کا ادارہ جو ہے اس کا قیام ہوگا تو یہ تمام کیسز جو ہیں یہ reopen کیے جائیں گے۔اب میری اطلاع ہے کہ بعض ایسے لوگ جن کے justified ہیں ان کو اس میں نہیں لایا جارہا اور جو لوگ ناجائز جائز طریقوں سے اس میں آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔باوجود اس بات کے کہ جو parameters اس سرکلر کے وہ ان میں fall نہیں کرتے۔

جناب والا! کن کن وعدوں کی بات کریں جو جنرل مشرف نے اپنے پہلی نشری تقریر میں اس قوم کے ساتھ کیے تھے۔ default کی بات کروں، provincial disharmony کی بات کروں، real democracy کی بات کروں یا جو سات پوائنٹ ایجنڈا انہوں نے دیا تھا۔ آج پانچ سال کے بعد وہ ایجنڈا جو ہے اس قوم کے سامنے تار تار ہو چکا ہے۔ انہوں نے جو کمپرومائز کرنے شروع کیے۔ اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے جو انہوں نے مصلحتوں کے جس سفر کا آغاز کیا آج سے تین سال پہلے اب وہ اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ واپسی کے راستے ان کے مسدود ہو چکے ہیں۔ ان کے اردگرد ایسے لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں جو کل تک محترمہ بے نظیر بھٹو کے یا نواز شریف صاحب کے گن گاتے تھے کل اس ایوان میں ایک خاتون کھڑے ہو کر جنرل مشرف صاحب کی تعریف کر رہی تھیں۔ میں بارہ اکتوبر ۹۹ء کے دن کی بات کر رہا ہوں۔ اس نیشنل اسمبلی کی بلڈنگ کے باہر انہوں نے نواز شریف کی شان میں قصیدے لکھ کر بینر لگائے ہوئے تھے۔ دو تین دن کے بعد وہ نیشنل سیکورٹی کونسل کی ممبر بن گئیں۔ اس کے بعد وہ بینرز اترے۔ کیونکہ اس وقت آپ کو یاد ہو گا جناب سپیکر۔ عورتوں کی سیٹوں کی بات ہو رہی تھی تو وہ ایک سیٹ کی متمنی تھیں جس کے لیے وہ پتہ نہیں کیا کیا کر رہی تھی۔ اور آج تو وہ وزارت کی متمنی ہیں۔ میں نے نام نہیں لیا۔ سمجھنے والے سمجھ گئے ہوں گے۔ تو جناب والا! جس حکومت کا دارومدار یا جس حکومت کا انحصار ایسے لوگوں پر ہو جنہوں نے پچھلے تیس پینتیس سال کی اپنی سیاست کے اندر درجنوں بار اپنی وفاداری تبدیل کی ہو۔ ہر اقتدار میں آنے والا چاہے وہ جمہوری ہو یا غیر جمہوری۔ اس کے اقتدار کی چوکھٹ پر سجدہ کیا ہو اگر آپ اس بنیاد پر کسی عمارت کی تعمیر کریں گے تو اس عمارت کا مسمار ہونا لازمی ہے۔

جناب والا! اس وقت ایک فوجی حکمران کے زیر سایہ جو سیاسی حکومت بنی ہوئی ہے اس میں جو instability نظر آ رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے وجود کے لیے وہ زہر قاتل

ہے۔۔وزارت عظمیٰ کا انسٹی ٹیوشن ایک ایسے ڈوبتے ہوئے جہاز کی طرح ہوگئی ہے جو extra بوجھ ہے یا extra baggage ہے جو وہ سمندر میں پھینک رہے ہیں۔کبھی وہ اپنے سپیشل اسسٹنٹ کو پھینک دیتے ہیں۔کبھی پرنسپل سیکرٹری کو پھینک دیتے ہیں کبھی کسی اور سیکرٹری کو پھینک دیتے ہیں۔ کبھی پولیٹیکل سیکرٹری کو فارغ کر دیتے ہیں۔تو کہاں تک اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے اپنے پرانے دوستوں کو فارغ کرتے رہیں گے کسی نہ کسی دن تو ان کا بھی خاتمہ بالخیر جو ہے وہ ہونا ہی ہونا ہے۔

جناب سپیکر: چودہ منٹ ہو گئے ہیں۔

خواجہ محمد آصف: میں دو تین منٹ جناب سپیکر اور لوں گا۔سپیکر صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔جناب والا! جب تک اس ملک میں سیاسی استحکام نہیں آئیگا۔جب تک صحیح جمہوریت اس ملک میں قائم نہیں ہوگی۔جب تک فوجی حکمرانوں سے وطن عزیز کی جان نہیں چھوٹے گی۔ تب تک آپ کے ملک کا مستقبل محفوظ نہیں ہوگا۔جناب والا! کراچی سے لے کر وانا تک پاکستان جو ہے وہ ایک قتل گاہ بن چکا ہے۔ہمیں روزانہ یہ نوید سنائی جاتی ہے کہ فلانے واقعہ کا ملزم پکڑا گیا ہے۔فلانے واقعہ کا ملزم پکڑا گیا ہے۔مجھے بتایا جائے یہ جو دہشت گرد ہیں ان کو ٹریننگ کنہوں نے دی تھی ان کو پالا کنہوں نے تھا۔اور جن فارنرز کی بات ہو رہی ہے وانا میں ان کو وہاں پر لے کر کون آیا تھا۔ان لوگوں نے اپنے قول سے غداری نہیں کی۔ان کو لانے والے ان کو ٹریننگ دینے والوں نے اپنے قول سے غداری کی ہے۔وہ آج بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں ان کا مذہب ان کو کھڑا کر کے گیا تھا۔وہ آج بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں ان کی وفا ان کو کھڑا کر کے گئی تھی لیکن جو لوگوں کو سپانسرز تھے جن لوگوں نے ان کو ٹریننگ دی۔جن لوگوں نے ان کو یہاں پر آکر بسایا اور جب وہ آپ کے معاشرے میں رچ بس گئے۔جب ان کو یہاں اولادیں جوان ہو گئیں۔آپ ان کو دہشت گرد کہہ کر گولیوں کا نشان بنا رہے ہیں۔جناب والا! The birds

جن دہشت گردوں کو جن لسانی اور مذہبی جماعتوں کو، are coming back to roots. گروپوں کو یا گروہوں کو 80 کی اور 90 کی دہائی میں ہمارے ان اداروں نے جن کا نام لینے سے لوگوں کے دل کانپتے ہیں انہوں نے جو ٹریننگ دی۔ آج انہی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر ان کو دہشت گرد بنایا جا رہا ہے یا ان کو کیوبا بھیجا جا رہا ہے یا ان کو کہیں اور بھیجا جا رہا ہے۔ یا ان کو اپنی سرزمین پر مارا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

خواجہ محمد آصف: جناب والا! میں ایک دو منٹ اور لوں گا۔ جناب سپیکر! وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی تمام حالت جو ہے اپنے ملک کی اپنی سیاست کی اپنی فیڈریشن کی اپنے وفاق کی اس پر غور کریں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے پوری قوم کے لیے۔ یہ جنگ اقتدار کی جنگ نہیں ہے۔ یہ جنگ اس بات کی نہیں ہے کہ نواز شریف، بے نظیر یا جنرل مشرف اس ملک میں حکومت کریں۔ جمالی صاحب کا تو ویسے ہی نام خراب ہو رہا ہے۔ یہ ہماری بقا کی جنگ ہے۔ بقا کا معاملہ ہے۔ اقتدار کا معاملہ نہیں ہے۔ اقتدار تو تب آئے گا۔ جب یہ ملک قائم رہے گا۔ لیکن موجودہ حالات کے اندر۔ انشاءاللہ ملک قائم رہے گا۔ میری بھی دعا ہے سب لوگوں کی دعا ہے لیکن ہمارے کرتوت نہیں ہیں قائم رکھنے والے۔ ہماری حرکتیں نہیں ہیں۔ جب تک سیاستدان †[********] اس ملک کی بقاء کو خطرہ رہیگا۔ اس ملک کا مستقبل محفوظ نہیں ہوگا۔ وقت آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

خواجہ محمد آصف: وقت آ گیا ہے کہ سیاستدان جو ہیں وہ soliders of fortune نہ بنیں وہ mercenaries نہ بنیں وہ اپنے ضمیر کا سودا نہ کریں۔ بلکہ اپنی عوام کی اپنے ووٹروں کی آواز پر لبیک کر کے اس ملک کی بقاء کے لیے اپنی آنے والی نسلوں کے مستقبل کے لیے جمہوریت کا ساتھ دیں۔ پاکستان کا ساتھ دیں کسی فرد واحد کا ساتھ نہ دیں۔ بہت بہت شکریہ۔

---

† بحکم جناب سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ صاحب۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: اَعُوذُ بِاللہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ محترم جناب سپیکر صاحب۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: جناب سپیکر! پرسنل وضاحت۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ پرسنل وضاحت۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: شکریہ جناب سپیکر۔ مجھ سے پہلے جو فاضل رکن تقریر فرما چکے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ ہم میں سے بہت کو معلوم ہے کہ بدنصیب انسان ہیں۔ اتنا بدنصیب کہ سچ بولنا ہی نہیں آتا۔

جناب سپیکر: یہ وہ personal expalnation دیں گے۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: اور الف سے۔۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: چلو سنیں۔ خواجہ صاحب! ان کو بٹھائیں۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: یہ مہربانی کر کے آرڈر ان دی ہاؤس کریں۔

جناب سپیکر: عابد صاحب بیٹھیں۔ ہوتا ہے یہ ہاؤس میں۔ کوئی نہیں ذرا سنا کریں۔ یہ کیا ٹریننگ ہے آپ کو شور کرنے کی۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: رانا محمود یہ نہیں کہتے۔ یہ شوقیہ بھی نہیں کہتے †[***] جی ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ personal explanation پر ہیں already۔ کوئی ایسی controvercial بات نہ کریں۔ وضاحت کر دیں۔

(مداخلت)

Mr. Speaker: She is already on personal explanation ان کے بعد میں کرتا ہوں۔

---

† بحکم جناب سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

سیّد خورشید احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ کے بعد۔ شاہ صاحب بیٹھیں۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: شاہ صاحب میں personal explanation پر ہوں نا جی۔ بہت بہت شکریہ۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ کریں۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: جناب سپیکر! یہ کیوں گھبرا گئے ہیں۔ آج ہی تو چور کی داڑھی میں تنکا ہی سہی۔ آپ مہربانی کر کے حوصلہ رکھیں۔ اور سننے کی سکت پیدا کریں۔ اگر آپ میں سے کوئی ایسا ہے جس کو سچ بولنا ہی نہیں آتا اور بجٹ کی تقریر فرما رہے ہیں تو جو بھی اعداد و شمار انہوں نے دیئے ہیں وہ سب کے سب غلط صریحاً غلط اور صرف اور صرف ذاتیات کے اوپر آنا اور اس کے اوپر بجٹ سپیچ۔

(مداخلت)

مسز عطیہ عنایت اللہ: آپ مہربانی کر کے مجھے ختم کرنے دیں۔ اور جس وقت ذاتیات پر پھر اور کچھ نہ ہو۔ کوئی اعداد و شمار نہ ہوں تو ذاتیات پر اتر آئے ہیں۔ میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ میں نے تو کوئی بینرز کہیں نہیں دیکھے کسی کے لگائے ہوئے۔ واللہ ہی خدا جانتا ہے کہ یہ کسی خواب میں کہاں اور کیوں اور کیسے انہوں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: کاش کہ یہ تھوڑا سا انہوں نے اپنے والد محترم سے شرافت، تمیز اور سیاست سیکھی ہوتی۔

جناب سپیکر: بہر حال آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ۔

(مداخلت)

خواجہ محمد آصف: میں نے ان کا نام نہیں لیا تھا۔ انہوں نے میرا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: میں controvercy شروع نہیں کرانا چاہتا۔ ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ صاحب۔ خواجہ صاحب بات بڑھ جائے گا۔

(مداخلت)

سیّد خورشید احمد شاہ: ایک مختصری بات۔

جناب سپیکر: چلیں خورشید شاہ صاحب کے بعد۔

خواجہ محمد آصف: جناب سپیکر، personal explanation پر۔ جناب والا میں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ انہوں نے میرا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر: ساری دنیا خواجہ صفدر کو جانتی ہے۔ شاہ صاحب ان کے بعد میں ٹائم دیتا ہوں۔ خواجہ صاحب پلیز controvercy شروع نہ کریں۔ مہربانی آپ کی۔ جی خواجہ آصف صاحب۔

خواجہ محمد آصف: جناب والا، میں نے ان کا نام نہیں لیا تھا۔ اب انہوں نے میرا نام لیا ہے۔ تو جس دن یہ نیشنل سیکورٹی کونسل کی ممبر بنی تھیں یہ اس وقت حبیب بینک کی آٹھ سال سے بارہ لاکھ روپے کی ڈیفالٹرز تھیں۔ اس دن انہوں نے پیسے جمع کرائے تھے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ خورشید شاہ صاحب۔ ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ silence۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ صرف loan کی وضاحت کریں۔ سنیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ loan کی حد تک وضاحت کریں۔ ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ۔ ڈاکٹر فردوس عاشق صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ بات کریں۔ صرف loan کی وضاحت کر دیں بس۔ یہ بات درست ہے یا غلط ہے۔

مسز عطیہ عنایت اللہ: میں دوبارہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کی گھٹیا سوچ تک میں نہیں پہنچنا چاہتی۔ میں صرف اس ہاؤس کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آج تک حبیب بینک میں نہ میرا کوئی اکاؤنٹ رہا ہے اور نہ ہے۔

جناب سپیکر: سید خورشید احمد شاہ صاحب۔

سیّد خورشید احمد شاہ: جناب سپیکر میں اس controvercy میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ الفاظ جو آپ نے استعمال کیے وہ expunge کئے ہیں۔ †[***]۔

جناب سپیکر: †[***] میں نے کہا کہ سوچتے بہت ہیں۔

سیّد خورشید احمد شاہ: یہ الفاظ حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر: حذف کیا۔ آپ کو اچھا نہیں لگا۔ †[***]

سیّد خورشید احمد شاہ: کیونکہ ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن جو ہیں وہ بھی ماشاء اللہ صحت مند ہیں۔

جناب سپیکر: چلو ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ صاحب۔ میں نے کہا کہ سوچتے کم ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب بات کریں۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب ماحول تو بڑا۔۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے بعد مجیب پیرزادہ صاحب بات کریں گے۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: جناب والا! ہم جب بجٹ 2004-2005 کی بات کر رہے ہیں تو میرے خیال سے بجٹ کو judge کرنے کے لیے یا بجٹ کو anaylsis کرنے کے لیے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ عوامی ردعمل دیکھا جائے کہ بجٹ آنے کے بعد عوام نے اس کے اوپر کیا ردعمل کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر صاحب۔

Mr. Speaker: Order in the House.

---

† بحکم جناب سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: عوام کے تمام طبقوں نے بجٹ کو welcome کیا ہے سوائے سٹاک ایکسچینج کے اور اپوزیشن کے ممبران کے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عوام کا کوئی بھی طبقہ ہو چاہے وہ بزنس مین ہوں چاہے وہ کاروباری لوگ ہیں چاہے امپورٹرز اور ایکسپورٹرز ہوں اور چاہے گورنمنٹ ملازمین ہوں۔ سب نے اس بجٹ کو قبول کرلیا ہے۔ سوائے سٹاک ایکسچینج والوں کے اور ان سے مذاکرات ہو رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کسی بھی بجٹ کو judge کرنے کے لیے اس کے indicators اور parameters دیکھنے ہوتے ہیں۔ جتنے بھی indicators ہیں اور parameters ہیں وہ سب یہ بتا رہے ہیں کہ پاکستان نے جو economic policy تین چار سال پہلے بنائی تھی وہ اچھی طرح take off کر چکی ہے اور اس کا اندازہ ہم اس طرح بھی لگا سکتے ہیں کہ 2003 اور 2004 کے بجٹ میں دفاعی اخراجات یعنی defence expenditure اور development expenditures دونوں ایک سطح پر آ گئے تھے یعنی 160 ارب روپے development projects کے لیے رکھے گئے تھے۔ لیکن 2004 اور 2005 کے بجٹ میں defence expenditures میں 194 ارب رکھے گئے ہیں جبکہ development budget جو ہے وہ 202 ارب رکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہماری اکنامی اور development شروع ہو گئی ہے اور ہمارا جو development budget ہے، وہ ہمارے ڈیفنس بجٹ سے بھی بڑھ گیا ہے۔ تو میں اس کے لیے جناب شوکت عزیز صاحب، پرائم منسٹر صاحب کو اور صدر مملکت پرویز مشرف صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ اپوزیشن کے بہت اہم لیڈران نے میرے خیال سے بجٹ کو پڑھنے کو تکلیف ہی گوارہ نہیں کی اور اگر انہوں نے آدھے گھنٹے بات کی ہے تو بجٹ کے اوپر انہوں نے صرف پانچ منٹ بات کی ہے اور وہ بھی figures quote کی ہیں میں بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو ڈیفنس بجٹ ہے آج کی اخبار میں خبر لگی ہے کہ وہ 31% بڑھا دیا گیا ہے۔

اور اپنی تقریر میں بھی اس بات کا ذکر کیا گیا تھا۔ جناب والا میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال جو ڈیفنس بجٹ تھا وہ 160 ارب روپے تھا۔ لیکن جو actual expenditure ہوا تھا وہ 180 ارب روپے تھا۔ اور اب 194 ہے۔ تو جب آپ calculation کرتے ہیں تو actual expenditures پر calculation کرنی پڑتی ہے ناں کہ allocation پر تو۔ جو actual increase ہوا ہے وہ تقریباً 8 فیصد ہے۔ تو اپوزیشن کے ساتھی جو ہمارے ہیں اس کو correct کر لیں اور آئندہ پریس میں اس کو quote بھی نہ کریں۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ گورنمنٹ ملازمین اور پنشنرز کے بارے میں کئی دفعہ بات کی جا چکی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ڈاکٹر محبوب الحق فنانس منسٹر تھے تو انہوں نے گورنمنٹ ملازمین کے لیے اور پنشنرز کے لیے indexation کا سسٹم رائج کیا تھا جو ہماری عوامی حکومتوں نے ختم کر دیا اور گورنمنٹ ملازمین کی کمر توڑ دی گئی تھی لیکن اگر ہم پچھلے چار سال کا ریکارڈ دیکھیں تو ہمیں یہ پتہ چلے گا کہ یکم جنوری 2002 اور 2001 کے بجٹ میں اس حکومت نے موجودہ حکومت نے بالکل نئے سکیل رائج کیے تھے گورنمنٹ ملازمین کے لیے اور اس کے بعد 2003 اور 2004 میں تنخواہوں میں اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ کیا تھا تمام ملازمین کا اور 2004-2005 میں اس دفعہ پھر تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ کیا گیا تھا اور پنشنوں میں آٹھ فیصد اور سولہ فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ میرے خیال سے پاکستان کی تاریخ میں چار سال کے اندر کبھی بھی اتنی زیادہ increase نہیں ہوئی ہے۔ اس لیے یہ حکومت مبارکباد کے قابل ہے۔ اس کے علاوہ صرف یہی نہیں ہے بلکہ ایک Pay and Pension Committee بنا دی گئی ہے جو 31 دسمبر 2004ء تک جو اپنی رپورٹ پیش کر دے گی اس کے بعد پھر نئے سکیل آ جائیں گے pension کے بھی نئے rates آ جائیں گے جس سے لاکھوں جو گورنمنٹ کے ملازمین ہیں جو pensioners ہیں چاہے ان کا تعلق سول سروسز سے ہو چاہے ان کا تعلق defence

Services سے ہوان کو فائدہ پہنچے گا اور غربت ہٹاؤ مہم میں کم سے کم کامیابی ضرور ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ صدر مملکت نے جو زرعی پیکج دیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو اس میں اتنی سہولتیں دی گئی ہیں یعنی کسی بھی ملک میں زراعت کے لیے دو چیزیں بہت اہم ہوتی ہیں ایک in put یعنی وہ چیزیں جو زمین میں ڈالی جاتی ہیں اور دوسری مشینری تو in puts میں یعنی آپ fertilizer کو دیکھ لیں اور pesticide کو دیکھ لیں دونوں کی قیمتوں میں زبردست کمی کی گئی ہے کبھی کوئی آدمی کوئی زمیندار یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ DAP کی ایک بوری کے اوپر کے سو روپے کم کر دیئے جائیں گے تو یہ اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے سی طرح جناب والا! جو implement تھے ٹریکٹر تھے اور دوسری مشینری تھی اس کو پاکستان میں import کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے اور اس کے اوپر بھی ڈیوٹی بہت کم کر دی گئی ہے تو میرے خیال سے agriculture جو اس ملک کی back bone ہے 62% لوگ اس سے منسلک ہیں اب اس سے زیادہ حکومت کیا کر سکتی تھی اور انہوں نے اتنے incentives دیئے ہیں اگر ایمانداری سے ہم لوگ کام کریں اور ملک میں پالیسی بنائی جائے اور implement کی جائے تو ملک میں ایک زرعی انقلاب آ سکتا ہے۔

اس کے علاوہ آپ دیکھیں House Building Finance Corporation سے جن لوگوں نے قرض لیا تھا ان لوگوں کو کتنی سہولتیں دی گئیں ہیں اس سے دو لاکھ آدمیوں کو فائدہ پہنچے گا یعنی دو لاکھ لوگ جنہوں نے قرضہ لیا ہوا ہے ان کی یا تو freez کر دی گئی ہے ان کا جو interest تھا دوسرا یہ ہے کہ ان کی قسطیں کر دیں گئیں ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ ان کو اور بھی کئی سہولتیں دی گئیں ہیں دوسری طرح آپ انکم ٹیکس دیکھیں یعنی 80,000 کے اوپر انکم ٹیکس لگایا جاتا تھا اب وہ ceiling بڑھا کر ایک لاکھ کر دی گئی ہے اس سے بھی لوگوں کو فائدہ پہنچے گا اور بیواؤں اور pensioners کے لیے جو saving scheme بنی تھی اس پر جو with-holding tax

لگایا تھا وہ بھی ختم کر دیا ہے تو یہ آپ سمجھ لیں اور اسی طرح مکانات کی تعمیر میں جو شیئز کی import... ہوتی ہے اس پر بھی ڈیوٹی کم کر دی گئی ہے لیکن چند ایسی چیزیں ہیں وزیر خزانہ صاحب یہاں موجود ہیں تو میں وزیر خزانہ صاحب کی جگہ چاہوں گا کہ جناب والا چند ایسی چیزیں ہیں جنہیں آپ ضروری دیکھیں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پالیسیاں تو بنتی رہتی ہیں لیکن اس پر implementation بہت ضروری ہے تو جو پالیسیاں آپ نے دی ہیں اس پر implementation کو یقینی بنایا جائے دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح سرکاری ملازمین کی تنخواہیں running basic pay کے اوپر بڑھائی گئی ہے تو میری درخواست ہے وزیر خزانہ صاحب سے کہ جتنے pensioners ہیں اور کم از کم وہ pensioners جو کہ 2001 سے پہلے ریٹائرڈ ہو گئے تھے ان کی increase بھی gross pension کے اوپر ہونی چاہیئے تا کہ لوگوں کو فائدہ زیادہ سے زیادہ پہنچ سکے۔

تیسری بات یہ ہے جناب والا! ساری کہ اب WTO آ رہا ہے 2005 سے تو اس کے لیے پاکستان میں testing laboratories کے قیام کی منصوبہ بندی کر لینی چاہیئے کیونکہ آسٹریلیا سے جو گندم آئی تھی اور اس کے رزلٹ نے ہمیں پوری دنیا میں رسوا کر دیا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ پاکستان میں لیبارٹریوں کا جال بچھا دیا جائے تا کہ ہماری agricultural export and import کو آسانی سے پوری دنیا میں اپنا مقام مل سکے۔ جناب والا! یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ کسی بھی ملک میں economic stability کے لیے political stability بہت ضروری ہے یہ بات بالکل ٹھیک ہے لیکن، جناب والا! یہ بات بھی ہمیں یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر کسی ملک میں چاہے کتنی ہی political stability ہو اگر economic stability نہ ہو تو روس جیسے سپر پاور بھی ٹوٹ جایا کرتے ہیں اس لیے میری درخواست ہے کہ پاکستان کی stability جو ہے وہ کراچی کے امن و امان کے اوپر depend کرتی ہے اگر آپ کو پاکستان کو stable دیکھنا ہے تو

آپ کو کراچی میں بھی امن وامان کے لیے خصوصی تیاریاں کرنی ہوں گی۔ میں حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پچھلے دنوں کراچی سے کئی دہشت گرد گرفتار کیے ہیں لیکن، جناب والا! چند ایک دہشت گرد گرفتار کرنے سے کام نہیں بنے گا کیونکہ چور کے ساتھ ساتھ چور کی ماں کو بھی گرفتار کرنا ضروری ہے وہ لوگ جو دہشت گردی کو سپورٹ کر رہے ہیں ان کے اوپر بھی کارروائی ضروری ہونی چاہیے اور جناب والا میں اپنے دوستوں سے بس یہی کہوں گا۔

بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز

کچا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ عبدالمجیب پیرزادہ صاحب جی۔

جناب عبدالمجیب پیرزادہ: محترم سپیکر صاحب! پاکستان کے آئین کے تحت یہ ملک جو ہے وہ ایک فلاحی مملکت ہے اس ملک میں حکومت وقت کا یہ کام ہے کہ غریبوں کو بیروزگاروں کو محتاجوں کو وہ روزگار فراہم کریں یہ حکومت وقت کا آئین کے تحت فرض ہے کہ وہ اپنے عوام کی life and liberty کی حفاظت کریں۔ لیکن اس materialist society میں ہم لوگ بالکل بے حس ہوتے جا رہے ہیں اور حکومت جو ہے وہ ہم سے زیادہ بے حس ہوتی جا رہی ہے ہزاروں لوگ مرتے ہیں بس کھائی میں گر جاتی ہے ۵۰ لوگ مر جاتے ہیں ہم نے دعا پڑھی اور بات ختم ہوگئی دریا جو ہے وہ زہریلا بن جاتا ہے واپڈا کی failure کی وجہ سے ہمارے گورنمنٹ کا ادارہ جس کا کام ہے کہ پانی سپلائی کرے وہ گندہ پانی زہریلا پانی .Indo-Pak sub continent کی سب سے بڑی جھیل ہے منچھر جھیل جو کہ سردیوں میں دریائے سندھ کو پانی فراہم کرتی تھی اس میں انہوں نے poisonous پانی ڈالا drain کا سندھ بلوچستان کا گندہ زہریلا pesticide والا پانی تھا وہ اس نے ڈالا تین سال تک لوگ مرتے رہے وہاں سے لوگ migrate کر گئے ہزاروں کی تعداد میں پھر مچھلی مرنا شروع ہوگئی مچھلی مرنے کے بعد پرندے جو آتے تھے آبی پرندے وہ بھی مرنا شروع

ہو گئے کسی کو احساس نہیں ہوا وہ زہریلا پانی دریائے سندھ میں ڈالا گیا۔ حیدرآباد جب پانی پہنچا Kotri Bridge پر تو حیدرآباد کے عوام مرنا شروع ہوئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہسپتالوں میں گئے 40 سرکاری تعداد ہے۔ لوگ جو مر گئے۔ ہم بے حس ہیں گورنمنٹ بھی بے حس ہے کراچی پر مسجدوں پر حملہ ہوا وہاں پر جو ہے جگہ جگہ بم کے دھماکے ہوئے ہم بے حس گورنمنٹ ڈکیتیاں ہوتی رہیں ransom لیا گیا لوگوں سے لوگوں کو بند کر کے ان سے پیسے وصول کرتے رہے law enforcement agencies پولیس بے حس ہیں کوئی پرواہ نہیں انسانی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہمارے ہی ہیلی کاپٹر ہمارے ہی جہاز لوگوں کے اوپر بمباری کرتے ہیں ہزاروں لوگ مرتے ہیں ہم بے حس ہیں ہمیں کوئی پرواہ نہیں حکومت کو کوئی پرواہ نہیں یہ حالت ہے کہ ہمارا بجٹ جو ہے ہمارے فنانس منسٹر صاحب جو ہیں بہت اچھے سوٹ پہنتے ہیں بہت مہنگی گاڑی میں سفر کرتے ہیں first class air میں سفر کرتے ہیں اور بڑی اچھی کمپنی رکھتے ہیں لیکن ان کو یہ پتہ نہیں ہے کہ کہ پاکستان میں غریب عوام بھی رہتے ہیں rural areas میں لوگ رہتے ہیں ایسے حالات میں لوگ رہتے ہیں جن کے گھر میں ایک پکی یا کچی اینٹ بھی نہیں ہوتی جن کے سونے کے لیے چارپائی نہیں ہوتی جن کے گھر نہیں ہوتے وہ پرواہ نہیں ہے ایک مخصوص طبقے کی ہم نے نمائندگی کرنی ہے اسی لیے اس مخصوص طبقے کے لیے ہم نے سب کام کرنا ہے rural areas یا agriculturists جو کہ اس ملک کا 80% ہیں 90% ہماری جو انڈسٹری ہے وہ agricultural produce پر چلتی ہے ان کے لیے کوئی relief نہیں ہے relief کن کے لیے ہے upper middle class اور upper class کے لیے دیکھیں گاڑیوں کی پوزیشن دیکھیں کیبنٹ نے وعدہ کیا تھا کیبنٹ decision تھا کہ گاڑی جو پاکستان میں assemble ہوتی ہیں ان کو ہم سستا کریں گے ان کو سستا نہیں کیا کیوں کہ یہاں کے لوگوں کو جو مڈل کلاس طبقے

کےلوگوں کا فائدہ ہوتا اس کوستا نہیں کیا باہر سے جو ہیں بڑی گاڑیاں مہنگی گاڑیاں ان کوآنے کی اجازت دی تاکہ امیر لوگ جو ہیں وہ مرسڈیز اور پجارو اور بڑی بڑی گاڑیوں میں گھومیں۔

پانی کی جو پوزیشن ہے پانی زندگی ہے پانی نہیں ہے تو پھر زندگی بھی نہیں ہے پانی اتنا اہم ایشو ہے کہ پانی کو اگر صحیح طرح سے distribute نہیں کیا گیا تو خدانخواستہ اس ملک کی بنیادیں ہل سکتی ہیں پانی کے seven million acre feet پانی تربیلا ڈیم کے برابر پانی وہ چوری ہو گیا سندھ کے حصے کا پانی کسی کو کوئی پرواہ نہیں ہے کوئی ایکشن نہیں ہے چوری ہو گیا تربیلا ڈیم جتنا پانی چوری ہو گیا ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے اب ٹریکٹر کہتے ہیں کہ ہم نے جو agriculturists ہیں غریب طبقہ جو ہے اس کے فائدے کے لیے ہم نے ٹریکٹر کی import کے لیے ڈیوٹی کم کی ہے کون سے ٹریکٹر کی ڈیوٹی پر کم کی ہے پنجاب اور سندھ میں ٹریکٹر جو استعمال ہوتا ہے وہ 35 ہارس پاور سے لیکر 65 ہارس پاور تک کا استعمال ہوتا ہے جو کہ یہاں پر لوکلی پروڈیوس ہوتا ہے اب لوکل پروڈیوس کرنے والوں کی لابی اتنی strong ہے کہ یہ trax کے فائدے کے لیے نہیں ہے اور اس میں لکھا ہے بجٹ میں ہم local manufacturers جو ہیں ٹریکٹر کے ان کو فائدہ دینے کے لیے یہ کریں گے ہم 100 ہارس پاور سے بڑا جو ٹریکٹر ہو گا اور 35 ہارس پاور سے کم جو ٹریکٹر ہو گا تو صرف اس کی اجازت دیں گے کہ وہ ملک میں آئے تو کون سا آپ نے تیر مار لیا تو کون سی آپ نے agriculturists کے لیے آپ نے فائدہ کیا یہ ہم بحث کرتے ہیں اتنا بڑا ادارہ ہے پاکستان کی جمہوری اداروں میں سب سے بڑا ادارہ ہے یہاں آتے ہیں resolution pass ہوتے ہیں proposals دیئے جاتے ہیں کسی کو کوئی پرواہ نہیں جمہوریت اور قانون کی حکمرانی جو ہے وہ ساتھ ساتھ چلتی ہیں قانون کی حکمرانی اس ملک میں نہیں ہو گی تو جمہوریت بھی نہیں چل سکتی اس لیے قانون کی حکمرانی لازمی ہے یہ جو اصل طبقہ ہے اصل عوام ہے ان کے لیے کوشش بہت ضروری ہے اور میں اب بھی یہ مشورہ دوں گا فنانس منسٹر صاحب کو کہ جو چیزیں locally

produce ہوتی ہیں کاروں کی بھی قیمتیں کم کریں اور جو ہے ٹریکٹرز بھی جو یہاں استعمال ہوتے ہیں پنجاب میں سندھ میں فرنٹیئر اور بلوچستان شاید پہاڑوں کی وجہ سے استعمال نہ ہوتے ہوں لیکن ان کی جو اصل استعمال میں چیزیں ہوتی ہیں اس کی prices کم کریں اس کے بعد آپ نے اگر سو روپیہ DAP کی fertilizer پر کم کر دیا تو کون سا تیر مار لیا اصل بات تو یہ ہے' ڈیزل آئل اگر آپ مہنگا کریں گے تو ہر چیز مہنگی ہوگی تو اس سلسلے میں تو کوئی پالیسی نہیں ہے اس کے کم کرنے کی کوئی پالیسی نہیں ہے تو یہ کس طرح سے عوام کے فائدے کا بجٹ ہوا یہ تو صرف ان لوگوں کے فائدے کا بجٹ ہے جن کے پاس پیسہ پہلے ہی بہت ہے وہ پیسہ اور بڑھائیں گے اور اس سے فائدہ حاصل کریں گے تو یہ بجٹ ایک مخصوص طبقے کے لیے ہے اور اس میں ایک اور بات میں کہوں گا کہ اس میں development schemes جو ہیں وہ ایک کڑور روپیہ ایک ایم پی ایز کو ہے ایک ایم این اے کو سکیم دی جاتی ہیں جہاں پر پانچ لاکھ آدمیوں پر ایک کڑور روپے دے سکتا ہے پانچ لاکھ آدمی کی constituency میں بیس روپے فی آدمی جو ہے وہ جا کر یہ development schemes سکیم آتی ہیں اور یہاں پر ناظم ہے یا دوسرے' یہ سب ایم این ایز اور پوری پارلیمنٹ کا مسئلہ ہے کہ ناظم جو non political اور non party basis پر منتخب ہوتا ہے اس کو پچاس کڑور ساٹھ کڑور اور کسی کیس میں تو سو کڑور کی بجٹ ہوتی ہے اور وہ جو عوامی فلاح کے پروگرام دیتے ہیں اس کے مقابلے میں یہ سب سے بڑا جمہوری ادارہ' نیشنل اسمبلی اس کا ایم این اے صرف ایک کڑور روپیہ پورے سال میں بیس روپیہ فی کس جو ہے development کے لیے استعمال کر سکتا ہے تو فنانس منسٹر صاحب کو یہ خیال کرنا چاہیے کہ کم سے کم ایک کڑور سے بڑھا کر دس کڑور کیا جائے تاکہ غریبوں کے مسائل حل ہو سکیں ایک کڑور سے کیا ہوگا۔ اور اس کے علاوہ اس ملک میں law and order situation جو ہے وہ حکومت کی عین ذمہ داری ہے اور اگر اس کے لیے اقدامات نہ کیے گئے تو مسائل اور بگڑ جائیں گے اور ان سے اور حالات خراب ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی آپ کی ڈاکٹر دونیا عزیز۔

Dr. Donya Aziz: Thank you Mr. Speaker. At the out set I would like to congratulate the people of Pakistan on a budget that comprehensively addresses all sectors of our society and further more its emphasis on the continuation of Pakistan's comprehensive poverty alleviation plan. Furthermore, Mr. Deputy Speaker, I would like to thank the President of Pakistan for his contribution to the record 200 billion rupees revenue collection we have seen over the past four year. The Government, our President General Pervaiz Musharraf and our Prime Minister Jamali have made consistent and untiring efforts to curb the hustles and hurdles faced by our tax payers because of bureacuracy, the lengthy paper work and a number of other impediments.

Mr. Deputy Speaker, the fact that this streamlining of process of paying taxes coupled with taxrelief, we saw in last years budget has in fact increased the number of tax payers in Pakistan. This is translated, Mr. Deputy Speaker, into 11 per cent increase and revenue collection over the last year. Mr. Deputy Speaker, I feel it is very important point to emphasise when country's citizen are paying their taxes in enthusiastic manner..

(Azan for Maghrib Prayers).

Mr. Deputy Speaker: The House is adjourned for Maghrib prayers for 20 minutes.

The House adjourned.

[The house re-assembled at 7:40 p.m. with Mr. Deputy Speaker in the Chair.]

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر دونیا عزیز صاحبہ جی!

Dr. Donya Aziz: As I was saying Mr. Deputy Speaker I would like to thank the citizens of Pakistan for their contribution to the record two hundred billion rupee revenue collection over the past four years.

Mr. Deputy Speaker, the Government of President Parvez Musharraf and the Government of Prime Pinister Jamali have made concerted efforts to improve the tax payers' experience in Pakistan so that they may happily and emphatically pay their taxes. The fact that revenue collection this year has increased eleven per cent despite last year's tax reliefs gives us the evidence that there are more people paying taxes in Pakistan. This Mr. Deputy Speaker, is a matter of great pride for us because the fact that more people are paying their taxes means that they have not only a faith and confidence in the economy but in the Government as well.

Mr. Deputy Speaker, after reviewing the budget presented for this year, and seeing the amounts of money that have been allocated to forwards tangible public assets such as roads and dams, I am sure the citizens of Pakistan will be further encouraged when they see that their hard-spent tax money is being spent on productive infrastructure such as roads and dams.

Mr. Deputy Speaker, I would like to take this opportunity to congratulate the Government for recognising the importance of community mobilisation and community partnership at the grassroots level. This year's budget has allocated one hundred million rupees towards rural development through community partnerships. Mr. Deputy Speaker, these public private partnerships have been a God-sent for the poor people in Pakistan. The model of the rural support programme now works in Rahimyar Khan, has in the past year and a half, provided over seventy per cent of Rahimyar Khan's citizens with affordable and attainable healthcare in the basic health units. And this Mr. Speaker, is a great achievement, after the inheritance of the delapidated basic health unit structure that we got from the previous governments.

Mr. Deputy Speaker, five years ago, four and half years ago, President Musharraf embarked upon a road plan for Pakistan. This road plan first encompassed economic stability. Pakistan has achieved this الحمدللہ And for the past four years economic stability. We are this year, as many speakers before me have reiterated, going to be free of the IMF debts, we have been freed by other global lending agencies for the improvement in Pakistan's economic global standing. Mr. Deputy Speaker, these sound economic policies that were initiated by the President and later persued by the

Prime Minister, have now brought us to a point where we have an extra fourteen percent fiscal space allowed for social sector spendings.

Mr. Deputy Speaker, I am pleased to know that the social sector in Pakistan has finally got the way that it deserves and we do believe that there can always be improvement in this sector, so we are very pleased with the fact that education is getting a 134 percent increase, health is getting a 50 percent increase and population welfare is getting a four percent increase in this year's budget.

Mr. Deputy Speaker, health has been indicated by the poor people of this country as the major avoidable factor that bring a stable income into line of poverty. And it is now imperative that we address the healthcare needs of our country. The health budget in the Federal Government, I am happy to say, is going to be spent on a number of national programmes that aim to bring healthcare to the doorsteps of our citizens. These include the expanded programme for this انشاءاللہ تعالیٰ immunisation, the polio eradication plan, and year, Pakistan will be a polio free country.

Mr. Speaker, likewise, the Health Division has taken great notice of the healt needs of our women. Maternal and child healthcare projects are rampant and also a maternal emergency plan in underway in sixteen districts in the country.

Mr. Speaker, I feel it necessary at this point to make a corelation between the fourteen percent increase in social sector spendings and 202 billion rupee allocation for the PSDP. Already PSDP is going to be aimed at infrastructural development, I think it is important to emphasise over here how infrastructural development also improve health in the social sector. The same roads that are going to bring reforms to the markets, are also going to bring children closer to schools and women closer to hospitals where they can get the healthcare they need specially during their pregnancy.

Mr. Deputy Speaker, it is then very interesting today listening to everybody's speeches, and the Opposition members always have

very interesting speeches. I fortunately believe that because the budget is so sound this year that they have resorted to a little bit of underhandedness to get some applause from the other side.

I would like to, at this point, Mr. Deputy Seaker, clear up a mis-conception in Defence Budget that many of the members of the Opposition benches have raised. Yes the Defence Budget has increased this year from a 180 billion to 294 billion. But as the percentage of GDP, the budget allocation has actually decreased 0.12 per cent. The fact that the GDP itself has increased by 4.4 per cent, has allowed this extra spending on Defence without actually increasing the percentage expenditure.

Also Mr. Deputy Speaker, I believe it is important to emphasise that the Defence budget also in fact addresses a large amount of social conditions in the country. For example, 859 million out of the Defence budget is given to Education in Cantonment areas throughout the country. Likewise a large sum of the Defence Budget is also given towards healthcare for citizens living in Cantonment areas, for citizens living in far-flung areas where other doctors are not available.

Sir, just to say that Defence spending is harmful for a nation's poor, this I believe, is a mis-statement. And in fact it is high time, we recognise that Defence budget also has a very large social sector spending components.

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ، ٹائم ہوگیا ہے، wind up کرنے کی کوشش کریں۔

Dr. Donya Aziz: One more minute Mr. Deputy Speaker. Mr. Deputy Speaker, I am very happy that the Finance Minister, in his budget speech, recognised the fact that more could be done, more can always be done for a country, especially in the social sector and human development. And I think the fact that the Government realises that what can be done, is setting its standards high enough so that we are continuously waiting, I believe it is a very positive point for this Government.

Mr. Deputy Speaker, there is a saying that says, that we have not inherited this earth from our parents. Rather we have borrowed it from our children. In this budget, Mr. Deputy Speaker, I feel, it is

one that addresses the needs of the generations to come. And as Pakistani, sitting in this august House, I feel strongly that we need to always keep our eyes towards the horizon, towards the future generations so that we might leave them a country that is economically stable, a country that is well in its way, to alleviate

there will be one day, a country in which great انشاءاللہ poverty, and

efforts are being made...........

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ، ٹائم ہوگیا ہے۔ please try to wind it up.

Dr. Donya Aziz: I will. Just take thirty more seconds. And also a country in which healthcare is going to be provided to each and every citizen as per their Constitutional right. Mr. Deputy Speaker, I applaud this Government and I applaud this budget and I hope that all efforts made in this august House and outside, are

towards the betterment of this country. پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Thank you قاری عبدالباعث صدیقی صاحب۔

قاری عبدالباعث صدیقی: بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ جناب محترم ڈپٹی سپیکر صاحب! بہت شکریہ کہ آپ نے بجٹ پر مجھے گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ جناب والا! جس طرح یہ روایت ہے کہ ہر سال جون کے مہینے میں ملک کا بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی ہمارے معزز وزیر خزانہ صاحب نے ایک بجٹ پیش کیا لیکن اس بجٹ کو اول تا آخر پڑھ کر کے مجموعی طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ غریب عوام کی امیدوں اور امنگوں سے عاری بجٹ ہے۔ یقیناً فوجی اداروں کی خواہشات پوری ہوئی ہوں گی۔ یقیناً صدارتی محل، پرائم منسٹر ہاؤس کے اخراجات میں بڑی ترقی ہوگی۔ مگر ٹیکس دہندہ غریب عوام جو کہ اس وقت مہنگائی کی چکی میں پس رہے ہیں، بیروزگاری سے دوچار ہیں جو کہ علاج معالجے کی سہولتوں سے محروم ہیں۔ اور کرایہ جات کے ادا کرنے کے بوجھ کے نیچے دب رہے ہیں۔ جناب والا! جو کہ بجلی اور گیس کے مہنگے بلوں کی وجہ سے عارضہ قلب میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اس وقت زندگی کی ضروریات آٹا ہے

گھی ہے، بلوں کی ادائیگی ہے۔ان کے لئے اپنی روزمرہ دیہاڑی ۷۰ روپے یا ۸۰ روپے میں وہ پوری کرنا ناممکن ہے۔ جناب والا! اس وقت اس بجٹ کے اوپر نظر ڈالی جائے تو بجائے اس کے کہ غریب عوام جو اس ملک کے روح رواں ہیں۔اس کے مفادات کا خیال رکھا جاتا۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں کا اس میں خیال رکھا گیا ہے۔ ان کے مفادات کا خیال رکھا گیا ہے۔ ایجوکیشن تعلیم اور مراکز صحت یہ دونوں ایسے ادارے ہیں جو کہ روحانی اور جسمانی علاج کے لئے مختص ہیں۔لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم کا طبقاتی نظام اس ملک کے اندر جاری ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ جن سکولوں اور کالجوں میں بڑے بڑے آفیسرز اور مالدار لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں وہی اس ملک کے جرنیل بن رہے ہیں۔ وہی اس ملک کے سرمایہ دار بن رہے ہیں۔ وہی اس ملک کے بڑے بڑے آفسرز بن رہے ہیں۔ایک غریب کا بچہ اگر کوئی grduation بھی کرلے، پی ایچ ڈی بھی کرلے کتنی بڑی تعلیم کیوں نہ ہو اس وقت class-iv کی نوکری کے لئے وہ چلتا پھرے اس کو نوکری نہیں ملتی۔ان کو روزی تک نہیں ملتی۔

جناب والا! اسی طرح علاج معالجے کے مراکز ہسپتال تو ہیں وہ یا تو ڈاکٹروں سے خالی ہیں اور اگر ڈاکٹر ہیں تو اس ہسپتال میں دوائی نام تک نہیں ملتی۔یہ میں اپنے حلقے کے حوالے سے عرض کررہا ہوں۔ بڑے بڑے شہروں میں تو شاید دوائیاں ملیں گی اور ملتی ہیں۔وہاں آپ یقین کریں نالجین کی گولی کسی کو نہیں ملتی۔اگر کوئی ایمرجنسی کا شکار ہو casualty میں پہنچتا ہے اس کو اپنے لئے injection اور اس کا سرنج تک بازار سے خریدنا پڑتا ہے۔اور جب تک وہ لاتا ہے اس کا ایک کلو خون بہہ گیا ہوتا ہے۔ حالانکہ ہمارے پاس اس ملک کے اندر اربوں روپے کا زکوٰۃ کا فنڈ ہے لیکن وہ بھی سرمایہ داروں کا شکار ہے غریب کو وہاں بھی حصہ نہیں ملتا۔ یا سیاست کا شکار ہے یا سرمایہ داری کا شکار ہے۔ جناب والا! میں چند تجاویز اس floor پر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ملک چونکہ زرعی ملک ہے۔اس ملک کے اندر زراعت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔اس ملک کے اندر

بہت بڑی زمین ہمارے پاس کاشتکاری کے قابل موجود ہے۔لوگ بیروزگار پھر رہے ہیں۔اگر ریٹائرڈ جرنیلوں کو ہزاروں ایکڑ زمین دی جاسکتی ہے تو وہاں غریب کاشتکاروں میں یہ زمین تقسیم کی جائے۔وہ بھی ناقابل فروخت ہو۔جو شخص اس میں خود محنت کریں۔اناج پیدا کریں۔غلہ پیدا کریں تاکہ یہ ملک دوسروں کا دست نگر نہ ہو۔وہ خود اپنا غلہ پورا پیدا کر کے اس کو باہر بھیجنے کے قابل بن جائے۔جناب والا! جتنے غریب کاشتکار ہیں خاص کر ان لوگوں کو جو قرضہ جات دیئے جاتے ہیں ان پہ سود مکمل طور پر معاف کیا جانا چاہیئے۔ویسے بھی سود ایک لعنت ہے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سود چھوڑ دو اگر نہیں چھوڑو گے (عربی)

اللہ اور رسول کی جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔یہ واحد گناہ ہے گناہوں میں جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنی زبردست دھمکی دی ہے۔کہ جو شخص سود نہیں چھوڑے گا وہ خدا کے ساتھ جنگ کے لئے اور پیغمبر کے ساتھ تیار ہو جائے۔اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سود کے بارے میں جو سخت الفاظ کہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے۔ میرے محترم ڈپٹی سپیکر صاحب! بجلی کے بلوں پر ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے صرف دس پیسے کم کر کے چھ مہینوں سے ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا تھا کہ بجلی کا بل کم ہو رہا ہے آج کم ہو رہا ہے کل کم ہو رہا ہے پرسوں کم ہو رہا ہے۔مشورے ہو رہے ہیں۔لیکن جب پہاڑ کھودا تو چوہا نکلا۔دس پیسے کم ہوئے۔غریب عوام کو اس سے کیا فائدہ ملا میں تو سمجھتا ہوں وزیر محترم صاحب جس وقت آپ وزارت کا قلمدان اٹھا رہے تھے اس وقت بجلی کے پہلے پچاس یونٹ پچاس پیسے کے تھے۔آپ کو چاہیئے کہ وہ پہلے سال کے برابر تو کر دیں کم سے کم وہ پچاس یونٹ۔آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بہت ترقی کی ہے پانچ سال میں۔کیا ترقی کی ہے، بل میں ترقی کی ہے کہ پچاس پیسے کا یونٹ پونے تین تک پہنچا دیا۔کتنی ترقی کی۔ظلم میں ترقی کی، انصاف میں ترقی نہیں کی۔

جناب والا! پھر مزید یہ ظلم کہ ٹی وی لائسنس کا بل بھی اس میں چور دروازے سے ڈال دیا۔گویا غریب عوام پر وار کیا گیا۔میرے محترم تنخواہوں میں اضافے کے لئے میری تجویز ہے کہ بجائے اس کے کہ

آپ ۱۵ فیصد بڑھائیں، آپ کم سے کم ایک گریڈ سے لیکر سولہ گریڈ تک ایک ہزار فی صد آپ فی کس آپ تنخواہ بڑھائیں۔ اس کی بجائے وہ ۲۰ گریڈ، ۲۲ گریڈ کے سیکرٹری جن کا ماہانہ خرچا تین چار لاکھ بنتا ہے اس کے اوپر پابندی لگائی جائے۔ عوام کا خیال رکھا جائے۔ اس لئے کہ یہ ملک غریب عوام کا ہے۔ آپ اور ہم اس اسمبلی میں ان غریب عوام کے ووٹوں سے پہنچے ہیں۔ انہی کا خیال رکھیں۔ ان کا حق بنتا ہے ہمارے اوپر۔ خصوصی طور پر آٹے کے اوپر سبسڈی دے کر اس کو غریب عوام کے لئے سستا کیا جائے۔ تعلیمی اداروں میں طبقاتی نظام کو ختم کیا جائے، یکساں نظام تعلیم اس ملک میں ہو اور میرے خیال میں صوبہ سرحد کی حکومت نے وہاں کی جو شریعت کونسل ہے انہوں نے ایک تجویز دی ہے کہ کم سے کم دس جماعت تک مشترکہ نظام ہو۔ اس میں میٹرک پاس کر کے آگے جو طالب علم چاہے وہ دینی تعلیم کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے، چاہے وہ انجینئر بنتا ہے، ڈاکٹر بنتا ہے، پروفیسر بنتا ہے، سائنسدان بنتا ہے تو اس طرح ایک ایسا نظام ہو اس ملک کے اندر کہ یہ طبقاتی نظام جو کہ استحصال کا نظام ہے، جو کہ اجارہ داری کا نظام ہے اس کو ختم کیا جائے۔ صحت کے مراکز میں غریبوں کے لئے دوائیوں کا بندوبست کیا جائے۔ زکوٰۃ کے فنڈ سے یہ بہت ممکن ہے، بڑا آسانی سے ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے کہ وہ غریب کو ملے۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں بھی زکوٰۃ وڈیرے اپنے لئے مختص کر لیں۔ میری ایک تجویز یہ ہے جیسے میرے پیش روئی ساتھیوں نے نشاندہی کی کہ ایم این اے کو اس وقت آپ ایک کروڑ روپے دیتے ہیں فنڈ کے لئے تعمیر پاکستان کے حوالے سے ترقیاتی فنڈ کے لئے۔ آپ اندازہ کر لیں کہ ایک ایم این اے کا حلقہ جو دس لاکھ، آٹھ لاکھ آبادی کے اوپر مشتمل ہو اس میں وہ کیا کام کر سکتا ہے بجائے اس کے کہ جہاں کام کرتا ہے تو سو آدمی خوش ہوتے ہیں اور سو کم آٹھ لاکھ جو ہیں وہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ آپ کے لئے میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جو ترقیاتی فنڈ دو ارب روپے ہیں ان کا ایک چوتھائی حصہ تعمیر پاکستان کے لئے مختص کیا جائے اور ہر ایم این اے کو کم سے کم دس کروڑ روپے دیا جائے بلاتفریق، ایسا نہ ہو کہ جو سرکاری حلقے کا ہو اس کو تو دس کروڑ ملے اور جو حزب اختلاف کا ہو اس کو ایک کروڑ سے ٹرخایا جائے بلکہ میں آپ کی ایک خاص مسئلے کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا

ہوں۔ گزشتہ سال ہمارے پاس ایک خط پہنچا۔ اس خط میں اسمبلی کے سیکریٹری کے بھی دستخط ہیں۔ بجلی والوں کے بھی دستخط ہیں۔ ہر ایم این اے، ہر سینیٹر کے لئے ۵۰ لاکھ روپے صرف بجلی کی مد کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ ہمیں یہ کہا گیا کہ ۲۰ دیہاتوں کی نشاندہی کر کے اس کی feasibility رپورٹ ہمیں دے دیں تا کہ ہم آپ کو یہ رقم دے دیں اور جب ہم نے رپورٹ دی، کہا گیا کہ ہم سے غلطی ہوگئی۔ ہم حیران ہیں کہ اسمبلی کے اندر ایک سیکریٹری سے غلطی کیسے ہوسکتی ہے اور خواہ مخواہ ان لوگوں کو جو ہم نے سروے کرا کے وہ ہنستے ہیں کہ بھئی وہ بیس گاؤں کی بجلی کہاں گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاری صاحب! وقت کا خیال رکھیں۔ بس مختصر ہی کریں۔

قاری عبدالباعث صدیقی: میں اپنے حلقے کے چند مسائل کا ذکر کر کے ختم کرنا چاہتا ہوں۔ این اے ۲۹ سوات بلکہ میں عرض کروں گا ضلع سوات۔ یہ آپ لوگ اس کو کہتے ہیں کہ یہ ایشیاء کا سوئٹزرلینڈ ہے۔ یقیناً قدرتی حسن کے لحاظ سے، بلند و بالا پہاڑوں کے لحاظ سے اور خوبصورت جنگلات کے لحاظ سے، میوہ جات کے، باغات کے لحاظ سے، دریائے سوات کی وجہ سے، یقیناً بہت ہی خوبصورت صحت افزا مقام ہے لیکن وہاں پر روڈز کا نظام بالکل نہیں ہے۔ اس وقت میری یہ درخواست ہے کہ آپ سوات کا سروے کر کے اس کو کم سے کم مری کو جو سہولتیں ملی ہیں اور جو روڈز کا نظام وہاں ہے سوات میں یہ روڈز کا نظام ان کو دیا جائے۔ یہ صرف اس طرح نہیں ہوگا کہ سوات کے لئے ترقی ہوگی، سیاحت کے لحاظ سے جو لوگ آئیں گے بیرونی ممالک سے، اب بھی آتے ہیں لیکن ایک مرتبہ آ کر اور کمر کے درد میں مبتلا ہو کر وہ کھنڈرات روڈز سے گزر کر پھر توبہ کر لیتے ہیں۔ تو یہ باقاعدہ قومی خزانے میں اضافہ ہوگا اور زرمبادلہ کے لئے بہت زیادہ اضافہ ہوگا۔ تو وہاں روڈز کا جال بچھایا جائے۔ سیاحت کے لئے یہ بہترین علاقہ ہے۔ وہاں بجلی ٹیلی فون کی سہولت کی کمی کو دور کیا جائے۔ سوئی گیس سوات کو دیا گیا ہے لیکن وہ چیونٹی کی رفتار سے پھیل رہا ہے۔ شاید ہماری زندگی میں تو بڑی بات ہے، ہماری اولاد کی زندگی میں بھی نہیں پہنچ سکے گی۔ اس کے لئے خصوصی پیکیج کے لئے میں درخواست کروں گا کہ وزیر اعظم صاحب وہ پیکیج دے کر اور سوئی گیس سوات کو پہنچائیں اس لئے کہ نہایت ہی قیمتی جنگلات کٹ رہے ہیں اور ضائع ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ قاری صاحب۔آپ کا بہت ٹائم ہوگیا ہے، ڈبل لے لیا آپ نے۔

قاری عبدالباعث صدیقی: بس ختم کرتا ہوں۔ ہائیڈل پاور پراجیکٹ کے لئے بہت وہاں مواقع ہیں۔ بڑے بڑے آبشار ہیں۔اگر آپ وہ قائم کریں تو سستی بجلی جو ماہرین نے کہا کہ پچاس سے لے کر تیس پیسے فی یونٹ بجلی وہاں بن سکتی ہے اور بہت بڑی مقدار میں۔تو انشاءاللہ ہماری بجلی کی بھی مانگ پوری ہو جائے گی۔آخری بات یہ ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن فری ٹیکس زون ہے اب تک لیکن اب بجلی کے بلوں کے ذریعے اس میں چور دروازے کی طرف سے ٹیکس لگا دیئے ہیں۔تو اس کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔سوات کے اندر معدنیات ہیں بہت قیمتی۔اب تک وہ بند پڑے ہیں اور چور لوگ رات کو آ کر وہاں سے قیمتی پتھر نکالتے ہیں۔حکومت اس کے اوپر غور کرے۔اس سے آپ کے خزانے میں بہت کچھ آئے گا اور آخری بات یہ ہے کہ سیدو ائیرپورٹ کو کھول دیا جائے۔مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ جی۔اس سے پہلے کہ میں دوسرے معزز رکن کو دعوت دوں تقریر کے لئے، ایک گذارش ہے کہ ٹائم کا بڑا خیال رکھیں۔ایک رکن کے لئے دس منٹ مقرر ہیں۔تو دس کی بجائے میں پندرہ بھی دیتا ہوں۔لیکن آپ اس سے بھی exceed کر جاتے ہیں تو بڑا مشکل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مشتاق وکٹر صاحب۔

Prof. Mushtaq Victor: Honourable Deputy Speaker, in the first place, I offer my hartiest congratulations to Mr. Shaukat Aziz who, keeping in view the guidelines of the ruling Muslim Legue and his own expertise, has tabled a people friendly budget in this august House. Sir, the budget 2004-2005 is highly remarkable, because for the first time in the history of Pakistan, I repeat first time in the history of Pakistan, PSDP allocation of Rs. 202 billion has surpassed the Defence budget which has been proposed as Rs. 191 billion.

The enhanced outlay of Rs. 202 billions for Public Development Sector Programme, Mr. Deputy Speaker, will guarantee the creation of more jobs and thus, will help in

alleviating poverty in our motherland. Mr. Deputy Speaker Sir, the revival of economy *viz-a-viz* alleviation of poverty, has always been the vision and mission of President Pervez Musharraf, and as a result of policy continuity, the budget 2004-2005 guarantees macro economic stability, which can be termed as a magnanimous achievement of Mr. Jamali's government.

The budget, Mr. Deputy Speaker, carries substantial relief package which has been keenly awaited by the people of Pakistan. As a big step financial allocations for poverty alleviation programme have been increased which will definitely help in reducing poverty.

But, Mr. Deputy Speaker, there is a great need to indicate and address the reasons of poverty in Pakistan. Those reasons Mr. Deputy Speaker are :(1) illiteracy, number (2) unskilled labour. (3) single earning hand, (4) over population, (5) gender imbalance and, (6) religious extremism.

And Sir, we can cure these ailments our nation is suffering from by taking concrete steps, Mr. Deputy Speaker, illiteracy being the biggest menace, comes in our way to alleviate poverty. We can fight this menace only on war footings, and I propose that a legion of educators be formed in Pakistan and this task of educating people should be entrusted to this region and they should be fully involved in educating the masses of this country. May I add here Sir, that the philosophy of enlightened moderation propounded by our worthy President Pervez Mushrraf can work as an antidot to make Pakistan a strong and great nation.

Honourable Sir, in the budget 2003-2004, an amount of Rs. 65 million was allocated for the minority welfare fund. This was 30% more than the budgetary allocation of the previous financial year. But in the budget 2004-2005 again, the same amount of Rs. 65 million has been earmarked, which indicates zero per cent increase. Through your goodself Sir, I would like to implore the worthy Finance Minister to give a second look to this un-enhanced allocation. The minority communities of this country, Mr. Deputy Speaker, are not only backward but also less privileged, and to alleviate poverty among them, more fiscal space should have been created, I am confident that the Finance Minister will be kind

enough to look into it again and he will show his kindness and magnanimity to the minority communities of Pakistan.

محترم ڈپٹی سپیکر صاحب! میں چند مزید وضاحتیں کرنا چاہتا ہوں۔ اگلے روز اس جانب سے ایک نہایت ہی معزز رکن نے فرمایا تھا کہ اہل نصاریٰ یعنی مسیحی لوگ جو ہیں وہ مسلمانوں کے دوست نہیں ہیں۔ میں چونکہ اس معزز ایوان کا رکن ہوں اور میرا تعلق اہل نصاریٰ سے ہے۔ اس لئے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ اس معزز رکن نے یہ بات وانا اور عراق کے context میں کی تھی۔ اس دوست کو شائد معلوم نہیں کہ عراق میں ملٹری ایکشن کی سب سے زیادہ مخالفت اہل یورپ یعنی مسیحی اہل یورپ یعنی مسیحی دنیا نے کی ہے۔ اٹلی اور جرمنی میں لاکھوں لوگوں نے اس ملٹری ایکشن کے خلاف جلوس نکالے، ریلیاں نکالیں اور ہمارے پیشوا His Holiness, Pope John Paul the Second Pope of Rome ہمیشہ بھرپور الفاظ میں عراق میں ملٹری ایکشن کی مذمت کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں جب صدر بش نے ویٹیکن میں پوپ صاحب سے ملاقات کی۔ تو وہاں بھی پوپ صاحب نے ان کے ہاتھ میں ایک ایڈوائزی نوٹ دیا اور ان کو نصیحت کی کہ عراق کے خلاف فوجی ایکشن کو فوری بند کر دیا جائے۔ جناب ڈپٹی سپیکر! اب آپ ہی فیصلہ کیجیے کہ کیا اہل نصاریٰ کی اکثریت کا یہ عمل خراج عقیدت کا مستحق نہیں ہے۔ جناب والا! میں تاریخ اسلام میں سے دو ایک واقعات کا حوالہ دینا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سریہ میں مسلمان فتح یاب ہو کر جب مدینہ واپس لوٹے تو اپنے ساتھ بہت سا مال غنیمت لائے۔ قیدیوں میں کچھ خواتین بھی تھیں۔ ان قیدیوں کو دربار نبوی میں پیش کیا گیا۔ جب آپ حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ان قیدیوں میں حاتم طائی کی بیٹی بھی ہے۔ تو آپ بہت رنجیدہ ہوئے۔ حکم دیا کہ حاتم طائی کی بیٹی کو فی الفور اور باعزت طور سے اس کے قبیلہ میں واپس کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ حاتم طائی اپنی بے مثال سخاوت کے حوالے سے جزیرہ نما عرب کی آن

اور شان تھا۔ جناب ڈپٹی سپیکر! آپ تو جانتے ہیں کہ حاتم طائی کون تھا۔ حاتم طائی عرب کا ایک بہت ہی نامور مسیحی دولت مند تھا۔ لیکن وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور تھا۔ اور آج بھی اہل عرب اور جزیرہ نما عرب کے جو بچے ہیں وہ جب حاتم طائی کے متعلق عربی لٹریچر میں اور عرب تاریخ میں حاتم طائی کے قصے پڑھتے ہیں تو وہ بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ حاتم طائی ایک بہت بڑا مسیحی رہنما بھی تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! عہد نبوی میں کئی دفعہ مسیحی وفود مسجد نبوی میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آتے تھے اور جب نماز کا وقت آتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان مسیحی وفود کو مسجد نبوی میں ہی نماز پڑھنے کی اجازت دے دیتے تھے۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے، علمائے کرام مجھ سے زیادہ اس بات کی معنویت سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام اہل کتاب کے ساتھ رشتے ناطے بھی کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میرا استدلال یہ ہے کہ علماء کرام کو چاہیے کہ وہ ایسی باتیں کرنے سے اجتناب کیا کریں جس سے مذہبی رواداری کی فضا آلودہ ہونے کا احتمال ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ خیال رکھا جائے کہ اس ایوان میں کچھ minorities کے ممبرز بھی ہیں۔ اور اس ایوان کے جتنے معزز اراکین ہیں وہ سب کے سب یہاں پر minorities کے ووٹ بھی لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت ساری سیٹیں تو ایسی ہیں کہ وہ ممبر ہی نہ بنتے جب تک ان کو minorities کے ووٹ نہ ملتے تو اس لئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ minorities جو ہیں وہ اس ملک کے برابر کے شہری ہیں اور جناب والا آپ جانتے ہیں کہ اس ملک کو بناتے وقت اگر تین ووٹرز جو ہیں پنجاب اسمبلی کے اس وقت ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے حق میں ووٹ نہ دیتے تو شاید اس وقت پنجاب کا بہت سا حصہ جو ہے وہ اس وقت ہندوستان کو مل جاتا تو اس لئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے لیکن اس میں رہنے اور بسنے والے لوگ حضرات قائداعظم کے مطابق جو non-muslim لوگ

ہیں جو مسیحی، کرسچن یا ہندو لوگ ہیں یہاں پر وہ سب کے سب پاکستانی ہیں اور پورے پاکستانی ہیں کوئی فرق نہیں ہے۔ جناب والا میں آپ کی توجہ چھوٹے سے flaw کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

It is in this Parliament Building, Sir, in the gallery, closed to your office, closed to your Chamber, the walls of the Speaker's Chamber is decorated with portraits of the successive presidents and the Speakers of this National Assembly, right from 1947 till today. And Sir, on the opposite wall, the portraits of the Deputy Speakers and the Deputy Presidents have also been fixed over there. But Sir, I want to make the record straight. I want to correct the history here. The first Deputy Speaker of the National Assembly was Mr. P. E. Gibbons, Mr. P. E. Gibbons who was the first Deputy Speaker of this National Assembly. But it is sorry to state here that his portrait has not been displayed in the gallery there. I have requested the relatives of Mr. P. E. Gibbons to provide me a portrait so that, on a very appropriate day, I could present it to your goodself for fixation it on that wall where the portraits of the Deputy Speakers have been put.

Mr. Deputy Speaker, I thank you very much for according me so much of time. I am grateful that you have given me much time to express my views in this august House. Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: Thank you مسز شیری رحمٰن صاحبہ۔

بیگم شیری رحمٰن: شکریہ سپیکر صاحب۔ پہلے تو میں کہوں گی کہ آپ ڈپٹی سپیکر ہیں مگر ہم آپ کو سپیکر ہی مانتے ہیں۔ تو I will address you as جناب سپیکر شکریہ آپ نے ٹائم دیا۔ بہت دیر میں ٹائم دیا۔ ایوان خالی ہے لگتا ہے خواتین کی قسمت میں یہی ہوتا ہے۔ چلیئے بات ہوئی۔ بہت باتیں ہوئی ہیں بجٹ کی اور میرے یہاں پر eminent colleagues نے کافی کچھ کہا ہے کہ پاکستان کو یہ بجٹ ایک نئے ترقیاتی دور میں لے جائے گا۔ یہ کہا گیا ہے میری پاپولیشن سیکرٹری جو یہاں بیٹھی تھیں کہ سوشل سیکٹر میں بڑی spending ہوگی بڑا اضافہ ہوا ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے فنانس منسٹر نے پہلے دن ۔اب وہ بیٹھے نہیں ہیں ہاؤس میں ۔سر یہ ہماری سخت توہین ہے۔

چوہدری نوریز شکور خان: میں بیٹھا ہوا ہوں۔

بیگم شیری رحمٰن: اچھا چلیے بیٹھے ہوئے ہیں۔چھپ کر نہ بیٹھیے ۔یہ بھی کہا گیا اور بار بار یہ بات دوہرائی گئی کہ ہم foreign lenders یعنی آئی ایم ایف جیسے lender سے چھٹکارا پانے والے ہیں۔کشکول کلچر ختم ہونے والا ہے۔یہ بھی کہا گیا کہ کسان friendly budget ہے یہ۔ پی ایس ڈی پی ۲۰۲ بلین کا ہے۔یہ ہمارا سب سے بڑا سیکٹر ہوگا سب سے زیادہ spending ہوگی۔ انقلابی ایک دور آئے گا۔تو میں جناب آگے آگے بھی کہا جا رہا ہے۔تو میں یہ اتنا کہنا چاہوں گی کہ بڑا افسوس ہے ہمیں کہ یہ عوام دوست نہیں یہ عوام کی دشمن بجٹ ہے اور نہ صرف یہ بتاتی ہے کہ حکومت نہ صرف مخلص بھی نہیں ہے یہاں کی اکثریت سے۔ پاکستان کی اکثریت سے مخلص نہیں ہے۔نہ اس میں اس معزز ایوان کو پاکستان کی اقتصادی، معاشی، یا معاشرتی صحیح پکچر سے آگاہ کیا گیا ہے۔اس پر میں دعوے سے اس پر چیلنج کرتی ہوں کہ ان کے سارے statements کس basis پر بنائے گئے ہیں ان کو ہم ایک ایک کرکے demolish کر چکے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ میں کہہ رہی ہوں جناب سپیکر، یہ صرف سیاسی محاذ آرائی نہیں ہے۔لیکن ہم مایوس ہیں مگر حیران نہیں ہیں۔حیران اس لئے نہیں ہیں کیونکہ یہ خاص الخاص ملٹری حکومت کی بجٹ ہے۔ یہ typical military حکومت کی بجٹ ہے۔سپلائی سائیڈ ہمیشہ ملٹری حکومتیں ہی کرتی ہیں۔ وہ کسی کو جواب دہ نہیں ہوتی ہیں۔انہوں نے اصل میں ووٹ نہیں لینے ہوتے ہیں۔انہیں ہماری ستر فیصد غریب عوام کے پاس جانا نہیں ہوتا۔تو وہی اس طرح کی economic چلا سکتے ہیں۔ جس میں trickle down اب یہ اکنامک بات ہے trickle down جو ماڈل ہے سپلائی سائیڈ اکنامک ہے اس کو دس سے بارہ فیصد I repeat دس سے بارہ فیصد growth کی

ضرورت ہوتی ہے اس کے بغیر اس کے benefits بالکل مہیا نہیں ہوتے ہیں۔ تو یہ بالکل غلط بات ہے یہ ساری بجٹ inequality پر مبنی ہے۔ شاید growth ہو رہی ہو۔ 6.4% کی بات کی جا رہی ہے macro economic stability بار بار ہمیں سنایا جا رہا ہے۔ یہ جو growth ہے جناب سپیکر۔ یہ مبنی ہے اور بار بار یہ بھی کہا گیا ہے کہ luxury, boom, consumer boom, automibile industry اور چند بڑی famalies کو patronize کر کے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پھر وہی دور آ گیا ہے کہ شاید بائیس فیملیز نہ ہوں لیکن پھر وہی ایک ruling کباڑ بن گیا ہے۔ جن کے لئے budgetory policies بنائی جا رہی ہیں۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ یہ اب 6.4 جو growth ہے یہ 8% بنے گی اگلے سال۔ انشاءاللہ ہم سب چاہتے ہیں کہ ایسا ہو۔ ہم پاکستان کے دشمن نہیں ہیں۔ ہم سرمایہ کار کے دشمن بھی نہیں ہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ سیاسی حکومتیں ہی ہیں جنہوں نے ماضی میں deregulation اور privatization کا دور شروع کیا جو یہ کلیم کرتے ہیں بار بار کہ یہ ہم سب نئی شروعات کر رہے ہیں یہ سب سیاسی حکومتوں کی شروعات ہیں۔ یہ جو تحفہ دے رہے ہیں ہمیں وہ تو صرف غربت کا ہے۔ unemployment اور بے روزگاری کا ہے اور بار بار ہمیں کہا جا رہا ہے کہ انوسٹمنٹ یعنی foreign investment اور domestic investment ہمارے نئے اس shining پاکستان کو بڑے wonderful مستقبل پر لے جائے گی یہ shining پاکستان کدھر ہے؟

جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیے کہ زمینی حقائق کیا بتاتے ہیں انہوں نے ہمارے زرعی سیکٹر یعنی agricultural sector کو بالکل نظر انداز کیا ہے۔ بار بار کہا جا رہا ہے ہم نے concessions دی ہیں۔ کہاں concessions دی ہیں۔ اس نے تو اتنی poor growth register کی ہے کہ 2.7% بھی نہیں بن پایا ہے تو یہ کس بات کی انہوں نے concessions دی ہیں۔ ٹریکٹروں کی بات ہو چکی ہے۔ فرٹیلائزر کی بات ہو چکی ہے۔ بہت باتیں ہوئی ہیں لیکن انہوں

۔نے افراط زر پر بھی جو بات کی ہے کہ ہمارا 3.9 ہوا ہے۔ کس basis پر یہ 3.9 ہوا ہے۔ یہ core inflation کہاں استعمال ہوتا ہے۔ تو یہ jugglery استعمال کی گئی ہے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا گیا ہے۔ میں کہہ رہی ہوں at least صحیح facts تو بتایئے core inflation کا concept, food اور energy کے بغیر ہوتا ہے۔ یہ آئی ایم ایف کی کتابوں میں صرف use ہوتا ہے۔ لوگوں کی بجٹ بنانے اور ان کو facts reveal کرنے کے لئے نہیں ہوتا ہے جناب والا۔ اپنا sensitive price index ہی استعمال کر لیتے تو دیکھتے کہ گیارہ بارہ فیصد تو اسی میں سامنے ان کی اپنی فگرز ہیں۔ تو یہ کیوں نہیں انہوں نے استعمال کیا۔ بار بار یہ ہماری آنکھوں کے اوپر جھوٹ کے پیوند لگا کر چادر چڑھائی جا رہی ہے۔ اس کے بعد میں بتاؤں گا کہ کشکول کلچر ختم کرنے پر بڑا ان کو ناز ہے۔ دیکھیے کہ domestic debt ہمارا کہاں تک پہنچ گیا ہے 2028 billion پر پہنچا ہے اس سال۔ بڑھتا چلا رہا ہے 7.9% پر بڑھا ہے اور 149 بلین صرف ان کی پچھلے سال میں بڑھا ہے اور خود یہ ان کی کتاب کہتی ہے کہ یہ بڑھتا جائے گا۔ foreign debts میں کہاں کھڑے ہیں۔ 35 billion U.S. dollars پر اس وقت بھی کھڑے ہیں۔ کون سی آپ نے کشکول سے نجات پا لی ہے۔ کون سا آپ ساورن ہو گئے ہیں۔ کون سا آپ خودمختار ہو گئے ہیں۔ تین بلین ڈالرز کی amortization جو 9-11 سے ہوئی ہے۔ جو anti money laundering loss کی وجہ سے ہوئی ہے اس پر یہ خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے سارے کشکول سے نجات پالی ہے۔ کشکول تو ان کی ایجاد ہے جناب والا۔ ملٹری حکومتوں کی ایجاد ہے جن میں ہم آج تک پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم سے پوچھیے کہ یہ کشکول کی بات کرتے ہیں۔ انہوں نے salaries بڑھائی ہیں پندرہ فیصد صرف لوگوں کی۔ لیکن نیب ذرا دیکھیے نیب کے expenses میں کیا ہیں۔ پروگرام کھول کر دیکھیئے۔ Charge Expenditure کھول کر budget دیکھیئے۔ اس میں ان کے expenditures بڑھتے جا رہے ہیں۔ بے چاری پاپولیشن سیکرٹری بڑا

اپنے دل پر پتھر رکھ کر کہا ہو گا انہوں نے کہ شوشل سیکٹر میں spending ہو رہی ہے۔ ان کی پاپولیشن ڈیپارٹمنٹ میں cuts آئے ہیں۔ آپ بتایئے کون سا ملک ساؤتھ ایشیا میں اس وقت afford کر سکتا ہے پاپولیشن میں cut ہمارا 2025ء میں پاپولیشن دوگنے سے زیادہ ہونے والا ہے۔ یعنی کہ 230 ملین لوگ ہوں گے پاکستان میں۔ یہ آئی ایم ایف کی ہی فگرز ہیں۔ یہ ورلڈ بینک کے فگرز ہیں جن پر یہ اتنا ناز کرتے ہیں۔ اس سیکٹر میں انہوں نے cuts مارے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہیلتھ میں ہم نے بڑے اضافے کئے ہیں۔ جی نہیں as percentage point of GDP انہوں نے ہیلتھ کو 0.8 سے 0.84 تک لایا ہے۔ انڈیا میں ۴ فیصد۔ اب اس سال وہ چھ پرسنٹ پر لانے والے ہیں۔ 6% of GDP یہ standard formula ہے of developing ممالک میں۔ بنگلہ دیش میں بھی ہونے چلا ہے۔ بھوٹان، نیپال، ان سب ملکوں سے ہم پیچھے رہ گئے ہیں۔ ہماری mortality rate ہماری in put mortality rate ان سب ملکوں سے پیچھے رہ گئی ہے ہماری unemployment rate ان سب ملکوں سے اونچی ہے۔ تو کون سی غربت مٹانے کی یہ لوگ بات کر رہے ہیں۔ اگر یہ مخلص ہوتے تو یہ دیکھتے کہ ہمارے زمینی حقائق کیا ہیں۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ جانتے ہیں جناب والا، یہ جانتے ہیں جناب سپیکر کہ زمینی حقائق کیا ہیں۔ اور انہوں نے جان بوجھ کر منہ موڑا ہے ان سے۔ بار بار کہتے ہیں دیکھئے growth ہو گئی ہے سٹاک مارکیٹ boom کر رہی ہیں۔ سٹاک مارکیٹ boom کر رہی ہیں بڑا سنگ میل ہے۔ بھئی کیوں؟ یہ تو hot money ہے کوئی نئی کمپنیاں تو رجسٹرڈ نہیں ہو رہی ہیں بار بار۔ foreign direct investment میں دو telecommunication contracts ہی ہیں۔ ایک حبیب بینک کا پرائیوٹائزیشن ہے۔ جو ویسے ہی مشکوک ہے جس پر دس سوالات پوچھے گئے ہیں۔ جس میں پہلے پیسہ pump کیا گیا ہے۔ تو میں کرپشن کے بارے میں بہت کچھ بول سکتی ہوں۔ مگر میں بجٹ پر focus کرنا چاہتی ہوں۔ کیونکہ اس میں

بھی بہت خامیاں ہیں۔ Poor governance wheat supply کی بات ہوئی ہے Poor governance ان کی خود دیکھیے ۔ پی آئی اے ہے Wheat supply کی بات ہے۔ پھر یہ ہم سے کہتے ہیں کہ آپ کی حکومتوں نے پورا ملک گنوا دیا۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ یہ تو بتا بھی نہیں رہے کہ ملک گنوا رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں ہم سے کہ ہم ایک روشن مستقبل دکھا رہے ہیں۔ ہمارے بچے ایک نئے پاکستان میں جوان ہوں گے۔ اس پاکستان میں یہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی statistic میں آپ کو بتا رہی ہوں۔ یہ اعداد و شمار ہیں کہ روز پاکستان میں چھ سو بچے صرف diarrhoea سے ہلاک ہوتے ہیں۔ روزانہ اس سے ہمیں منہ چھپا کر ڈوب مر جانا چاہئیے۔ لیکن نہیں۔ ہم ہیتھ کو سراہ رہے ہیں کہ جی بڑا اچھا ہم نے کیا ہے۔ ہم ڈیفنس میں بڑھا رہے ہیں۔ ڈیفنس spending بڑھاتے جا رہے ہیں کہہ رہے ہیں۔ پہلے تو کہا جاتا تھا جناب سپیکر کو ڈیفنس میں

(مداخلت)

<u>بیگم شیری رحمٰن</u>: تحمل سے سنیے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: آپ interfere نہ کریں۔ تقریر کرنے دیں۔

<u>بیگم شیری رحمٰن</u>: بتایا جا رہا ہے کہ یہ ہمیں ضرورت ہے ہمارے ایسٹرن فرنٹ پر ضرورت ہے اور ویسٹرن فرنٹ پر ضرورت ہے۔ ایسٹرن فرنٹ پر اب آپ کو کیا tension ہے۔ آپ تو انڈیا سے مراسم بڑھا رہے ہیں بڑی اچھی بات ہے۔ کوئی آپریشن para crime نہیں ہوا ہے کوئی troops deployment کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح پچھلے دو سال تھی۔ تو اب کیا ضرورت ہے آپ کو ڈیفنس بجٹ بنانے کی۔ اس میں بھی بار بار عوام سے deception ہوا ہے۔ ہم سے جھوٹ بولا گیا ہے۔ بولا گیا ہے کہ ڈیفنس cuts کئے جا رہے ہیں۔ پچاس ہزار troops reduce ہوں گے۔ جناب سپیکر! وہ پچاس ہزار troops contract پر واپس آئیں گے۔ ان batmen کو واپس کیا جا رہا ہے اور نئے batmen کو ہائر کیا جا رہا ہے۔ نام بدل کر

جس طرح انہوں نے ۲۸ بلین آرمی پنشن نکال کر تین سال پہلے سویلین پنشن میں ڈال دیئے ہیں۔ کیونکہ اس سال بجٹ ایک defence budget unprecedented height پر چلی گئی تھی۔ تو آئی ایم ایف کو خوش کرنے کے لئے انہوں نے جلدی سے ۲۸ بلین پنشن ادھر سے ادھر کر دیئے۔ اور کہا کہ جی دیکھیں ہماری ۱۳۱ بلین فگر ہوگئی۔ تو ہم بھی تھوڑا بہت کھول کر پڑھ سکتے ہیں۔ آخر جاہل تو نہیں ہیں ہم لوگ۔ تو ہمیں خدارا جاہل نہ سمجھیں اور ہماری اتنی توہین نہ کریں کہ ہمیں کھڑے ہوکر بتایا جائے کہ ہم نے یہ کر دیا اور یہ تیر مار لیا۔ آپ ڈیفنس کی بات کرتے ہیں۔ جتنے بھی آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے وہ دیکھنے کے لائق ہے اس میں ابھی تک ایچ یو بیگ کی رپورٹ میں کتنی نشاندہی یہاں ہوئی ہے ابھی تک اس کا discuss نہیں ہوا ہے۔ بھئی بتایئے دو لائن سے آگے بجٹ کو کھولیے۔ ڈیفنس بجٹ کو کھولیے۔ ہمیں ایگزامن کرنے دیجئے۔ شاید ہم آپ سے کہیں ٹھیک ہے۔ لیکن آپ تو ڈرتے ہیں ملٹری سے بات کرنے سے بھی۔ کیونکہ وہ آپ کے ہیں †[*****] وہ ملٹری گورنمنٹ ہے جیسے ہمیشہ سے آپ ملٹری کو سلام کرتے ہیں۔ آپ نے اس ملک کو این ایف سی ایوارڈ نہیں دیا ہے۔

(مداخلت)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: attention please آپ تشریف رکھیں۔ شیری رحمٰن صاحبہ نے یہ الفاظ جو استعمال کئے ہیں †[*****] کے یہ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

<u>بیگم شیری رحمٰن</u>: یہ بجٹ unconstitutional ہے۔ آپ نے این ایف سی ایوارڈ نہیں دیا ہے۔

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: شیری رحمٰن صاحبہ آپ ذاتی بات نہ کریں۔

<u>بیگم شیری رحمٰن</u>: اس لئے ہمیں ڈر ہے کہ پچھلی ملٹری حکومتوں کی طرح یہ ملٹری حکومت بھی ملک نہ توڑے۔ میں آپ سے بار بار یہ request کرتی ہوں کہ ان سے کہیں۔

---

†(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا ٹائم بھی ہو چکا ہے شیری رحمٰن صاحبہ try to wind up

بیگم شیری رحمٰن: چیخنے میں بھی تو ٹائم گزر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو ایک منٹ فالتو دے دیتے ہیں کوئی بات نہیں۔

بیگم شیری رحمٰن: نہیں ابھی میں نے کہنا ہے کہ یہ جو بار بار کہہ رہے ہیں economic stability, economic stability پورا ملک آپ کے سامنے blast ہو رہا ہے۔ کراچی میں ستر لوگ مرے ہیں صرف مئی سے آج تک۔ آپ بتایئے انٹیریئر منسٹر کوئی جواب دے سکتے ہیں جو بغیر کسی explanation کے ہمیں بتایئے کہ کوئی پکڑا گیا ہے کور کمانڈر سے لے کر آپ کے اپنے ملٹری پریذیڈنٹ کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ اگر ان کے جان تحفظ میں نہیں ہے۔ تو ہماری کیا ہے۔ اور ہماری constituents کی کیا ہوگی۔ ہمارے تو غریب constituents ہیں ان کے تو نہیں ہیں لیکن ہمارے سب غریب constituents ہیں پیپلز پارٹی کی constituency ستر فیصد اس ملک کی غریب عوام ہیں۔ ان کو ہم کس طرح تحفظ دیں۔ آپ پوچھیں انٹیریئر منسٹر سے کہ کتنے unregistered arms اس ملک میں موجود ہیں۔ کتنے رجسٹرڈ ہیں ان کو پتہ بھی ہے۔ انہوں نے کیا کیا ہے۔ بجٹ میں کہا کہ scanners لگائے ہیں ہم نے۔ کیا scan کریں گے جناب سپیکر یہ کوئی ایئر پورٹ تو نہیں ہے۔ آپ کو سیاسی reconciliation کرنا پڑے گا اس کا اور کوئی حل نہیں ہے۔ جب تک دونوں main stream parties کے لیڈران کو آپ واپس نہیں لائیں گے اور ہمارے سیاسی political prisoners کو آپ نکالیں گے نہیں جیلوں کے حالات اس ملک کے بدتر ہوتے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: conclude کریں۔ ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ کا۔

بیگم شیری رحمٰن: بس میں ختم کر رہی ہوں۔ I just want to say کہ یہ چیزیں بجٹ خلا میں یا vacuum میں نہیں بنائے جاتے۔ یہ ایک context ہوتا ہے۔ جمہوریت کی بات

کرتے ہیں بار بار۔ کامن ویلتھ میں جمہوریت کی بات کرتے ہیں ادھر جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت کا یہ تقاضا نہیں ہے جناب سپیکر۔ آپ لائیے ان لوگوں کو واپس۔ آپ جمہوری بات کر رہے ہیں۔ اس اسمبلی کی بات کرلیں۔ میرا اپنا کال اٹینشن نوٹس پی آئی اے کا ہے آپ لوگ کوئی نوٹس نہیں لیتے ۔ یہ حکومت کوئی نوٹس نہیں لیتی ۔ وہ کال اٹینشن نوٹس ہوا اور ٹریژری بینچز کے لوگ خود کھڑے ہوئے کہ یہ اتنا سنگین معاملہ ہے۔ اس پر سلیکٹ کمیٹی بٹھائی جائے آج تک اس کا نام و نشان نہیں ہے۔ ہم کس لیے۔ speeches آ کر کرلیں گے۔ لیکن ان speeches کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ ان کال اٹینشن کا ان تحاریک التواء کا ان بلز کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ منافقت کی حد یہ ہے۔ آخری پوائنٹ یہ جو بات کی جاتی ہے عورتوں کے حقوق کی۔ مستقل بات کی جاتی ہے۔ صبح وشام کہ ہم فلاں ٹاسک فورس بنا رہے ہیں اور اب اس کو ہم نے assign کیا اور اس کو کیا۔ انٹرنیشنل آرگنائزیشن سے۔ دو بل آپ کے ہاؤس میں کھڑے ہیں پیپلز پارٹی کے ایک کارو کاری کے خلاف۔ اس کو اپوز کیا ہے۔

(مداخلت)

<u>جناب ڈپٹی سپیکر</u>: یہ اچھا طریقہ نہیں ہے آپ بیچ میں نہ بولیں۔

<u>بیگم شیری رحمٰن</u>: میرے دوست عمر گوہر ایوب نے اپوز کیا ہے اور میں کہوں گی کہ ان کے †[****] اس کو کبھی اپوز نہیں کرتے۔ ان کے †[***] اس کو کبھی اپوز نہیں کرتے خیر آپ نے اپوز کیا ہے let me finish۔

Mr. Umar Ayub Khan: Sir on personal explanation.

<u>بیگم شیری رحمٰن</u>: let me finish آپ نے حدود آرڈیننس کو اپوز کیا ہے۔

(مداخلت)

(اس مرحلے پر حکومتی بینچوں کے اراکین قومی اسمبلی اور اپوزیشن کے اراکین اسمبلی اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

---

† بحکم جناب ڈپٹی سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ لفظ جو ہے پلیز۔ راجہ پرویز اشرف صاحب۔

بیگم شیری رحمٰن: یہ روز کہتے ہیں جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو†[*****] والے الفاظ جو ہیں یہ expunge کیے جاتے ہیں۔

بیگم شیری رحمٰن: یہ حدود آرڈیننس کو اپوز کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مائیک بند کر دیں۔ شیری رحمٰن صاحبہ کا مائیک بند کر دیں ٹائم ہو چکا ہے ان کا۔ گلزار سبطین صاحب۔ next speaker گلزار سبطین صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات سنیں میری سارے۔ معزز اراکین میری بات سنیں۔ میں نے مائیک بند کر دیئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز اراکین سے گزارش کی جاتی ہے کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔ آپ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں اس کا ٹائم بہت ہو گیا ہے۔ میں اور ٹائم نہیں دوں گا no more time ہو گیا ہے جی۔ خورشید صاحب کو میری طرف ذرا مخاطب کریں۔ شاہ صاحب پلیز ہاؤس کو in order کریں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: مستی خیل صاحب آپ بیٹھیں پلیز۔

(مداخلت)

---

† بحکم جناب ڈپٹی سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

[At this stage Mr. Deputy Speaker vacated the Chair which was occupied by Mr. Speaker]

جناب سپیکر: ممبران سے گزارش ہے کہ تشریف رکھیں۔

Mr. Umar Ayub Khan : On a point of personal explanation.

(مداخلت)

جناب سپیکر: میں بات کرتا ہوں تشریف رکھیں نوید صاحب ثناءاللہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں میں بات کرتا ہوں مجھے پتہ چلے کہ بات کیا ہوئی ہے تشریف رکھیں تمام ممبران تشریف رکھیں۔

جناب نوید قمر: زیادتی کرتے ہیں۔ یہ ہم سے زیادتی کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: مجھے بات سمجھنے دیں۔ خورشید شاہ صاحب آپ بھی مجھے بات سمجھنے دیں کہ بات کیا ہوئی ہے۔ مجھے بات ذرا سمجھ لینے دیں نہ پھر میں بات کرتا ہوں سارے دوست تشریف رکھیں۔

سید عبدالقادر جمال الدین ال گیلانی: مجھے میری بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: صاحبزادہ صاحب اب میں بات کرتا ہوں بعد میں میں دیکھتا ہوں آپ کی مہربانی تشریف رکھیں مجھے پتہ تو چلے نہ کہ بات کیا ہوئی ہے میں بریفنگ لے لوں نہ اپنے سٹاف سے۔

بیگم شیری رحمٰن: ان کو جو بھی کہنا ہے وہ آپ رولز کے تحت کہنے دیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: شیری رحمٰن صاحبہ تشریف رکھیں۔ خورشید شاہ صاحب آپ تشریف لائیں۔ چوہدری منظور صاحب قربان علی صاحب اس طرح ماحول کو خراب نہیں کرنے دوں گا Chief Whip صاحب آپ اور خورشید شاہ صاحب میٹنگ کریں آپس میں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: تمام ممبران تشریف رکھیں۔ جو میں بات کر رہا ہوں مان لیں تشریف رکھیں میں فی الحال کسی کو وقت نہیں دوں گا۔ تھوڑا سا انتظار کریں۔ جتوئی صاحب۔ مجھے تھوڑا سا۔

سید عبدالقادر جمال الدین ال گیلانی: اگر مجھے میری بات کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تو میں واک آؤٹ کر جاؤں گا۔

جناب سپیکر: نہیں آپ واک آؤٹ نہ کریں مجھے ذرا بات سمجھ لینے دیں۔ کوئی بات کر لینے دیں میں آپ کو فلور دوں گا۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: شیری رحمان صاحبہ تشریف رکھیں۔ صاحب زادہ صاحب آپ بھی ذرا آپ نے بھی ضد نہیں کی۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: سید عبدالقادر ال گیلانی on personal explanation

سید عبدالقادر جمال الدین ال گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرا نام عبدالقادر گیلانی ہے اور میرے باپ کا نام پیر طاہر علاؤ دین گیلانی تھا اور میرے دادا شیخ عبدالقادر گیلانی اور اس سے اوپر سید امام حسن اور اس سے اوپر نبی کریم۔ میرے دادوں میں شامل ہوتے ہیں میں غوث پاک کے روضے کا گدی نشین یہاں پر بیٹھا ہوں میں اگر ایک ایم این اے جو اپنے †[****] کے بارے میں جا کہ پتہ کرے اور پھر آ کر مجھ سے بات کرے اور وہ تمام ممبران کے †[****] کے بارے میں بات کرتی ہے اور آپ مجھے ٹائم بھی نہیں دے سکتے اس کی کیا حیثیت کہ وہ کسی کے †[****] کے بارے میں بات کرے †[****] اسے †[****] میرے †[****] کے بارے میں بات کرنے، وہ اس ہاؤس میں نکلے پھر میں اسے بتاتا ہوں کہ †[****] کون تھا یا

† بحکم جناب ڈپٹی سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

پھر ہم میں سے †[****] کون تھے اس کی کیا حیثیت وہ معافی مانگے اس floor of the House پر otherwise میری privilege motion کریں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے مجھ سے لیکر اگر وہ نبی کریم۔ سے لیکر مجھ تک میرے دادوں کی سب کی بے عزتی کرتی ہے اس لیے ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں آج تک ہم خاموش رہتے ہیں سب کچھ کرتے ہیں اس لیے کہ ہم اس اسمبلی میں بیٹھ کر ان سے بے عزت ہوتے رہیں۔

جناب سپیکر: لیاقت جتوئی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

سید خورشید احمد شاہ: اگر اس طرح ہاؤس چلانا ہے تو ٹھیک ہے چلا لیں۔

(مداخلت)

وزیر صنعت (جناب لیاقت علی جتوئی): مسٹر سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں treasury benches کو بھی اور Opposition کو بھی کہ یہاں پر کوئی ہم ذاتی معاملات طے کرنے نہیں آئے نہ ہی ایک دوسرے پر تنقید کرنے آئے ہیں ذاتی طریقے سے ہمیں ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہیے احترام ہونا چاہیے ایک صحیح ماحول چل رہا ہے اس کو چلنے دیں

Mr. Speaker ! You are the custodian of this House. Please try to see that nobody personally gives insult anybody and try to humiliate anybody. We have to respect everyone in this House. Thank you very much.

جناب سپیکر: جو ذاتی ریمارکس کسی بھی طرف سے دیے گے ہیں اور جو غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے گے جس سے کسی بھی فاضل ممبر کے جذبات مجروح ہوئے ہیں میں ان سب کو حذف کرتا ہوں شیری رحمان صاحبہ تقریر کریں گی۔

بیگم شیری رحمٰن: شکریہ مسٹر سپیکر کہ یہ ہاؤس اس طرح partisan ہوگا بڑے افسوس کی بات ہے آپ نے پہلے ٹائم دے دینا تھا تو یہ نہیں ہوتا۔

(مداخلت)

---

† بحکم جناب سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

سید خورشید احمد شاہ: کوئی بات کرے گا دیکھتے ہیں کہ کیسے کرے گا۔ ان کو ٹائم کیوں دیا انہوں نے کمٹمنٹ کیوں توڑی۔

بیگم شیری رحمٰن: پلیز خورشید شاہ صاحب کو pacify کیجیے سپیکر صاحب نہیں تو بات یہاں سے، باہر نکل جائے گی۔

جناب سپیکر: تمام الفاظ میں نے حذف کر دیئے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Speaker : Shah Sahib you are so senior.

بیگم شیری رحمٰن: نہیں جب تک خورشید شاہ صاحب نہیں کہیں گے میں نہیں بیٹھوں گی۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: خورشید شاہ صاحب بات کریں گے سید خورشید صاحب کو میں فلور دے رہا ہوں on a point of order میں پھر اس طرح کرتا ہوں کہ کچھ وقت کے لئے ہاؤس کو adjourn کرتا ہوں۔ میں خورشید صاحب کو فلور دیتا ہوں وہ بات کرے گا۔ محمود خان اچکزئی صاحب۔ حافظ صاحب ذرا تھوڑی دیر کے لئے آئیں۔ یہ نماز کا وقت کس وقت ہونا ہے۔ عشاء کی نماز کا وقت ہونے والا ہے تو پندرہ منٹ کے لیے ہاؤس کو میں adjourn کرتا ہوں تو تمام پارٹی لیڈرز سے گزارش ہے کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں۔

The House adjourned for Isha prayers.

The House re-assembled at 9.19 p.m. with Mr. Speaker in the Chair.

جناب سپیکر: مسز شیر بانو شیری رحمان۔

بیگم شیری رحمٰن: شکریہ سپیکر صاحب۔ میں صرف تھوڑا سا ٹائم لوں گی۔ آپ کا لیکن بہت سا چونکہ میرا پچھلا ٹائم لے لیا گیا تھا اگر میرے بھائی یہاں عمر گوہر ایوب کی کوئی دل آزاری ہوئی ہے تو میں اس کی معافی مانگتی ہوں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا ماشاءاللہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

بیگم شیری رحمٰن: لیکن میں ان کے Point of personal explanation سے پہلے کہنا چاہوں گی کہ میں نے ان کے دادا کی تعریف کی تھی میں نے کہا تھا کہ وہ اگر حیات ہوتے تو کبھی کارو کاری جیسے بل کو oppose نہیں کرتے۔ لیکن انہوں نے بھی بتایا کہ انہوں نے اپنے personally oppose نہیں کیا حکومت کی طرف سے oppose کیا اور میں صرف اس پوائنٹ کو دہرا اس لئے رہی ہوں کہ ملک میں یہ تعصب ہے کہ پیپلز پارٹی نے یا کسی پارٹی نے یہ criminal procedure law اور Pakistan Penal Code میں کارو کاری اور honour killing کے خلاف کوئی بل نہیں درج کیا ہے۔ ہم نے درج بھی کیا اور موو کرنے کی اجازت بھی لی ہے آپ سے۔ تو میں یہ ریکارڈ پہ لانا چاہتی ہوں بار بار کہتے ہیں کہ ہم اپنا بل لانا چاہ رہے ہیں خواتین کے خیر خواہ ہیں، بڑے پریشان ہیں اتنا spending کریں گے 202 بلین کی بات ہوئی ہے تو دیکھیں جب ہم خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں تو آپ Political accommodation کی بات کرتے ہیں جناب سپیکر! آپ ٹریژری بینچز کو بھی کچھ تحمل سکھائیں۔ کچھ political accommodation ان کو بھی سکھائیں Floor of the House سے شروعات کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ہمارے بل کو کمیٹی کے سٹیج تک لے جائیں۔ ہم بھی پھر بات کریں گے، جو amendments کرنی ہے وہاں کریں گے۔

تو یہ بات ہوئی political accommodation کی۔ میں اس وقت بات کر رہی تھی بجٹ پر اور اس کا جو impact ہے خواتین اور بچوں کے حوالے سے تو اس کا میں صرف یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ spending جو ہے PSDP کی وہ سوشل سیکٹر پر impact ہو گی۔ ایک طرف یہ تو domestic violance کا روکاری اور حدود laws کے بل ہیں لیکن بل کے علاوہ بھی مجھے سمجھ نہیں آتا کہ یہ PSDP کا 202 بلین ہے۔ یہ فنانس کہاں سے ہوگا۔

جناب سپیکر! ذرا آپ کی توجہ چاہیے کہ ink آپ کی بجٹ پر سوکھی نہیں تھی۔ اور بجٹ کے اگلے دن حکومت نے خود ہی کہہ دیا کہ ہم اپنا revenue target 580 billion rupees کا نہیں meet کر سکتے۔ ابھی سے انہوں نے revision شروع کر دیئے ہیں تو اگر آپ ٹارگٹ meet نہیں کر سکتے تو اس طرح کے پروگرام کدھر سے فنانس کریں گے۔ یا تو کشکول سے کریں گے deficit financing سے کریں گے پھر بتائیں کہ کہاں سے کریں گے۔ یا پھر یہ وہی جادوگری ہے جس سے آپ فگر زدے کر دنیا کو چمکانا چاہتے ہیں۔ اپنی سیاست چمکانا چاہتے ہیں تو یہ explanation ہم چاہیں گے۔ دوسری میں چھوٹی سی بات یہ کر رہی تھی کہ بار بار یہ کہا جا رہا ہے کہ ہماری stability کی وجہ سے ہماری پالیسی کی وجہ سے ایک foreign investment کا دور direct investment کا دور رواں دواں ہے۔ اس میں میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ foreing کیونکہ 131 million doller سے نیچے گیا ہے portfolio investment fund managers Pakistan کو risky proposition سمجھتے ہیں۔ آج تک آپ کے سب سے بڑے جو allies میں یعنی امریکہ اور برطانیہ۔ وہ travel advisory سخت لگائے ہوئے ہیں تو investment کیسے کریں گے جب ان کے لوگ بھی یہاں نہیں آسکتے۔ ہمارا ملک اس وقت Inflate کر رہا ہے آپ کہتے ہیں کہ foreign direct investment آپ کے پاس دکھانے کو کچھ نہیں ہے۔ portfolio investment آپ کا decline کر رہا ہے۔ تو آپ

ہمیں کیوں یہ بار بار بتاتے ہیں کہ ہم کشکول سے free ہو گئے ہیں، اور ہم اتنی رقم PSDP میں خرچ کریں گے۔ یہ آپ خرچ نہیں کر سکتے۔ اس لئے میں کہہ رہی ہوں کہ ایک realistic بجٹ بنائیں، ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ بتائیں آپ کے کیا مسائل ہیں، ابھی جو بجٹ ہمارے سامنے آیا ہے وہ تو ہمیں کچھ نہیں بتا رہا سوائے fake figures کے سوائے یہ کہ ہم اتنا کر دیں گے اور اتنا کر دیں گے، لیکن spending آپ کی چپ چاپ ہوتی جا رہی ہے ان ایریاز میں جہاں non development expenditure پھر بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ debt servicing بھی بڑھتی جا رہی ہے سب بڑھتا جا رہا ہے۔ تو ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ یہ کسی طرح آپ poverty ختم کریں گے اور political conciliation لائیں گے۔

آخری پوائنٹ یہ ہے مسٹر سپیکر! کہ جب آپ پانی ہی نہیں مہیا کر سکتے ملک کو، اور صاف پینے کا پانی حیدر آباد جیسے بڑے شہر کو نہیں مل سکتا تو آپ کس ترقی کی بات کرتے ہیں، کس زرعی ترقی کی بات کرتے ہیں۔ سندھ اور پنجاب کا تضاد آپ resolve نہیں کر سکتے۔ آپ NFC ایوارڈ کو resolve نہیں کر سکتے۔ تو آپ کس طرح آگے بڑھیں گے۔ پانی جو ہے جناب سپیکر یہ اکیسویں صدی کا تیل ہوگا، اس پر خطے میں اور عالمی سطح پر جنگیں لڑی جائیں گی۔ یہ پورا ایک global predication ہے تو پاکستان میں جو حال ابھی سے ہے اس کو خدارا حکومت سے کہیں کہ examine کریں، یہ صرف پولیٹکل حکومتیں resolve کر سکتی ہیں جن کے roots پورے ہیں جن کے roots پورے فیڈریشن میں پھیلے ہوئے ہیں، اور یہ resolve ہمیں خود کرنا پڑتا ہے کیونکہ ہمارے ایم این ایز پنجاب میں بھی ہیں، ہمارے ایم این ایز سندھ میں بھی ہیں، بلوچستان میں، فرنٹیئر میں۔ تو ہمیں یہ resolve کرنا پڑتا ہے۔ ملٹری حکومتیں کبھی اس قسم کے تضاد کو financial, fiscal یا resource- wise resolve نہیں کر پائے ہیں۔ ہم پہلے بھی ملک کو ٹوٹا دیکھ چکے ہیں۔ اسی پوائنٹ پر آپ کا آدھا ملک الگ ہو چکا ہے اور اب ہم بالکل volatile

اور میں سمجھتی ہوں خطرناک سیاسی موڑ پر آ چکے ہیں۔ جب resources پر ہماری جنگ ہوگی اس کیلئے یہ ملٹری حکومت جوابدہ ہوگی اور میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ بہتر ہوگا کہ آپ سیاسی حکومتوں اور سیاسی پارٹیوں کا رول مانیں اور ان کو اپنا صحیح رول ادا کرنے دیں۔ thank you very much۔

جناب سپیکر: جی عمر ایوب آن پرسنل ایکسپلینیشن

جناب عمر ایوب خان: جناب سپیکر بہت شکریہ۔ سر! شیری رحمان صاحبہ کی speech میں انہوں نے یہ بات کہی کہ میں نے ٹریژری بینچز کی طرف سے کاروکاری یا honour killings کو oppose کیا، ان کے بل کو۔ ان کی طرف سے وہ چیز آئی تھی سر۔ ٹریژری بینچز کی طرف سے اس دن پارلیمینٹری آفیئرز کے منسٹر بھی نہیں تھے۔ اور نہ ہی اور کوئی سینئر منسٹر یہاں پر موجود تھے، تو گورنمنٹ کی طرف سے کیونکہ جنرل پرویز مشرف صاحب کی بھی instructions ہیں اور خواہشات ہیں، میر ظفر اللہ خان جمالی، وزیر اعظم صاحب کی بھی یہی خواہش ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک منجمد honour killings کے خلاف ایک بل آئے۔ اس پر کام ہو رہا ہے وہ proper طریقے سے آئے گا کہ اس میں کوئی lacunae نہ ہوں۔ اس لئے گورنمنٹ کی طرف سے میں نے اس دن کہا کہ we oppose it so that a better bill is presented from the side of the Government, from the Treasury Benches, that is the only reason. Honour killings کوئی بھی انسان اس پورے ہال میں کوئی بھی اس کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اچھی چیز ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ honour killings بالکل انسانیت اور human rights کے against ہیں۔ ان کو ہونا ہی نہیں چاہیے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے گورنمنٹ کے ایجنڈا پر کہ اس چیز کے خلاف بھی بل پیش کیا جائے گا۔ thank you sir۔

جناب سپیکر: تو گورنمنٹ نے تیار کرلیا ہے بل۔ یہ ایڈوائزر صاحبہ بتا رہی تھیں شاید وہ vetting کے لئے گیا ہوا ہے۔

جناب عمر ایوب خان: سر Advisor for Women Development نیلوفر بختیار صاحبہ اس وقت نہیں ہیں neither is the Minister for Law, here, but according to the information انہوں نے Floor of the House پر بھی کہا ہوا ہے کہ اسی honour killings پر consultation کے بعد وہ چیز کو finalize کر کے پیش کریں گے۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ چیز آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: شیری رحمان صاحبہ۔

بیگم شیری رحمٰن: شکریہ۔ thank you Omar میرا یہی پوائنٹ تھا کہ آپ نے حکومت کی طرف سے oppose کیا تھا، جو وجوہات آپ سمجھا رہے ہیں تو اس میں تو ہمیں محاذ آرائی کی بو آ رہی ہے۔ I am afraid, this is very non parliamentary behaviour, not on your part, but on your partys part اگر آپ کوئی بہتر منجمد بل لانا چاہتے ہیں بے شک لائیں لیکن مجھے دو باتیں سمجھ نہیں آتیں کہ دو سال بعد بھی legislative branch کے وسائل اور حکومت کے پورے وسائل اور سب کو support آپ کے پیچھے ہے ابھی تک وہ بل سامنے نہیں آئے ہیں۔ بس باتیں ہی ہوتی رہتی ہیں۔ اور اگر اپوزیشن لے بھی آئی ہے تو اتنی تکلیف کیوں ہے۔ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے پہل کر لیا ہے۔ یہی بات ہے۔ آپ کے سارے ممبر بار بار یہی کہتے ہیں۔ ہمیں بڑا افسوس ہے آپ جو بات کرتے ہیں جناب سپیکر کہ ہم اپنا سیاسی تحمل دکھائیں accommodation کی spirit میں یہاں کام کریں تو ہم بالکل تیار ہیں۔ لیکن اگر یہی رویہ رہا سیاسی محاذ آرائی کا کہ ہمارا بل کیوں پہلے نہیں آیا، تو اس وجہ سے پھر ظاہر ہے ہم بھی نہیں مانیں گے۔ اگر آپ کو بل صحیح نہیں لگا تو اسے جانے دیں کمیٹی میں۔ آپ اپنا بل لے آئیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ کشمالہ طارق صاحبہ۔

مسز کشمالہ طارق: جناب سپیکر! ہمارے بل کے بارے میں ہمیں پرائم منسٹر صاحب سے بھی اور پریذیڈنٹ صاحب سے بھی خاص طور پر کہا گیا ہے کہ یہ بل لے کر آیا جائے اور اس کے اوپر بحث کی جائے۔ نہ کہ ایک بل آئے بلکہ عورتوں کے حوالے سے جتنے بھی بل ہیں domestic violence ہے honour killing ہے even حدود ہے اس کو لا کر اس کے اوپر debate کیا جائے۔ میں نے اپنی بہن سے اور بلکہ ہماری منسٹر صاحبہ جو ابھی یہاں پر نہیں ہیں جو ایڈوائزر ہیں انہوں نے بھی ان سے مل کر بات کرنے کی کوشش کی outside Parliament بھی اس کے اوپر ہم نے کوشش کی کہ ہم ایک اس قسم کا فورم لے آئیں کیونکہ بہت ساری سیاسی جماعتیں ہیں جن کے اپنے تحفظات ہیں۔ جس کے اندر ہماری Islamic Party MMA ہے جس طرح ہم لوگ ہیں۔ ان کی پارٹی ہے۔ سب کے اپنے اپنے ideas and views ہیں۔ تو کسی ایک بندے کے اوپر ان کا کہنا یہ ہے کہ حدود کا جو بل ہے وہ جس طرح repeal کر دیا جائے اس کے اوپر we have a reservation ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا اسلامی ملک ہے اور جو اس کے قوانین ہیں اسلام کے مطابق ہیں۔ ہم ان کی implementation کو amend کر سکتے ہیں۔ ہم اس کے اوپر مل بیٹھ کر سر جوڑ کر consensus کر سکتے ہیں۔ اجتہاد کر سکتے ہیں اجماع کر سکتے ہیں۔ مگر ان bills کو repeal نہیں کر سکتے جو کہ حدود کے ambit میں آتے ہیں۔ یہاں پر بیٹھ کر تقریر کر لینا بہت آسان ہے مسٹر سپیکر! لیکن جب کام کی بات آتی ہے نمبر بازی کے لیے تو یہ بہت آسان کام ہے۔ یہاں پر نمبر بازی کرنا بہت آسان ہے۔ یہاں پر فلور کے اوپر یہ بات بھی رجسٹر کرانا بہت آسان ہے مگر جب کام کی بات آتی ہے تو اس وقت یہ لوگ بھاگ جاتے ہیں۔ اس وقت یہ ساتھ دینا پسند نہیں کرتے اور اس وقت صرف ایک چیز کے اوپر آ جاتے ہیں اور rigidity show کرتے

ہیں کہ نہیں جی صرف repeal ہوگا۔ اگر اپنی اس ملک کی خواتین کا اتنا خیال ہے تو we have to be flexible ہم Islamic Republic of Pakistan ہیں Hudood are laid in the Quran, we cannot ignore them and repeal them, we can amend them. ہمارے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ ہم نے ان کو بہت دفعہ کہا ہے کہ amendment پہ بات کریں proposals دیں۔ اس وقت یہ لوگ آگے نہیں آتے۔ کوئی ان میں سے آگے نہیں آتا۔ proposals دیجیے ہم ڈسکس کریں گے۔ ہماری منسٹری جو ہے اسی لئے ہے۔ یہی تو ہم کہہ رہے ہیں۔ ابھی کہہ رہے ہیں کہ ہم suggestions دیں گے اور بجٹ نیا بنائیں گے۔ بجٹ پہ یہ کیا proposals دیتے ہیں سوائے criticism انہوں نے ابھی تک کوئی proposal دیا ہے کیا؟ بتائیں نا کوئی حل۔ جو اس وقت سے یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ جی یہ close budget ہے یہ یہ چیز ہے۔ ابھی تک کسی نے حل دیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ بات ہوگئی ہے۔

مسز کشمالہ طارق: Similarly Hudood کے اوپر میں یہ کہتی ہوں کہ جو انہوں نے amendments propose کرنی ہیں۔ they are still welcome we welcome them to give their suggestions اور ہم ان کو لے کر اکھٹے اس کے اوپر amendments کریں گے اور across party lines یہاں پر اگر یہ اس ملک کی خواتین کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو سارے مل کر consensus کریں۔ سچے دل سے کریں اور اس کے اوپر کوئی جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ نمبر بازی کرنے کی ضرورت ہے۔ Thank you Sir.

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: پہلے میری بات سن لیں۔ نوید صاحب میری بات سن لیں۔ شاید اس کے بعد ضرورت نہ رہے۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو میں آپ کو فلور دوں گا۔ میں ایک وضاحت کرنا چاہتا

ہوں کہ دونوں طرف سے بات ایک ہی ہو رہی ہے 1991 میں شریعت بل پرائیویٹ بل کے طور پر سینٹ میں پیش ہوا تھا قاضی لطیف صاحب اور مولانا سمیع الحق صاحب نے وہ پیش کیا تھا۔ میں اس وقت وزیر برائے قانون و پارلیمانی امور تھا۔ تو پھر ہم نے consensus build up کیا کیونکہ جو پرائیویٹ ممبر کی طرف سے بل آتا ہے اس میں کوئی drafting کی غلطیاں ہوتی ہیں۔ کوئی چھوٹی موٹی vetting کرنا ضروری ہوتی ہے تو اس میں پھر ہم نے ان سے request کی ہم نے consensus کیا ان سے ہم نے meetings کیں۔ جو تمام movers تھے ان سے بھی اور دوسرے علماء کرام سے بھی۔ پھر یہ consensus build up ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک bill move کیا جائے گا اور ہاؤس میں یہ کہا جائے گا کہ پہلے شریعت بل قاضی لطیف صاحب نے اور سمیع الحق صاحب نے جو move کیا تھا۔ بہر حال اس قسم کا consensus اگر دونوں طرف سے بنا کے آپ کر لیں تو میرا خیال ہے یہ بہتر رہے گا۔ اگر اس کے بعد ضرورت محسوس ہوتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنی late ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اگر یہ consensus بن جاتا ہے تو کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کس طرف سے ہوتا ہے۔ یہ بھی بل وہاں consider ہوگا اور وہ بل پھر finally ہو سکتا ہے کہ جو لاء منسٹری کی طرف سے vetting ہو کے آئے اس کو پیش کیا جائے یا پرائیویٹ کو پیش کیا جائے۔ یہ لاء کی جو بات ہے مجھے خوشی ہے کہ دونوں طرف سے لاء کی طرف توجہ دینے کا آج جو کہا گیا ہے قانون سازی ہونی چاہیئے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں اس کو یہاں اگر ختم کر دیا جائے ورنہ (Interruptions)

جناب سپیکر: نوید صاحب آپ نے floor مانگا تھا۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: پھر اس طرح کریں۔ پھر میں تقریر نہیں کرواتا کیونکہ بار بار کھڑے کر کے بٹھانا میرے لئے مشکل ہوگا۔ میرا خیال ہے اس بات کو ہم یہاں ختم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا آرام سے سپیکر سے بات کریں تو بہت اچھا لگتا ہے۔ ناراضگی سے نہ کریں۔ یہ جب بل آئے گا تو ہاؤس منظور بھی کر سکتا ہے نامنظور بھی کر سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں اگر اس بات کو یہاں ہی رہنے دیں۔ حافظ صاحب کوئی نئی بات کھڑی ہو جائے گی۔ نوید قمر آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں۔ محترمہ آپ کی بجائے اگر حافظ صاحب کو ٹائم دے دوں۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: یہ کوئی ضد والی بات نہیں ہے بولنے والی۔

(Interruptions)

جناب سپیکر: حافظ صاحب آپ میں سے کس کو ٹائم دوں۔ میں نوید قمر صاحب کو وقت دے رہا ہوں اس کے بعد ڈاکٹر فریدہ کو میں فلور دوں گا۔

جناب کنور خالد یونس: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: کنور خالد یونس صاحب میں آپ کو بھی ٹائم دوں گا۔ ڈاکٹر صاحب یہ ایک نئی controversy شروع ہو جائے گی۔ یہ بات میں نے wind up کر دی ہے۔ speeches نہیں ہو سکیں گی۔ چلو میں ڈاکٹر صاحبہ کو فلور دے رہا ہوں۔ مہرین آپ بیٹھ جائیں۔ میں آپ سے سختی سے کہہ سکتا ہوں آپ بیٹھ جائیں۔ اچھا جی نوید قمر صاحب۔ ڈاکٹر صاحبہ میں آپ کو فلور دیتا ہوں۔

سید نوید قمر: Sir very quickly یہاں کوئی۔

جناب سپیکر: میں نے ڈاکٹر فریدہ کو کہا ہے اور کنور خالد یونس کو کہا ہے فلور دوں گا۔ نہیں مہرین کو نہیں دینا۔ ڈاکٹر صاحب آپ تشریف رکھیں میں آپ کو فلور دوں گا۔

سید نوید قمر: سر ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ جو اتنے سالوں میں خواتین کے حقوق جو سلب کئے گئے ہیں ان کے لئے بہتری کی جائے۔ جب شیری رحمان صاحبہ اور ہماری پارٹی کی طرف

سے ایک بل move کیا گیا تو ہمارا بھی مقصد یہ تھا کہ اگر اس کو کمیٹی سٹیج تک پہنچایا جائے تو اس میں جو بھی باقی وہاں parties موجود ہوتی ہیں کیونکہ تمام parties وہاں represented ہوتی ہیں سٹینڈنگ کمیٹیوں میں۔ وہ اس میں اپنا view point دیں۔ اگر اس میں اصلاح ہوسکتی ہے تو ہمیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم اتنے rigid نہیں ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ all or nothing لیکن یہ insist کرنا کہ نہیں صرف اگر گورنمنٹ کا بل آئے گا تو صحیح ہوگا اگر پرائیویٹ ممبر کا بل آئے گا تو صحیح نہیں ہوگا۔ I think that is not a right attitude. I would suggest that we should create a consensus, if there are more bills, they should also come at the same time اور ہم ساروں کو consider کر کے ایک ہی وقت پہ جو ایک بل consensus سے بنے اسی کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: میں صرف ڈاکٹر فریدہ کو فلور دوں گا۔ ڈاکٹر فریدہ صاحبہ۔

ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی: مسٹر سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ یہ تو بجٹ تقاریر ہو رہی ہیں تو یہ حدود کے اوپر جنگ کہاں سے شروع ہو گئی نمبر ایک۔ اور نمبر دو یہ ہے کہ یہ حدود آرڈیننس جو ہے اس کے لئے جو سپیشل کمیٹی بنوائی تھی وہ دراصل میرے ہی کہنے سے یہ سپیشل کمیٹی نیشنل کمیشن میں بنی تھی اور اس کے بعد اس کے اوپر ہم نے چھ مہینے بحث کی لیکن یہ رپورٹ invalid ہے۔ جو کہ تیار کی گئی ہے ماجدہ رضوی کی طرف سے۔ اس لئے کہ جب ہم سب کا tenure پورا ہو گیا تو اس کے بعد جو بارہ اگست 2003 کو ہمارا پورا ہو چکا لیکن میٹنگ جو ہے وہ 29 and 30 اگست کو کی گئی۔ اس لئے یہ رپورٹ جو ہے 29 and 30 اگست کو پاس کی گئی اور unanimous نہیں ہے یہ۔ کچھ ممبرز نے اپنی رائے محفوظ رکھی اور کچھ ممبرز نے اپنی رائے نہیں دی۔ کچھ نے اپنی رائے دی۔ جس میں کہ میں نے اور زمان صاحب نے اس کو contradict کیا۔ اس کے بعد اس لئے میں نے وہ لیٹر لکھا اور پرائم منسٹر صاحب کو بھیجا یہ کہا کہ یہ رپورٹ invalid ہے اس لئے اس کو base بنا کر کوئی بل

نہیں آنا چاہیئے۔تو یہ بات میری مانی چاہیئے۔نمبر دو یہ کہ یہ تمام تین سال سے جو ہم جدو جہد کر رہے تھے خواتین کے حقوق کے لئے ہم یہ چاہتے تھے کہ جو تکالیف حدود آرڈیننس کے نفاذ کے اندر ہو رہی ہیں ان میں تبدیلی لائی جائے۔implementation کو صحیح کیا جائے اس کے لئے میں نے سفارشات پیش کی تھیں۔میں نے مذہبی امور کے منسٹر کو بھی بھیجی ہوئی ہے۔پرائم منسٹر صاحب کو بھی بھیجی ہوئی ہیں۔آپس میں بیٹھ کر اگر ہم ان تمام تکالیف کو جو خواتین کو اس سلسلہ میں ہو رہی ہیں وہ دور کر دیتے ہیں تو کوئی problem باقی نہیں رہے گی۔

<u>جناب سپیکر</u>: بہت شکریہ۔کنور خالد یونس صاحب on a point of order

(Interruptions)

<u>جناب سپیکر</u>: صاحبزادہ صاحب نہیں پلیز۔آپ کو تقریر کا موقع ملنا ہے اس میں کریں۔ بجٹ پہ تقریریں ہونے دیں۔

<u>جناب کنور خالد یونس</u>: جناب سپیکر! میں یہاں یہ بات بھی ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ خواتین کے حوالے سے شریعت بل کے اوپر بات ہو رہی ہے حدود کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔لیکن ایک اور بہت ہی اہم جو بل ڈالا ہوا ہے متحدہ قومی موومنٹ کی جانب سے۔یہ 1991ء کا Citizenship Act ہے جناب سپیکر! اس میں خواتین کو مردوں کے برابر شہریت کے حقوق حاصل نہیں ہے۔جس کے اندر جناب سپیکر خاص طور پر جو مرد ہیں وہ اگر کسی غیر ملکی خاتون سے شادی کرتے ہیں تو انہیں citizenship دے دی جاتی ہے لیکن اگر اس ملک کی کوئی خاتون اگر شادی کرتی ہے تو اس کو انہوں نے ابھی تک جائز قرار نہیں دیا گیا ہے۔تو میں یہ بھی کہوں گا کہ جہاں ہماری treasury benches اور اپوزیشن بینچوں کی جانب سے جو اس قسم کے بل لائے جا رہے ہیں اس میں ہمارا ۱۹۵۱ء کا citizenship act ہے خواتین کے حوالے سے اسے بھی لیا جائے۔شکریہ۔

جناب سپیکر: جب یہ بل ڈرافٹ ہوگا ناں تجاویز آپ دے دیں، بات آپ نے اچھی کی ہے۔ وہ تجاویز اس وقت دے دیں۔ مہرین راجہ صاحبہ!

مسز مہرین انور راجہ : سر! میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اتنی تگ و دو کے بعد اگر پیپلز پارٹی ایک بل لے ہی آئی ہے جو خواتین کے حقوق کے لئے اور ان کی آواز کئی سال سے تھی جو اب اسمبلی میں آگئی ہے تو میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ حکومت صرف اتنا کرے کہ اپنی امنڈمنٹ اسی بل میں لے آئے اور اس کو کمیٹی سٹیج پر لے کر چلی جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: حکومت تو کہہ رہی ہے کہ ہم بھی لانا چاہ رہے ہیں۔

مسز مہرین انور راجہ: سر! یہ اپنی امنڈمنٹس ہمارے بل میں لائیں۔

جناب سپیکر: یہ نمبر گیم شروع ہوگئی ہے، اچھا نہیں لگتا۔ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ کشمالہ طارق صاحبہ ذاتی وضاحت کریں گی۔

مسز کشمالہ طارق : سر! اس پر میں یہ عرض کر دوں کہ ہم لوگوں نے بل پہلے ہی دیئے ہوئے ہیں کیونکہ ہم treasury benches پر ہیں اس وجہ سے ان کو فائدہ ہے کہ ان کے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر زیادہ بل لگ جاتے ہیں اور ہمارے بل رہ جاتے ہیں۔ تو ہم نے اپنے پارٹی لیڈر صاحب کو بھی کہا ہے کہ اس چیز کی وجہ سے، اس cause کے لئے بیشک ان بلوں کو کلب کر دیا جائے لیکن اس cause کو آگے بڑھانا چاہیئے کیونکہ ان سے پہلے کہ ہمارے بلز وہاں پر پڑے ہیں لیکن وہ رو کے گئے ہوئے ہیں کیونکہ ہم treasury benches پر ہیں کیونکہ ہماری جو لاء منسٹری ہے اس کے اندر وہ scrutiny کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ تو اگر دونوں بلوں کو بھی کلب کر دیں تو we have no problem with that. Thank you.

جناب سپیکر: یہ بات آپ کی ٹھیک ہے۔ میرے دفتر میں treasury benches کی طرف سے خواتین کے بل آئے تھے اور یہ ہوتا ہے ایک طریقہ جو treasury benches کا

پرائیویٹ ممبرز کے طور پر بل آنا ہوتا ہے تو لیڈر آف دی ہاؤس سے اس کو کلیئر کرانا ہوتا ہے، consent لینا ہوتی ہے۔ میں ان بلوں کی کاپیاں لاء منسٹر صاحب کو اور لیڈر آف دی ہاؤس کو پہنچائی ہوئی ہیں۔ وہ نہیں آسکے۔ آپ نے دیئے ہوئے ہیں، میرے دفتر میں جمع ہوئے تھے۔ آخری بات کریں گے صاحبزادہ فضل کریم صاحب!

صاحبزداہ حاجی محمد فضل کریم: شکریہ جناب سپیکر! حدود آرڈیننس کا مسئلہ یقیناً میری بہنیں یہاں پر تشریف فرما ہے اور یقیناً ان کو یہ حق حاصل ہے، پاکستان کے ہر شہری کو کہ ان کے اگر کوئی تحفظات ہیں تو وہ اس کا اظہار کر سکیں۔ میرے نقطہ نظر سے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے طور پر male یا کسی female کی طرف سے اگر کوئی بل آیا ہو یا گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے کوئی بل آیا ہو جناب والا یہ بڑا ایک حساس معاملہ ہے۔ پارٹی interest سے ہٹ کر کہ وہ پیپلز پارٹی ہے یا ایم ایم اے ہے یا مسلم لیگ (ن) ہے یا مسلم لیگ (ق) ہے، یہ جتنی بھی یہاں پر پارٹیاں ہیں، ہٹ کر ہمیں ایک اچھے ماحول کے اندر اس بل کو دیکھنا ہوگا۔ اس میں میری ایک رائے ہے کیونکہ میری مدر پارٹی جمعیت علمائے پاکستان ہے۔ میری آپ کو یہ تجویز ہے، یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے میرے ساتھی، ہمارے ally یہاں پر تشریف فرما ہیں، تجویز ہے، انتہائی humble request ہے میری کہ جس دن یہ بل lay ہو یا اس سے قبل جو بھی کمیٹی آپ نے constitute کی ہے ان میں تمام پارٹیز کے رہنماؤں کو رکھیں تاکہ بیٹھ کر ڈیبیٹ کی جاسکے اور اس بل کو متفقہ طور پر لایا جاسکے۔ وہ کسی ایک پارٹی کی بات نہیں، میں نے جیسا کہ پہلے عرض کیا ہے، ہم سب مسلمان ہیں اور مجھے سب سے امور خیر کی یہ توقع ہے اور بڑی خوبصورت بات کی میری بیٹی کشمالہ طارق صاحبہ نے کہ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ ہمیں قانون کو وضع کرتے وقت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے معاملات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ تجویز جناب یہ ہے کہ تمام پارٹیوں کے رہنماؤں کو بلاتخصیص و امتیاز اگر اس میں رکھیں گے وہ بل اگر متفقہ طور پر پاس ہوگا تو پوری قوم کے لئے قابل قبول ہوگا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: یہ وضاحت میں کر دوں جو بھی بل یہاں ٹیبل ہوتا ہے، جب یہ بل ٹیبل ہوگا تو وہ رولز کے تحت سٹینڈ نگ کمیٹی آف دی ہاؤس میں جانا ہوتا ہے concerned اس میں تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہوتی ہے لیکن اگر ہاؤس سمجھے تو سپیشل کمیٹی بھی constitute کی جا سکتی ہے۔ جب یہ بل آئے گا اس وقت میں دیکھ لوں گا۔ اب میں فلور دے رہا ہوں گلزار سبطین صاحب کو۔

سید گلزار سبطین: مہربانی جناب سپیکر! جناب سپیکر! موجودہ بجٹ 2005-2004 پر بات کرنے سے قبل میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی معزز رکن اپوزیشن بینچوں سے کوئی بات کرے تو وہ اپنا یہ فرض عین سمجھتا ہے کہ وہ بجٹ کے خلاف بات کرے اور اگر کوئی گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے کوئی رکن بات کرتا ہے تو اس نے بجٹ کے حق میں بات کرنی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ لوگوں نے ہمیں ووٹ اس لئے نہیں دیئے کہ ہم یہاں اختلاف برائے اختلاف کریں۔ ہم نے یہاں ملکی مفادات کے مطابق جو ہمارے ملک کے حق کی بات ہے، جو قوم کے حق کی بات ہے وہ ہمیں کرنی چاہیئے۔

جناب سپیکر! تمام پارٹیز کو میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کی بحث پہ پورا حصہ لینا چاہئے اور جو مثبت بات ہے وہ کہنی چاہیے۔ بجٹ کوئی آسمانی صحیفہ نہیں ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہاں یہ جو بحث ہو رہی ہے وہ اسی بات پہ ہو رہی ہے کہ اس میں اگر کوئی خرابی رہ گئی، اس میں اگر کوئی خامی ہے تو اس کو دور کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ مکمل طور پر بین الاقوامی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بنایا گیا ہے۔ یہ بجٹ ہمارے معاشی حالات کو بہتر سمت چلانے کی جانب ایک اچھا قدم ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے ملک کی معیشت کا دارو مدار زراعت پر ہے۔ لیکن زرعی ترقی کی مطلوبہ حد اس کے مطابق نہیں ہو رہی۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں پہلی دفعہ ایسے اقدامات کیے گئے ہیں جس سے ہماری زراعت کی ایک اچھی راہ پہ ڈالا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس بجٹ میں ٹریکٹرز کو امپورٹ کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ زرعی ترقیاتی

بینک کا جو اس میں انٹرسٹ ہے اس کو نائن پرسنٹ پر لایا گیا اور ہمارے کھادوں کی قیمتوں کو گھٹایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زراعت کو ایک اچھی سمت لے جانے کے اچھے اقدام ہیں۔ جناب سپیکر! زراعت کا سب سے بڑا دارومدار پانی پر ہے۔ پانی اگر نہ ہو تو زراعت کے علاوہ بھی زندگی مفلوج ہو کے رہ جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے صوبوں کے درمیان پانی کی وجہ سے غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم یہاں ڈیموں کی تعمیر کے لیے ایک اچھی رقم مختص کریں اور جیسے صدر پاکستان نے کہا کہ ایک ڈیم نہیں یہاں کافی ڈیم بننے چاہیں۔ تو اس کے لیے جو اکیس ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ پچھلے سال سے میں سمجھتا ہوں کہ چالیس فیصد زیادہ رقم ہے۔ اس میں نہریں پکی ہوں گی اور باقی جو ڈیمز ہیں ان پر رقم لگے گی۔ گورنمنٹ کو چاہئے کہ اس میں مزید رقم رکھ کے ڈیمز بنائے جائیں۔ جناب سپیکر! جس طرح ہمیں ڈیمز کی تعمیر کا معاملہ ہے۔ اس میں ہمیں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے۔ پچھلی گورنمنٹ آئیں وہ صرف باتیں کرتی رہیں۔ کالا باغ ڈیم والا معاملہ ہے وہ ہمیں decide کر لینا چاہئے اور یہ عین وقت ہے کہ ہمیں ڈیمز کے بارے میں مستقل ایک پالیسی دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں ہماری جو معاشی ترقی رکی ہوئی ہے وہ صرف ہماری بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے ہے۔ اس میں پہلے تین پوائنٹ ون پرسنٹ سے کم ہو کے یہ ٹو پوائنٹ نائن پرسنٹ پہ آ گئی ہے۔ مگر پھر بھی دنیا میں اس وقت آبادی میں اضافے کے لحاظ سے اس وقت ہم سب سے اوپر جا رہے ہیں۔ اس کو کم کرنے کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے وہ ٹو پوائنٹ سکس ارب رکھی گئی ہے۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم کو بھی بڑھا کے بہبود آبادی کے لیے رقم بڑھائی جائے اور آبادی کو کنٹرول کرنے کا ایک مستقل پروگرام کرایا جائے۔ جناب سپیکر! حکومتی مالیاتی امور بہتر طریقے سے چل رہے ہیں اور موجودہ بجٹ میں درآمدگی ٹیکسوں میں دی گئی چھوٹ بیرونی ادائیگیوں کے توازن کو مزید بہتر کرنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں میں تیرہ ارب روپے رکھے گئے ہیں جو پچھلے سال کے چھ ارب سے تقریباً ایک سو

چونتیس فیصد زیادہ ہیں۔ یہ موجودہ بجٹ کا ایک اچھا اقدام ہے۔ جناب سپیکر! میں جناب صدر صاحب کے اقدامات کو جو پچھلا تسلسل ان کا آ رہا تھا اس میں ان کے جو اقدامات تھے ہماری ترقی، ہماری معاشی حالت کافی بہتر ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بعد بلقیس سیف صاحبہ کی باری ہے ان کے بعد اور ان کے بعد رمیش لال ہیں۔

سیّد گلزار سبطین: جناب سپیکر! میں اس کے بعد تھوڑا سا اپنے حلقہ کے بارے میں گزارش کروں گا کہ میرا حلقہ اوکاڑہ میں واقع ہے جہاں پہ lift irrigation system ہے۔ پانی وہاں لفٹس کے ساتھ اٹھا کے دیا جاتا ہے۔ پانی کا بڑا وہاں مسئلہ ہے اور جناب وزیراعظم صاحب اوکاڑہ تشریف لے گئے۔ وہاں انہوں نے کچھ منصوبے announce کیے۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ پتہ نہیں کس وجہ سے جو وہاں وزیراعظم صاحب نے منصوبے announce کیے ان کے فنڈز آج تک تقریباً ڈیڑھ سال گزر چکا ہے۔ ان کے فنڈز آج تک release نہیں کیے گئے۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وزیراعظم صاحب جہاں بھی تشریف لے گئے ہیں اور جہاں جہاں جن منصوبوں کے انہوں نے اعلانات فرمائے ہیں کم از کم وہ پیسے تو release ہونے چاہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدر پاکستان پالیسیوں کی وجہ سے آج ملک میں کہیں دہشت گردی ہوتی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک المیہ ہے ہمارے نیشنل اسمبلی کے اس ہاؤس کا کہ اس طرف سے اگر ایک بات ہوتی ہے تو دوسری جانب وہ یہ لازم سمجھتے ہیں کہ اس بات کو اگر oppose نہ کیا جائے تو یہ پتہ نہیں کوئی ایسا طوفان کھڑا ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں آج ملکی حالات جس نہج سے گزر رہے ہیں۔ تمام پارٹیز کو اکٹھا بیٹھ کے اس بارے میں غور کرنا چاہیئے کہ ملکی مفاد اس بات میں ہے اس جانب ہمیں چلنا چاہیئے اکٹھا ہو کے پارٹی کو، بجائے اس بات کے کہ ہم اختلاف برائے اختلاف پہ اڑے رہیں۔

جناب سپیکر! صدر مملکت نے جب اقتدار سنبھالا تو ہم bankruptcy کی طرف جا رہے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہم اس اس جگہ پہ کھڑے ہیں کہ ہم اپنے معاملات کو بہتر طریقے سے چلا سکتے ہیں۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ بلقیس سیف صاحبہ۔

مسز بلقیس سیف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ یہ جو بجٹ پیش ہوا ہے میں واضح طور پر یہ بات کرنا چاہوں گی کہ یہ بجٹ غریب کا بجٹ نہیں ہے۔ یہ بجٹ تو امیروں کو اور مراعات دے رہا ہے۔ یہ بجٹ تو ان کیلئے تعیش کا سامان، کاروں پہ ڈیوٹی ختم کرنا یا بائیس گریڈ کے اور ہمارے لاؤنسز، ہماری تنخواہیں تین گناہ بڑھانے سے کوئی فائدہ اس ملک کو نہیں ہوگا۔ میں ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ عوام کے اندر غریب عوام جو پانچ کروڑ ہو چکے ہیں۔ چالیس فیصد اس ملک میں غریب ہیں۔ تو خدانخواستہ کوئی ایسا خونی انقلاب نہ آئے کہ جب وہ اٹھ جائیں اور اپنا حق چھیننے پر مجبور ہو جائیں۔ روس کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ معاشی ترقی، معاشی انصاف کی بات، سیکولرزم کی بات کی گئی۔ لیکن وہاں پر بھی یہ طبقاتی فرق موجود رہا۔ اسلام کا دیا ہوا معاشی نظام جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جنگ خندق میں ایک صحابی ایک پتھر دکھاتے ہیں پیٹ پر بندھا ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو پتھر بندھے ہوئے دکھاتے ہیں اپنے پیٹ پر۔ کیا آج حکمران یہ مثال پیش کر رہے ہیں۔ کیا میں اور آپ یہ مثال پیش کر رہے ہیں۔ نہیں جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس ملک میں غیر ترقیاتی اخراجات بہت زیادہ ہیں اور صرف ایک سو ساٹھ بلین ان لوگوں کے لیے ہے جس میں سب سے کم تعلیم پر خرچ کیا جا رہا ہے جو پوری دنیا میں ہمارے لیے شرمساری کا باعث ہے۔ ایک پوائنٹ اور ہے۔ صحت پر آپ دیکھئے کہ جب تک صحت نہیں ہوگی تو یہ ساری دنیا کہتی ہے کہ خاندان غربت میں اور نیچے چلے جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! زراعت کو لیجئے۔ بہت details اس کے سامنے آ گئی ہیں۔

بارہ فصلیں ہیں۔ان بارہ کو support price دینا حکومت کا فرض بنتا تھا اور ہمارے لیے کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس سال ایک بلین کا کھاد پر جو لگایا گیا تھا، ایک بلین حکومت کو تو مل گیا۔ لیکن چھ بلین کا نقصان ہوا۔ پیداوار کم ہوئی کپاس اور گندم کی اور جب crisis سے گزرے تو وہ سب کے سامنے ہے کہ آج بھی آٹا اور آٹے کی بات ہو رہی ہے اور قوت خرید لوگوں کی اتنی کم ہو گئی ہے۔افراط زر میں اگر کمی آئی ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ہمارے ذخائر بڑھ گئے ہیں۔ ان ذخائر کا اگر دیہات میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کو فائدہ نہیں پہنچتا، اگر وہ پانی اٹھا کر لانے والی عورت کو فائدہ نہیں پہنچتا، اگر اس کے بچے بھوکے سوتے ہیں، اگر وہ خود سارا دن کھیتوں میں محنت کرتی ہے۔ وہ کپڑے سیتی ہے تا کہ محنت کا معاوضہ اسے ملے۔لیکن اسے نہیں ملتا۔ یہاں عورت کے حقوق کی ابھی ابھی بات کی ہو رہی تھی۔لیکن عورتوں کے حقوق کی بات۔ ہم ان عورتوں کے حقوق کی بات کریں۔ جن کے پاس تعلیم نہیں ہے جن کے پاس صحت نہیں ہے جن کے پاس skills نہیں ہیں۔ان کے لیے ہم نے کیا کیا۔ مال منڈیوں تک لانے کے لیے ہمارے پاس communication کا کیسا نظام ہے۔ابھی سوات کی بات ہوئی۔اور میں کوئٹہ کے حوالے سے چونکہ بلوچستان سے میرا تعلق ہے۔ میں بلوچستان کی بات یہاں ضرور رکھوں گی۔ ہمارا پھل پوری دنیا میں اعلیٰ قسم کا ہے میٹھا ہے۔انشاءاللہ آپکو بھی کھلائیں گے وہاں کے خربوزے۔

<u>جناب سپیکر:</u> انشاءاللہ۔

<u>محترمہ بلقیس سیف:</u> کتنے میٹھے ہوتے ہیں۔لیکن مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب وہاں پر نوشکی میں پیاز کاشت کی گئی تو اسے حکومت نے کسان کا جو کچھ فصل پر خرچ ہوا تھا اس قیمت پر بھی نہیں خریدا کہ جب کسان نے کہا کہ مجھے پیاز کی بوری کی قیمت مل جائے۔انہوں نے اس پیاز کو آگ لگا دی اور آج وہ وہاں پر انگور اگا رہے ہیں۔ میں اور آپ تو کھا لیں گے انگور۔لیکن غریب کو روٹی چاہئے ہوتی ہے۔جیل میں، میں جیلوں میں کام کرتی ہوں۔جیلوں کی

بات ہوتی ہے وہاں پر جو روٹی دی جاتی ہے جو کھانا دیا جاتا ہے اس کو بہتر بنانے کے لیے کیا کیا گیا ہے اس بجٹ میں۔ ان خواتین کے لیے بات کی جاتی ہے کہ جو حدود آرڈیننس میں ہے یا جو چوری میں ہے اور جو دوسرے crime میں قید ہیں ان کا کھانا جا کر ذرا دیکھیئے۔ میں اپنی بہنوں سے کہوں گی کہ ہم جاتے ہیں اور ہم لوگوں کو اس طرف راغب کرتے ہیں کہ انہیں کھانا مہیا کیا جائے۔ کھالوں کی پختگی کی بات ہوئی۔ اب اگر یہ عمل شفاف نہ ہوا اور اس میں سے 75 فیصد پھر ایسے ہی نکل گیا کرپشن میں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ سود کی میں بات کروں گی کہ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ ہے۔ جب تک آپ سود اس ملک سے ختم نہیں کریں گے یہ مہنگائی کا عذاب، یہ بھوک کا عذاب یہ ہمارے اوپر لازمی رہے گا۔ ۵۸ سالوں سے ہم کوئی ترقی نہیں کر سکے۔ ہمارے سارے کارخانے بند پڑے ہیں۔ سارا پیسہ شہروں کو خوبصورت بنانے میں نہ لگائیے۔ بلکہ ضروریات کو پہنچانے میں لگائیے۔ سکول، ہسپتال گاؤں تک لے جائیے۔ تا کہ شہروں پر burden کم ہو جائے۔ مگر اس طرف بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ بے روزگاری کی بات تو کیا کریں عورتوں کی بے روزگاری۔ مردوں کو ہی روزگار نہیں ملتا تو عورتوں کی بے روزگاری کی کیا بات کریں۔

آگے عدل و انصاف کی بات میں کروں گی کہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم نے آج ہمیں اس مقام پر لا کھڑا کر دیا ہے کہ ملک کے آدھے لوگ بھوکے سوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوران حکومت کو دیکھیئے۔ نکالیں وہ کتابیں، ہم کیوں ادھر ادھر سرمایہ دارانہ نظام کی طرف دیکھتے ہیں سیکولر نظام کی طرف دیکھتے ہیں کہ جس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آٹے کو کم کر دیتے ہیں جس میں سے ان کی بیوی انہیں حلوہ بنا کر دیتی ہیں اور وہ راتوں کو چکر لگاتے ہیں کہ کون بھوکا ہے۔ وہ عمر لاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ کینیڈا میں عمر لاز کے نام سے نافذ ہیں۔ میری ایک تجویز ہے کہ گھرانے میں ایک بچے کو ایک ہزار روپے سکالرشپ دیا جائے۔

ایک بچے کو ایک ہزار روپے دے دیا جائے تو سارے گھر کو روٹی مل جائے گی۔ اس کے علاوہ بڑے گھروں پر بڑی گاڑیوں پر پابندی لگ جانی چاہیئے تھی جو نظر نہیں آئی۔ میں انڈسٹری کی بات کروں گی کہ انڈسٹری کا حال تو اتنا تباہ حال ہے ہمارا سارا سرمایہ باہر جا رہا ہے لوگ باہر لے کر جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ یہاں پر جو ٹیکس کا ایک نظام ہے۔ تیس محکمے اس وقت ax collect کر رہے ہیں۔ اس کو one window ہونا چاہیئے اور فری ٹیکس انڈسٹری ہونی چاہیئے۔ بلوچستان کی میں specially بات کروں گی کہ ہمارے پاس ماچس بھی سکھر سے آتی ہے۔ اور کامن پن چائنہ سے آتی ہے۔ سوئی ہم نہیں بنا سکے۔ چائنہ نے وہ سارا اسٹیل 0% ڈیوٹی ختم کر کے سارا خرید لیا اور ہمارے ہاں سیمنٹ اور سٹیل کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ تو اس کے علاوہ تعلیم کی بات بھی ہوئی کہ جو بہت کم ہے۔ ڈیفنس کی بات ہوئی کہ ڈیفنس پر کتنا زیادہ خرچ ہو رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ میں فضول خرچی اور اسراف کی بات اس ایوان کے سامنے رکھوں گی کہ ہم سب مل کر ہماری تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے قوم کے سامنے پہلے خود آگے آئیں اور مثال بنیں کہ ہمارا وہ سارا اضافہ واپس لے لیا جائے۔ کسی کو بھی نہ دیا جائے وہ الاؤنسز بھی نہ دیئے جائیں۔ اس لیے کہ ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں تنخواہیں لینے کے لیے نہیں آئے۔ لیکن مجھے پتہ ہے کہ کوئی بھی اس پر راضی نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ ہم کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں اور اگر ہم کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم زکوٰۃ فنڈ کو ہی اس طرف لے آئیں اور ایک ہزار ایک گھر کو اگر مل جائیں۔ ایک تولہ سونا کے برابر مزدور کی مزدوری رکھ دیجیئے۔ سونے کے ساتھ اس کو بڑھایئے۔ میری یہ تجویز ہے۔ ان کو دو سو اکیاسی روپے دیئے۔ دو سو اکیاسی میں تو ایک آٹے کا تھیلا آتا ہے۔ کیا ان کی اتنی حیثیت ہے ہم اتنے گر گئے ہیں انسان انسانیت سے کہ ہم تو رات کو دس کھانے کھاتے ہیں۔ اور غریب کیلیے ایک گریڈ سے لے کر سولہ تک کیلیے صرف ایک آٹے کا تھیلا۔ ہمیں تو شرم آتی ہے باہر کسی کو بتاتے ہوئے۔ کہ لوگ کہتے ہیں کہ مہنگائی پر بات کرو گے؟ کیا بات کرو گے۔ منہگائی تو بڑھتی جا رہی ہے اور بجٹ سے پہلے جیسے ہی اضافہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس کو کنٹرول کرنے کی

ضرورت ہے۔ پھر اس کے بعد جو اخلاقی رویے ہیں۔ میں نے جو شروع میں بات کی تھی اس کو آخر میں بھی بتاتی ہوں کہ اسلام کا معاشی نظام ایسا ہمدردانہ نظام ہے۔ ایسا آپس میں تعلق جوڑنے والا ہے کہ جس آبادی میں کوئی بھوکا سوئے۔ چالیس گھروں میں سے آس پاس تو اس پر سے اللہ کی رحمت اٹھالی جاتی ہے کہ ہم خود تلاش کریں۔ حکومت یہ کیوں کہتی ہے کہ لوگ زکوٰۃ مانگنے کے لیے آئیں۔ یہ تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کو تلاش کریں اور جائیں ان کے گھر پر ان کی ضروریات دیں۔ تو basic ایک مسئلہ ہے بلوچستان کے ساتھ بھی ہے جو میں نے بتایا ہے کہ سڑکیں نہیں ہیں وہاں پر ہمارے پھلوں کو سٹوریج کرنے کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر پانی کی جتنی کمی ہے کہ ہزار اور بارہ سوفٹ پر نیچے جا کر ہمیں پانی ملتا ہے۔ پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

محترمہ بلقیس سیف: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ اور لوں گی۔ پوری دنیا میں صاف پانی ہر انسان کا بنیادی حق ہے جو اسے نہیں مل رہا اور sanitation کا جو نظام ہے اس کے لئے ہم نے دیہاتوں میں شہروں کے اردگرد جو علاقے ہیں۔ صرف ایک اسلام آباد میں تو لوگ نہیں رہتے۔ بڑے بڑے شہروں میں یہ نظام خراب ہے تو اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت تھی اور اس کے اوپر پیسہ لگانے کی ضرورت تھی۔ نو سو ارب روپے کا جو بجٹ ہے اس میں ایک سو ساٹھ تو ترقیاتی فنڈ ہوگا اور باقی سب میں سمجھتی ہوں کہ لوگوں کو امیر کرنے کے لیے استعمال ہوگا۔ جو طبقاتی فرق بڑھ رہا ہے امیر اور غریب کے درمیان۔ اور میں پھر کہتی ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ ہماری گردنیں ہوں آپ کی گردنیں ہوں سارے ایوان کے گردنیں ہوں اور لوگوں کا ہجوم آکر اس سارے ایوان کو بھی ختم کردے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: اللہ نہ کرے۔ جناب۔ رمیش لال صاحب۔

جناب رمیش لال: جناب سپیکر صاحب آپکا شکریہ مہربانی۔ موجودہ بجٹ کا جب ہم مطالعہ

کرتے ہیں تو وہ غریب کا بجٹ نہیں لگتا ہے۔ گاڑیوں اور بڑے بڑے بنگلے والوں کا بجٹ دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ اس بجٹ میں گاڑی رکھنے والوں کے لیے مزید مراعات کا بندوبست کیا گیا ہے۔ اور عام شہری کی تکلیف کا ازالہ کرنے کے لیے کوئی اقدام نہیں اٹھایا گیا ہے۔ اس طرح غریبوں اور عام شہریوں میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے۔

جناب غلام مرتضیٰ ستی: جناب سپیکر وہ دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں رولز کو relax کرتے ہوئے اجازت دیتا ہوں۔

جناب رمیش لال: مہربانی سپیکر صاحب۔ دوسرا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کا مسئلہ وقتی طور پر ذرا سا معمولی ریلیف دینے سے حل کرنے کی ناکام کوشش کیوں کی گئی ہے جبکہ یہ مسئلہ انتہائی اہم اور فوری توجہ کا حامل ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں پر نظرثانی کریں اور تنخواہوں میں اضافہ مہنگائی میں اضافہ کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ میرے حلقے کے خاص کر شہدادکوٹ میں پانی کا اتنا مسئلہ ہے۔ غریب عوام کے پینے کے لیے بھی پانی نہیں ہے خاص کر سیف اللہ مگسی کینال، چھیسر کینال، اورٹاوری چاک، پوٹو سعید خان اور رائیس کینال جو مین ہے لاڑکانہ کی۔ اس میں پینے کے لیے پانی نہیں ہے تو فصل کہاں سے ہوگی۔

(موبائل فون کے بجنے کی آواز سنائی دی)

جناب سپیکر: یہ آپ کا یا ساتھ والے کا موبائل آن ہے بند کروالیں۔ وہ آلہ اب لگوانا ہی پڑے گا۔ جی اب بات کریں۔

جناب رمیش لال: ہماری گورنمنٹ تو بڑے ڈیموں کی جیسے کالاباغ ڈیم کی بھی بات کرتی ہے تھل کینال کی بھی بات کرتی ہے پہلے خاصل کر کے پورے سندھ میں پانی پینے کے لیے نہیں ہے تو فصل کیسے ہوگا۔ خاص طور پر لاڑکانہ کے لیے جیسا کہ میں نے بتایا کہ سیف اللہ مگسی کینال میں لوگ اتنی بے چینی کا شکار ہیں۔ مجبور ہو رہے ہیں۔ دوسرا لاء اینڈ آرڈر پر ہمارے خاص کر کے سندھ میں جہاں کور کمانڈر محفوظ نہیں ہے عام شہری کہاں جائیں۔ خاص کر کے جیسے

minority۔ ادھر تو بات ہم فلور پر کرتے ہیں کچھ نتیجہ نہیں نکل رہا ہے جناب سپیکر صاحب۔ جناب والا! پہلے بھی میں بات کر چکا ہوں۔ خاص کر کے سنجورو میں ایک سادھو کو قتل کیا گیا ان کا ابھی تک پتہ نہیں۔ گورنمنٹ سو رہی ہے۔ ان کے لیے انکوائری تو کیا ایف آئی آر بھی نہیں کاٹی گئی۔ دوسرا چندرا میں ڈسٹرکٹ سکھر میں ایک قتل کیا گیا۔ اس کا بھی کچھ نہیں ہوا ابھی تک۔ دوسرا انکم ٹیکس کے بارے میں ہمارے خزانے کے منسٹر نے کہا کہ لوگوں کو ہم ریلیف دے رہے ہیں۔ ہمارے شہدادکوٹ میں انکم ٹیکس کا سرکل آفس ہے جو تین تحصیلوں میرو خان تحصیل، گڑھی خیرو تحصیل ادھر returns جمع کراتے تھے۔ ابھی وہ آفس بھی گورنمنٹ نے بند کر دیا۔ ابھی ساٹھ ستر کلو میٹر دور لاڑکانہ میں آفس ہے returns جمع کرانے کے لیے لوگ ادھر جا رہے ہیں۔ یہ عوام کو ریلیف دے رہے ہیں۔ کم سے کم پہلے جو ریلیف تھا وہ بھی چھینا گیا غریب عوام سے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب رمیش لال: اور دوسرا نیب پر خرچہ تو بہت ہو رہا ہے۔ صرف نیب ہے قائد ہماری بے نظیر بھٹو صاحبہ اور جناب آصف علی زرداری۔ میں تو پہلے جو لوگ کوآپریٹو بینکوں کے defaulters تھے وہ ادھر آج main پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پہلے تو میں گورنمنٹ کو اور جنرل مشرف کو یہ کہوں گا کہ جنرل صاحب آپ کہتے ہیں کہ کرپشن ختم کروں گا۔ کرپشن تو ہاتھ سے ابھی ہو رہی ہے۔ کرپشن جو لوگ کوآپریٹو بینک میں تھے اور مہران سکینڈل میں تھے وہ آج main government میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر جب گورنمنٹ جائے گی یہ جیل میں جائیں گے نیب ان کے لیے ہوگا۔ پہلے نیب میں جاتے ہیں پھر وزارت پر بیٹھتے ہیں ایسا ہونا چاہئے قانون کہ کم سے کم ان کو روکا جائے۔ اس کے لیے انکوائری کی جائے جیسے کوآپریٹو بینکوں کے کتنے اربوں روپے لوٹے گئے اور مہران سکینڈل کی انکوائری کی جائے۔ ہمارا ملک کیسے ترقی کرے گا۔ یہ ایسے ہے جیسے گھر کو گھر سے کھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔

جناب رمیش لال: ان کے لیے انکوائری ہونی چاہیے۔ تو ہمارا ملک ترقی کرے گا۔ پر ایسے جو ظالم بیٹھے ہوئے ہیں تو کہاں ملک ترقی کرے گا۔ ہمارے ملک میں سب کچھ ہے۔ اناج ہے، پٹرول ہے، گیس ہے، پانی ہے سب کچھ ہے اللہ سائیں کی مہربانی سے ہے۔ † [***] ان پر کنٹرول ہونا چاہیے۔ پہلے آپ ان کی ہسٹری دیکھیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک لائن پر رہیں۔

جناب رمیش لال: کم سے کم ان پر کنٹرول نہیں ہوگا تو اور ملک لیے نقصان ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ † [***] یہ رضیہ صاحبہ کی طرف سے request آئی ہے کہ ان کی کسی عزیزہ کی شادی ہے انہوں نے جانا ہے تو میں ان کو فلور دے رہا ہوں۔ یہ گورنمنٹ کی طرف سے دو بندے میں نے نہیں بلائے۔ رمیش لال نے بھی جانا تھا اور رضیہ صاحبہ نے بھی جانا ہے۔ اس۔لیے ان کو فلور دے رہا ہوں۔ یہ کل میں کسر نکال دوں گا ٹریژرری بینچز کی۔ ان کو ٹائم دے دیں۔کل ٹائم زیادہ دے دوں گا۔ زیادہ ممبران کو۔

مسز رضیہ عزیز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!

؎ یہ دستور زبان بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زبان میری

بڑی مشکل سے وقت ملتا ہے اور ہمیشہ دس بجے کے بعد ہمیں وقت ملتا ہے۔ بہر حال جتنا بھی ذہن میں سوچا ہوا تھا۔

جناب سپیکر: کونسا پہلی دفعہ ہو رہی ہے سارے ہی کرتے ہیں۔ جی۔

---

† بحکم جناب سپیکر یہ الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے۔

مسز رضیہ عزیز: اسلامی جمہوریہ پاکستان کا شہری ہونا ہمارے لیے ایک شکر کا مقام ہے کیونکہ یہ مدینہ کے بعد دوسری اسلامک سٹیٹ ہے جس کے ہم اور آپ شہری ہیں۔ پھر مدینہ کی پہلی اسلامک سٹیٹ کا منظر ضرور نگاہوں میں گھومتا ہے۔ جس کے لیے شاعر نے کیا خوب کہا کہ:

؎ تہذیب کی شمعیں روشن کیں اونٹوں کے چرانے والوں نے
کانٹوں کو گلوں کی قسمت تھی پھولوں کے مقدر چمکائیں

جناب سپیکر! میں نے یہ ذکر مدینہ کی سٹیٹ کا اس حوالے سے کیا کہ آج ہم پریشان ہیں کہ ہمارے پاس وہ کون سا نظام ہو جو غربت سے ہمیں نجات دلا سکے جو ہمیں ایک بہترین معاشی نظام دے سکے۔ لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے اسلام کے اس معاشی نظام کو پس پشت ڈال دیا کہ جس میں زکوٰۃ کے نظام کو اگر صحیح کر دیا جائے تو زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ رہے۔ جس میں ہم خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ منکرین زکوٰۃ کے خلاف جنگ کے لیے نکلتے ہیں اور زکوٰۃ کی وصولی مالداروں سے کرتے ہیں اور اسے غریبوں تک پہنچاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہماری جی ڈی پی growth کا جو ذکر کیا گیا کہ 6.4 فیصد ہے ابھی کچھ دنوں پہلے ایک economist سے ہم سن رہے تھے کہا گر زکوٰۃ کو امراء سے لیا جائے اور صحیح طریقے سے لیا جائے۔ اس کے لیے کوئی نظام وضع کیا جائے تو یہ growth دس فیصد تک بڑھ سکتی ہے۔ جس سے ہمارے معاشی نظام میں ایک استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ میں نے یہاں پر مدینہ کی اس اسلامک سٹیٹ کا ذکر کیا جس میں حضرت عمر فاروق کا یہ کہنا تھا کہ فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی بھوکا مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے بارے میں پوچھے گا۔ لیکن ہماری حالت یہ ہے کہ اس وقت ہمارے ملک کے کروڑوں عوام بھوکوں مر رہے ہیں لیکن ہمارے حکمران فائیو سٹار ہوٹلوں کی طرز پر زندگی گزار رہے ہیں۔ اس میں ہمارے صدر صاحب کا آفیشل اور نان آفیشل سٹاف کے بارے میں ایک سوال پوچھا گیا آفیشل سٹاف کی تو سمجھ میں آتی ہے لیکن نان آفیشل

سٹاف کی ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس مقصد کے لیے ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا زمانہ یاد آتا ہے کہ وہ سرکاری کام کرتے ہوئے چراغ جلاتے ہیں اور ذاتی کام کے وقت اس کو بجھا دیتے ہیں لیکن جناب سپیکر ہمارے حکمرانوں کو اگر ان چیزوں کا احساس ہو جائے تو ایک معاشی انقلاب خود بخود برپا ہو جائے۔ اور ہم آج بجٹ بناتے ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم اپنے عوام کو بھی کوئی الہ دین کا چراغ دے دیں کہ وہ بھی اسی بجٹ کی طرف پر کوئی بجٹ بنا سکیں۔

(ایک معزز ممبر ہاؤس میں اخبار پڑھ رہے تھے)

جناب سپیکر: نیچے رکھ کر پڑھیں۔ یہ اخبار نیچے رکھ کر پڑھیں اگر بہت ضروری کوئی خبر ہے تو۔ ورنہ ہاؤس میں اخبار نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسز رضیہ عزیز: جناب سپیکر! میں یہاں ذکر کروں گی اپنے تعلیمی نظام کا۔ اس وقت ہمارے ملک کے اندر اور ہمارا معاشرہ جس گھن کی طرح کرپشن نے چاٹ لیا ہے اور ہمارے معاشی نظام کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ کرپشن ہے اور جب تک ہم ایک ایسا نظام تعلیم متعارف نہیں کراتے جس کے اندر ہم قرآن کی تعلیمات کو پوری طرح اپنی اس قوم کے کردار کو بدلنے کے لئے استعمال نہیں کرتے اگر ہم اپنی قوم کے اندر کردار کی تبدیلی نہیں لاتے ان کے اندر کرپشن اور ان چیزوں کو ختم نہیں کرتے جو صرف اسلامی تعلیمات سے ممکن ہے تو اس وقت تک ہم اس ملک میں کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ اور ہمیں اس وقت جو تعلیم دی جا رہی ہے اس کا حال تو یہ ہے کہ:

؎ تعلیم جو دی جاتی ہے ہمیں وہ کیا ہے فقط سرکاری ہے
جو علم سکھایا جاتا ہے وہ کیا ہے فقط درباری ہے

ایک گھسا پٹا تعلیمی نظام ہے۔ بالکل یکساں نظام تعلیم کی جو ضرورت اس ملک کو ہے غریب کا بچہ اور اس کی تعلیم کا اندازہ ہم سب کو ہے کہ اس کو کون سی سہولیں ہم فراہم کرتے ہیں۔ اس کے لئے کون سا سلیبس ہم نے بنایا ہوا ہے اور امراء کے طبقے کے لیے ہمارے پاس کون سا نظام تعلیم

ہے۔تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے نظام تعلیم کو بدلنے کی کوشش کریں اور اس وقت یہ بات بھی میں ضرور کہنا چاہوں گی کہ ہم نے اپنے بجٹ کے اندر تعلیم کے لیے بہت کم رقم مختص کی ہے۔جس سے کبھی بھی یہ قوم ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد، جناب سپیکر! مجھے ایک دو باتیں ضرور کہنی ہیں جس میں دو تین بنیادی چیزیں ہیں وہ زکوٰۃ کے حوالے سے ہے کہ زکوٰۃ کا ایک پورا مربوط نظام بنایا جانا چاہیے جس میں امراء سے لے کر دولت غرباء سے تقسیم کی جائے تک کہ دولت کی یہ گردش ہو اور اس کے علاوہ غربا کی فہرستیں تیار کی جائیں جس کے لیے یونین کونسل کا نظام معاون ثابت ہو سکتا ہے اور اس کے علاوہ زکوٰۃ کی رقم سے غریبوں کو کاشت کے لیے زمینیں فراہم کی جائیں اس سے agricultural production میں اضافے کے ساتھ ساتھ غربت کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے زراعت پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے 4.2% اضافہ ہونا چاہئے تھا جو اس وقت صرف 2.4% ہے بے روزگاری میں 8.3% کا اضافہ ہوا ہے غربت میں 4.2% کی کمی بتائی جا رہی ہے جو صرف ایک تہائی افراد کا سروے کر کے تیار کی گئی ہے اور اگر ہم صرف زراعت کو ہی ہدف بنا کر معیشت کو استحکام دینا چاہتے ہیں تو ہمیں اس میں کچھ چیزوں پر توجہ دینا ہو گی اس میں بجلی بیج ٹریکٹر کھاد اور اس کے علاوہ کنولا اور سن فلاور کی کاشت پر 3 ارب ڈالر export کی جا سکتی ہے ہم اس پر بہت زیادہ رقم 43 ارب روپے کا تیل ہم اس وقت import کر رہے ہیں تو جناب سپیکر اگر ہم اپنے زراعت کے نظام کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں تو ہم ایک معاشی انقلاب اس ملک میں برپا کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ میں دوبارہ اس بات کو کہوں گی کہ اگر ہم غربت کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو زکوٰۃ کا نظام ہمیں وضع کرنا ہو گا اور بہترین انداز میں انشاءاللہ ہم غربت کا خاتمہ کر سکیں گے۔

Mr. Speaker: Thank you very much. Now, I take item No. 5. Engineer Amir Muqam Sahib, calling attention notice.

CALLING ATTENTION NOTICE

Engineer Amir Muqam: Bismillah-ir-Rehman-in-Raheem. I invite attention of the Minister for Labour, Manpower and Overseas Pakistanis to a matter of urgent public importance regarding closure of OPF High School Chakdara in NWFP, causing grave concern amongst the public.

Mr. Speaker: Parliamentary Secretary for Labour, Manpower and Overseas Pakistan, Umar Nazir Sahib!

RE: CLOSURE OF OPF HIGH SCHOOL, CHAKDARA, NWFP

رانا عمر نذیر احمد خان: شکریہ جناب سپیکر جناب والا یہ سکول 1990 میں چکدرہ میں ڈپٹی کمشنر جو ہاؤس میں کھولا گیا تھا وہاں پر سر یہ Chief Secretary NWFP کے حکم سے 25 نومبر 2002 کو انہوں نے forcibly یہ عمارت خالی کروالی تھی وہاں پر یہ سکول دوبارہ continue نہیں کر سکتے تھے جناب کیونکہ انہوں نے وہ بلڈنگ جو تھی جو سکول کے زیر استعمال تھی اس کو انہوں forcibly خالی کروا کے بلکہ وہاں پر جو OPF کا جو سامان پڑا ہوا تھا اس سکول کا فرنیچر وغیرہ اس کا بھی نقصان ہوا تھا پر سر اس میں سٹوڈنٹ کی تعداد 337 تھی جناب نومبر 2002 کی سر یہ بات ہے 1997 سے 2002 تک جناب 4.2 million اس کو subsidise کیا گیا کیونکہ جو وہاں کے لوکل سٹوڈنٹ تھے اس کا 50% اس کی جو ٹیوشن فیس تھی اس میں جناب اس کو ان سے 50% لی جاتی تھی جناب سر! اس کے بعد Chief Secretary and Governor NWFP کی طرف سے کہا گیا کہ جناب سکول کو دوبارہ کھولا جائے کیونکہ سر یہ سکول جب بند ہوا تھا 25 نومبر 2002 کو اس سے لے کر جب یہ دوبارہ 13 مارچ 2004 تک جناب OPF نے وہاں پر علیحدہ بلڈنگ دیکھنے کی پوری کوشش کی جناب لیکن اس کے دوران وہاں پر کوئی بلڈنگ وہاں پر نہیں ملی اس لیے سر اس عرصے کے دوران OPF سٹاف کو 3.7 million pay پھر سر بورڈ آف گورنر او پی ایف نے فیصلہ کیا کہ یہ سکول وہاں بند کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ سوال کریں گے انجینئر امیر مقام صاحب۔

انجینئر امیر مقام: سر! یہ عجیب سا کیس ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود بتایا کہ سکول 1990 میں قائم ہوا اور 2002 میں بند کر دیا گیا بارہ سال چلنے کے بعد اور تعداد بھی اس نے بتا دی ہے کہ اس میں 337 سٹوڈنٹ تھے ہوا یہ کہ سر یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی بلڈنگ میں تھا اور ان کو بلڈنگ کی ضرورت تھی provincial government کو تو وہ board کے لیے خالی کر دیا گیا پھر انہوں نے ان کے ساتھ رابطہ رکھا ان لوگوں نے OPF والوں کے ساتھ کہ ہمیں دوسرا بلڈنگ دلوائیں کرائے پر اسی میں start کریں مرحوم منسٹر صاحب بھی آیا یہ میرا حلقہ تو نہیں ہے لیکن یہ کیس بالکل genuine case ہے اگرچہ میرا حلقہ نہیں ہے یہ دیر میں آتا ہے لیکن سب کچھ میرے نالج میں ہے لالیکا صاحب مرحوم اس نے وہاں اعلان بھی کیا کہ اس کو وہاں دوبارہ کھولیں گے پھر وہ بھی چلا گیا تو اب بات یہ ہے کہ گورنر نے بھی لکھا ہے Chief Secretary نے بھی لکھا ہے وہی بلڈنگ ابھی خالی ہے۔

جناب سپیکر: سوال پھر کریں۔

انجینئر امیر مقام: مطلب یہ کہ میرا سوال یہ سن لیں بلڈنگ ابھی خالی ہو چکی ہے انہوں نے OPF لکھا ہے کہ دوبارہ اس کو کھول دیا جائے ابھی انہوں نے چودہ جون کو ایک notification کیا ہوا ہے کہ اس کو بند کرنا ہے ابھی تک staff کو تنخواہیں دے رہے تھے تو اس میں بات یہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے سکول ہیں پبلک تو انہوں نے OPF کے ساتھ رابطہ رکھا ہوا ہے کہ اس کو دوبارہ نہ کھولیے کہ ہمارا بزنس خراب ہو جائے گا بڑا ہی حساس معاملہ ہے اس نے خود بھی admit کیا ہے کہ اتنی تعداد ہے بارہ تیرہ سال چلا ہے اس میں جو ملازم ہیں 40 ,20 وہ بھی بے روزگار ہو رہے ہیں اس لیے یہ کیس کمیٹی کی ریفر کیا جائے۔ یہ کیس اگر کمیٹی کو ریفر کیا جائے تو اس میں بیٹھیں گے دیکھیں گے کہ یہ کیا ہو سکتا ہے۔

Mr. Speaker: Parliamentary Secretary.

رانا عمر نذیر احمد خان: سر 337 جو سٹوڈنٹ تھے پہلی بات تو جناب کہ یہ 337 سٹوڈنٹ نے کسی اور سکول یا جگہ پر داخلے لے لیے ہوں گے جناب دوسری بات یہ ہے کہ یہ بورڈ آف گورنر نے فیصلہ کیا ہے اس کو دوبارہ ہم اپنے OPF کا BOG ہے وہیں پر لے جائیں گے اگر وہاں پر دوبارہ بہتر جگہ یہ بتا رہے ہیں کہ وہی جگہ خالی کر دی جناب! جب یہ فیصلہ کر دیا BOG نے تو یہ اس کے بعد خالی ہوئی ہو گی جناب یہ دیر کے DCO کو بھی ہم نے لکھا کہ جناب کوئی جگہ آپ اس کے علاوہ ہمیں دے سکتے ہیں لیکن وہاں سے کوئی جواب ہمیں receive نہیں ہوا جی اس لیے دوبارہ BOG جو فیصلہ کرے گا اگر دوبارہ کھولنا بھی ہے تو وہ بورڈ آف گورنر کے فیصلے کے بعد ہو گا۔

Mr. Speaker: The House is adjourned to meet again tomorrow Thursday at 9 a.m.

[The House adjourned to meet at 9.00 a.m., Thursday, the 17th June, 2004]

PCPPI-3024(04) NA-25-3-2005-450.